31

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

شمائم امدادیہ

اُردو ترجمہ

نفحات مکیہ من مآثر امدادیہ

یعنی

حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حنفی چشتی قادری نقشبندی سہروردی
کے حالاتِ مبارکہ، ملفوظات اور تصوف سے سرشار مضامین کا مجموعہ

ناشران

کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ "مغربی پاکستان"

قیمت :- ۲ روپے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ
أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

"اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرمائیے، بلاشبہ آپ سننے
والے جاننے والے ہیں"!

عنوانات

ختم شد فہرست مضامین

شمائم امدادیہ

پیش لفظ

محترم قارئین کرام !

ہم حسب وعدہ ایک نادر تالیف آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جس میں قطب عالم حضرت حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مد اللہ فیوضہٗ کے حالات زندگی آپ کے ملفوظات اور مکاتیب شامل ہیں۔

آج سے ساٹھ، ستر برس قبل جناب حکیم محمد مرتضیٰ خاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اس کتاب کو "شمائم امدادیہ" کے نام سے شائع کیا تھا جو شائع ہوتے ہی ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی۔

اسکے بعد کسی صاحب نے اس کی اشاعت پر توجہ نہ دی۔ اس طرح یہ ایک گراں گوہر بھول چوک کی نظر ہو گیا۔

عرصہ سے ہمیں متعدد احباب اس کی اشاعت پر زور دے رہے ہیں لیکن ایک مبتدی ادارہ کے لئے اتنی بڑی کتاب کا شائع کرنا سخت متعسر تھا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کام کی ابتداء کی کیونکہ اُن کے ہاں کوئی مشکل مشکل نہیں ؎

تو مگو مارا بداں شہ بار نیست　　با کریماں کارہا دشوار نیست

اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس کی توفیق سے ہم یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ آمین

نیاز مند

احقر العبید محمد حسین الرشید عفا اللہ عنہ

حصّہ اوّل

یعنی حالات زندگی حضرت ایشاں

نفحہ اوّل

ولادت و تحصیل علوم ظاہرہ

ارباب بصیرت و اصحاب خبرت پر ظاہر ہو کہ ولادت باسعادت حضرت ایشاں بتاریخ بست ۲۲ و دوم ماہ صفر المظفر روز دوشنبہ ۱۲۳۳ھ ایک ہزار دو سو تینتیس ہجریہ مقدسہ بمقام نانوتہ ضلع سہارنپور ہوئی۔ قصبہ مذکور وطن اجداد مادری حضرت کا ہے۔ اسم مبارک والد ماجد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدّث دہلوی نواسۂ حضرت مستند الوقت جناب حافظ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی قدس سرہما نے بلقب امداد اللہ ملقب فرمایا آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت حافظ محمد امین بن حضرت حافظ شیخ بڈھا بن حضرت حافظ شیخ بلاقی بن حضرت شیخ عبد اللہ بن حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عبد الکریم بن شیخ عبد الرحیم بن حضرت شیخ سراج دین بن حضرت قاضی چندن بن حضرت قاضی محمد موسیٰ بن حضرت قاضی محمد نصر اللہ خاں بن حضرت قاضی محمد یعقوب خاں بن حضرت شیخ نظام الدین بن حضرت شیخ شہاب الدین معروف بفرخ شاہ کابلی بن محمد شاہ کابلی بن حضرت نصیر الدین شاہ بن حضرت محمود شاہ بن حضرت سلیمان شاہ بن حضرت مسعود شاہ بن حضرت شاہ عبد اللہ واعظ اصغر بن حضرت شاہ عبد اللہ واعظ اکبر بن حضرت شاہ ابو الفتح بن حضرت شاہ محمد اسحاق بن حضرت کامل عارف شاہ سلطان محمود قدس سرہ (کہ مکہ معظمہ میں قریب دروازۂ شہر آسودہ ہیں) بن قدوۃ الاولیا

زبدۃ الاصفیا سند العارفین شیخ الکاملین تارک الدنیا والحکومۃ سلطان الدین والملۃ فانی فی اللہ الکریم باقی باللہ العلی العظیم جناب حضرت سلطان ابراہیم قدس سرہ الفخیم بن حضرت ادہم قلندر بن حضرت سلیمان ہیں اور اجداد حضرت ایشان مار قلبی و روحی فداہ) موضع تھانہ بھون ضلع مظفر نگر میں مسکن گزین تھے اب اس موقعہ پہ جاننا چاہیئے کہ نسب حضرت سلطان العاشقین ملک الواصلین حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اختلاف واقع ہوا ہے اکثر شیخ فاروقی کہتے ہیں اور بعضے سید زیدی حسینی چشتی کہتے ہیں صاحب تحقیقات معانی بالفاظ شریفہ پیر و مرشد حضرت مولانا مظفر بلخی ادہمی یعنی نخبۃ الکاملین زبدۃ العارفین شمس المحققین جناب حضرت مولانا مخدوم شیخ شرف الحق والملۃ والدین احمد بن یحییٰ بن منیری ندرؔ بہاری اقامۃ ووقعا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید زیدی حسینی کہتے ہیں۔ اس طور پہ حضرت سلطان سید ابراہیم بن سید ادہم قلندر بن سید سلیمان بن سید ناصر الدین بن سید محمد بن سید یعقوب بن سید احمد بن سید اسحٰق بن سید امام زید بن الشہید رضی اللہ عنہ بن سید امام قاسم رضی اللہ عنہ بن امام الائمہ علی الاوسط حضرت سید امام زین العابدین بن حضرت امام الائمہ سید الشہدا حضرت سیدنا ابی عبداللہ امام حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن امیر المومنین امام المسلمین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و ابن سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا بنت سید المرسلین فخر الاولین والآخرین شافع روز جزا جناب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ وسلم اجمعین۔ اور وجہ شہرت بفاروقیت حضرت سلطان العارفین یہ ہے کہ نام جد مادری جناب کا بھی ابراہیم ہے اور وہ فاروقی تھے اور بلخ میں سلطنت کرتے تھے۔ حضرت سلطان العارفین نے ان کی خدمت میں تربیت پائی۔ اور ان کے بعد ان کے تخت پر بیٹھے پس بوجہ کثرت قیام اس مقام کے اور نیز بوجہ مشارکت اسمی جد فاسد وجانشینی جناب سلطان العارفین بہ نسبت جد فاسد خود مشہور ہوئے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ اور حضرت مدظلہ روحی وقلبی فداہ کے دو برادر کلاں و ایک برادر و ہمشیر خورد بھی تھیں بڑے بھائی ذوالفقار علی و منجھلے فدا حسین نام تھے اور تیسرے خود حضرت ایشان اور چھوٹے بھائی بہادر علی و ہمشیرہ بی بی وزیر النساء نام تھیں ابھی زمانہ میں حضرت ایشان کا

صرف سات سال کا تھا کہ حضور کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی حسینی بنت حضرت شیخ علی محمد صدیقی نانوتوی نے انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور وقت وفات اپنے حضرت کے لئے ان الفاظ میں وصیت فرمائی کہ بعد میری وفات کے میرے اس تیسرے بچے کو کسی وقت کیا بروقت تعلیم و یا کسی وقت و کسی وجہ سے کبھی کوئی شخص ہاتھ نہ لگا سکے اور زجر و ضرب نہ کرے چنانچہ بعد انتقال والدہ ماجدہ حضرت ایشاں ان کی اس وصیت کی تعمیل میں یہاں تک مبالغہ کیا گیا کہ کبھی کو آپ کی تعلیم کی طرف کچھ توجہ و التفات نہ ہوئی۔ لیکن چونکہ تائید ربانی ابتدائے خلقت سے مربی حضرت ایشاں کی تھی اس زمانہ صغر سنی میں بھی باوجود عدم توجہی و مطلق العنانی کبھی لہو و لعب نامشروع میں مشغول نہ ہوتے تھے اور اپنے باطنی شوق سے قرآن مجید حفظ کرنا شروع فرمایا۔ اور اپنے شوق سے اکثر حفاظ کو استاد بنایا مگر تقدیرات سے کچھ ایسے موانع پیش آتے گئے کہ نوبت تکمیل حفظ کی نہ پہونچی یہاں تک کہ بتوفیق الٰہی ۱۲۵۸ھ بارہ سو اٹھاون ہجری میں چند دن میں یہاں اس کی تکمیل ہو گئی اور سولہ سال کے سن میں وطن شریف سے بہمراہی حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ دہلی کے سفر کا اتفاق ہوا اسی زمانہ میں چند مختصرات فارسی تحصیل فرمائے اور کچھ صرف و نحو اساتذۂ عصر کی خدمت میں حاصل کی اور مولانا رحمت علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ سے تکمیل الایمان شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ کی قرأت اخذ فرمائی۔

نفحہ دوم

حصول کمال سے مسند ارشاد تک

ہنوز تکمیل علوم ظاہرہ میسر نہ ہوئی تھی کہ ولولہ خدا طلبی دل اخلاص منزل حضرت ایشاں میں یا جوش زن ہوا اور بعمر ہیزدہ سالگی دست حق پرست حضرت مولانا نصیر الدین حنفی نقشبندی مجددی غازی دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کہ خلیفہ و مرید حضرت مولانا شاہ محمد آفاق قدس سرہٗ الاقدس و شاگرد و داماد حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی مہاجر و نیز شاگرد حضرت مستند الوقت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی انار اللہ برہانہ تھے۔

طریقہ انیقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی اور اذکار طریقہ نقشبندیہ مجددیہ اخذ فرمائے۔ اور چند دن تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر رہ کر اجازت و خرقت سے مشرف ہوئے، بعد ازاں بالہام غیبی و بجذبۂ لذت کلام نبوی مشکوٰۃ شریف کا ایک ربع قرأۃً عاشق زار رسول انور حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی پر گذرانا اور حصن حصین و فقہ اکبر امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظمؒ ابی حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ قرأۃً حضرت مولانا عبدالرحیم مرحوم نانوتویؒ سے اخذ کیا اور یہ ہر دو بزرگوار ارشد تلامذہ عارف مستغرق حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندہوی کے تھے اور حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ خاتم دفتر ششم مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ و شاگرد حکیم امت محمدیہ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تھے اور مثنوی معنوی حضرت محی الدین مخدومی مولانا شیخ جلال الدین رومیؒ قدس اللہ روحہٗ کو جس میں معانی کتاب و سنت کو زبان فارسی میں لاکر بطرز حمید و عنوان جدید ادا فرمایا ہے اور اس شعر میں ؎

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

خود اس نکتہ عجیب کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور اس کے طرز بیان میں شور عشقی بحسن اسلوب زیادہ کیا ہے اور اس ادائے خاص میں امام العاشقین تھے اور گویا کہ جذبات الٰہیہ و اسرار صمدیہ ان کے لئے ودیعت رکھے گئے تھے اور اصول اصول دینیہ اور اسرار اسرار معارف ربانیہ کو انواع انواع طریقوں سے ظاہر و ہویدا فرمایا ہے بالجملہ تعریف مثنوی جو کچھ کہ کی جاوے ایک منجملہ سو کے بھی نہ ہوسکے گی ناگزیر خاموشی کی آبروریزی نہ کر کے اس قلیل فقرات پر کہ دال کثیر یہ ہیں بس کیا،، مولانا شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے قرأۃً اخذ کیا اور نمک خمیر اپنے ولولہ دل کا بنایا۔ اللہ بخشے مولانا شیخ عبدالرزاق نے مثنوی معنوی کو جناب حضرت مولانا شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ سے قرأۃً لیا تھا اور شیخ ابوالحسنؒ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندہوی مذکور خاتم دفتر ششم سے سماعۃً و قرأۃً حاصل کیا اور حضرت مولانا مفتی رحمۃ اللہ نے عالم رویا میں مصنف قدس سرہ سے پڑھا تھا اور واسطے ختم دفتر ششم کے

مامور ہوئے تھے الحاصل چونکہ حضرت ایشاں نے مطالعہ مثنوی کو بطور ورد کے معمول فرمالیا تھا خاطر اقدس کو ایک حرکت بلیغ پیدا ہوتی تھی اور جوش وخروش باطنی آئینہ چہرہ انور سے ظاہر ہوتا تھا اور داعیہ تکمیل سلوک ساحت سینہ صفت گنجینہ میں جلوہ اضطرار ڈالتا تھا یہاں تک کہ اسی درمیان میں ایک دن آپ نے خواب دیکھا کہ مجلس اعلیٰ واقدس حضرت سرور عالم مرشد اتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ وسلم میں حاضر ہوں۔ غایت رعب سے قدم آگے نہیں پڑتا ہے کہ ناگاہ میرے جدامجد حضرت حافظ بلاقی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور حضرت نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پہونچا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ لے کر حوالہ حضرت میانجیو صاحب چشتی قدس سرہ کے کردیا اور اس وقت بعالم ظاہر حضرت میانجیو صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا عجیب انتشار وحیرت میں مبتلا ہوا کہ یارب یہ کون بزرگوار ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا اور خود مجھ کو ان کے سپرد فرمایا اسی طرح کئی سال گذر گئے کہ ایک دن حضرت استاذی مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میرے اضطرار کو دیکھ کر بکمال شفقت وعنایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے وہاں جاؤ اور حضرت میانجیو صاحب سے ملاقات کرو شاید مقصد دلی کو پہنچو اور اس حیث وبحث سے نجات پاؤ جناب ایشاں بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مولانا سے میں نے یہ سنا متفکر ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا کروں آخر بلا لحاظ سواری وغیرہ میں نے فوراً راہ لوہاری کی لی اور بشدت سفر سے حیران وپریشاں چلا جاتا تھا یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے بارے بکشش وکوشش آستانہ شریف پر حاضر ہوا اور جیسے ہی دور سے جمال باکمال جناب ایشان ملاحظہ کیا صورت انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا بخوبی پہچانا اور محو خود رفتگی ہو گیا اور آپے سے گذر گیا اور افتاں وخیزاں ان کے حضور میں پہونچکر قدموں پر گر پڑا۔ حضرت میانجیو صاحب قدس اللہ اسرارہ نے میرے سر کو اٹھایا اور اپنے سینہ نور گنجینہ سے لگا لیا اور بکمال رحمت وعنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق ویقین ہے۔ یہ پہلی کرامت منجملہ کرامات

حضرت میانجیو صاحب کی ظاہر ہوئی اور دل کو بکمال استحکام مائل بخود ہوا۔
الحاصل ایک مدت خدمت بابرکت جناب موصوف میں حلقہ نشین رہے اور تکمیل سلوک طرق اربعہ عموماً و طریق چشتیہ صابریہ خصوصاً کیا اور خرقہ و خلافت تامہ و اجازت خاصہ و عامہ سے مشرف ہوئے۔ بعد عطائے خلافت حضرت میانجیو صاحب نے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو۔ تسخیر یا کیمیا۔ جس کی رغبت ہو وہ تم کو بخشوں۔ آپ یہ سن کر رونے لگے اور عرض کیا کہ دنیا کے واسطے آپ کا دامن نہیں پکڑا ہے خدا کو چاہتا ہوں وہی مجھ کو بس ہے حضرت میانجیو صاحب قدس سرہ یہ جواب نمکین سن کر بہت مسرور و خوش مزہ ہوئے۔ اور آپ کو بغل گیر فرما کر علو ہمت پر آفرین کی اور دعاہائے جزیلہ و جمیلہ دیں اور خود حضرت میانجیو صاحب انار اللہ مضجعہ نے ۱۲۵۹ھ ایک ہزار دو سو انسٹھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بعد ازاں گونہ قلب مبارک میں جذبۂ الٰہیہ پیدا ہوا اور آپ آبادی سے ویرانے کو چلے گئے مخلوق سے نفرت فرماتے تھے اور جنگل پنجاب وغیرہ میں بسر فرماتے تھے اور اکثر دولت فاقہ سے کہ سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مشرف ہوتے تھے یہاں تک کہ آٹھ آٹھ روز اور کبھی زیادہ گزر جاتے اور ذرا سی چیز حلق مبارک میں نہ جاتی اور حالت شدت بھوک اسرار و عجائب فاقہ منکشف ہوتے تھے۔ بیان فرماتے تھے کہ ایک دن بہت بھوک کی تکلیف میں ایک دوست سے کہ نہایت خلوص دلی رکھتا تھا چند روپے میں نے بطور قرض مانگے باوجود موجود ہونے کے انکار صاف کر دیا۔ اس کی اس نا التفاتی سے تکدر و ملال دل میں پیدا ہوا۔ چند منٹ کے بعد تجلی توحید افعالی نے استعلا فرمایا اور معلوم ہوا کہ یہ فعل فاعل حقیقی سے متکون ہوا ہے اس وقت سے خلوص اس دوست کا زائد ہوا اور وہ تکدر مبدل بہ لطف ہو گیا اس واقعہ کو چند ماہ گزرے تھے کہ میں مراقبہ میں تھا سیدنا جبرئیل و سیدنا میکائیل علیہما السلام کو بغایت جلال ملکاتی و بنہایت جمال نورانی سنبل کاکل سیاہ کندھوں پر ڈالے ہوئے اور سبزہ نہ اگا ہوا دیکھا محو خود رفتہ ہو گیا جو لذت کہ حاصل ہوئی احاطہ بیان میں نہیں آ سکتی اور وہ دونوں تبسم کناں دز دیدہ نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسی طرح چلے گئے اور کچھ نہ کہا

راقم (مؤلف) ہیچکارہ نے بخدمت حضرت ایشاں قلبی وروحی فداہ عرض کیا کہ تعبیر دیکھنے ان فرشتگان اولوالعزم کی کیا تھی ارشاد فرمایا کہ مرتبہ نزدیکی کا مجھ پر ظاہر ہوا کیونکہ دیکھنا جبرئیل کا بشارت اس امر کی ہے کہ بفضلہ سبحانہٗ حصہ وافر علم وتعلیم وارشاد وہدایت سے مجھ کو مرحمت ہوگا کہ یہ خدمت ان کو تفویض ہے اور دیکھنا میکائیلؑ کا اشارہ ہے اس طرف کہ مایحتاج بہ فی الدنیا بے تکلف میسر آوے کہ قسمت وتقسیم رزق کی حضرت میکائیل سے متعلق ہے راقم ہیچمیرز (مؤلف) عرض کرتا ہے کہ فی الواقع ایسا ہی ہوا سائل چند منٹ میں ایک ادنی اشارہ حضرت ایشاں سے صاحب حال ہوتا ہے، ایک شخص نے راس الاذکیا مولوی محمد قاسم نانوتوی سے پوچھا کہ حضرت مخدوم عالم حاجی امداد اللہ صاحب عالم بھی ہیں اس کے جواب میں فرمایا کہ عالم ہونا کیا معنی اللہ نے ان کی ذات پاک کو عالم گر فرمایا ہے۔ اور نیز رسالہ آبحیات میں لکھتے ہیں ہیں جس وقت کہ مکہ معظمہ میں زیارت حضرت ایشاں سے شرف اندوز ہوا بوجہ تہیدستی دین ودنیا کچھ پیش کش نہ کرسکا بجز اس کے کہ ان ہی اوراق سیاہ مسودہ کو پیش کش کرکے رسم پیش کش بجالایا شکر یہ عنایت گرامی کس زبان سے ادا کروں کہ اس ہدیہ مختصرہ کو قبول فرمایا اور اس کے صلے میں دعاہائے جزیلہ فرمائیں اور تصحیح وجدانی وتحسین لسانی زیادہ کیا اور میری تسکین فرمائی کہ بسبب اپنی کم مائگی وہیچمدانی کے اس تحریر کی صحت میں جو تردد مجھ کو تھا رفع ہوگیا اب پھر اگر کوئی یہ سمجھے ضرور تھوڑا متعجب ہوکہ کجا تحقیق وتنقیح قاسم ناداں اور کجا یہ صحت وتصحیح یہ تمام نورافشانی بدولت اس شمس العارفین کے ہے اور اس جگہ میں بھی مثل زبان ودست وقلم واسطہ ظہور مضامین مکنونہ دل عرش منزل حضرت ایشاں ہوا ہوں ورنہ اپنی ہیچمدانی اس بے سروسامانی وپریشانی پر دو شاہد عادل ہیں جن سے انکار نہیں کرسکتا۔ انتہی بترجمہ۔ وراقم مسکین (مؤلف) نے اکثر زبان حق ترجمان حضرت ایشاں قلبی وروحی فداہ سے سنا ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ مولوی محمد قاسم مرحوم کو میری زبان بنایا تھا جیسے مولانا روم کو زبان حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ کی بنایا تھا اور نیز حضرت مدظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ اسی زمانہ میں مراقبہ میں میں نے حضرت شیخ الشیوخ خواجہ معین الدین چشتی کو دیکھا قدسنا اللہ باسرارہ کہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے ہاتھ پر زر خطیر صرف کیا یہ سنکر میں رونے لگا اور عرض کیا کہ میں نے اس لئے قدم شریف نہیں پکڑے ہیں اور

ہیں توت تحمل اس خدمت کی بھی نہیں رکھتا ہوں ہاں ایک قطرہ بحار سینہ با سکینہ انوار گنجینہ حضرت والا سے چاہتا ہوں کہ سوائے معارف حضرت حق کے نہیں ہے حضرت خواجہ روح اللہ روحہٗ نے تسکین فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت سے کوئی حاجت ضروریہ دنیویہ تمہاری بند نہ رہے گی جس قدر ضرورت ہو گی بوجہ نیک رفع ہو جاوے گی فالحمدللہ کہ اس وقت سے ایسا ظہور میں آیا جیسا کہ حضرت خواجہ نور اللہ ضریحہٗ نے ارشاد فرمایا اور نیز انہی دن خدمت اشہر فقرائے زمان صاحب تمکین و عرفان مولانا سید قطب علی صاحب جلال آبادی قادری رحمۃ اللہ علیہ میں بتقریب فاتحہ والدہ ماجدہ حضرت ممدوح گیا تھا۔ حضرت سید صاحب موصوف بکمال عنائت و اخلاق پیش آئے اور فرمایا کہ میں خود آپ کے پاس ارادہ حاضری رکھتا تھا تاکہ تم کو بشارت پہنچاؤں اور مبارک باد دوں نسبت اس واقعہ کے کہ جو میں نے دیکھا ہے یعنی میں نے عالم واقعہ میں تمام اولیاء کو عموماً حضرات خواجگان چشت کو خصوصاً دیکھا ذکر تمہارا سنا ایک صاحب نے ان میں سے تمہاری نسبت فرمایا کہ مصارف ان کے بہت ہیں اور آمدنی اقل قلیل اس کے جواب میں بزرگان چشت نے فرمایا (قدس سرہم) کہ ہاں ایسا ہی تھا لیکن فی الحال واسطے رفع مایحتاج یہ ان کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا گیا ہے اب جس قدر کہ حاجت ہو گی عنائت ہوا کریگا فالحمدللہ علی نوالہ کہ تب سے رفع ضروریات لاحقہ بلا تردد و تفکر غیب سے ہوتا ہے۔ راقم عاجز نے بچشم خود دیکھا ہے کہ مصارف کثیر بے سبب ظاہری بہ احسن وجوہ انجام پاتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ استغنائے تام پرستاران حضرت ایشاں سے ہے کبھی اغنیاء و امراء کے یہاں قدم رنجہ نہیں فرماتے بلکہ ان کی طرف اس قدر التفات بھی نہیں کرتے جتنا کہ فقراء و مساکین پر نظر ہوتی ہے اِلّا جو کوئی کہ خادم خاص ہے اور محسبتہً للہ بخدمت عظامی حاضر ہوتا ہے کہ وہ بھی درویشی کے رنگ میں ہوتا ہے اور قصہ حاجی نواب فیض علی خاں مرحوم برادر نواب محمود علی خاں رئیس چھتاری مشہور و معروف ہے اور یہ حالت جذب و صحو اندوی تقریباً چھ ماہ تک رہی۔ راقم مسکین نور اللہ قلبہٗ بنور العرفان عرض رساہے کہ میں نے ثقات سے سنا ہے کہ اس زمانے میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ آپ کے سامنے سے گزر کرتا اور متاثر نہ ہوتا اور اس پر رعب نہ ہوتا پھر

توجہ والتفات کی حالت کا کیا ذکر اور اسی حالت ذوق وشوق میں ۱۲۶۰ھ ایک ہزار دو سو ساٹھ ہجری قدسی میں سید کائنات اشرف مخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تم ہمارے پاس آؤ یہ خواب دیکھ کر خواہش زیارت مدینہ منورہ دل عشق منزل میں متمکن ہوئی یہاں تک کہ بلا فکر زاد وراحلہ کے آپ نے عزم مدینہ منورہ کر دیا اور چل کھڑے ہوئے جب ایک گاؤں میں پہونچے آپ کے بھائیوں نے کچھ زاد وراحلہ روانہ کیا حضور نے اس کو بخوشی خاطر قبول کیا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ پنجم ذیحجہ ۱۲۶۱ھ بارہ سو اکسٹھ ہجری کو بمقام بندر لیس کہ متصل بندر جدے کے ہے جہاز سے اترے اور براہ راست عرفات کو تشریف لیگئے اور جملہ ارکان حج بجالائے اور مکہ معظمہ میں حضرت مشہور فی الآفاق مولانا محمد اسحٰق محدث حنفی دہلوی ثم المکی قدس سرہٗ وحضرت عارف باللہ سید قدرت اللہ حنفی بنارسی ثم المکی سے کہ کرامات وخرق عادات میں مشہور تھے فیض وفوائد حاصل کئے اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ تعالیٰ نے چند وصایا فرمائے ازانجملہ یہ کہ اپنے کو کمترین مخلوقات سمجھنا چاہئے اور یہ کہ تا امکان خود قوت حرام ومشتبہ سے پرہیز واجب جانے کیونکہ لقمہ مشتبہ وحرام سے برابر نقصان ہے اور مراقبہ۔ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى تعلیم فرمایا تاکہ ملاحظہ معنی صورت رویت حق تعالیٰ خود کو ملاحظہ کرے اور اس پر مواظبت رکھے تاکہ وجدان صورت ملکیہ کا ہوئے اور دوسری باتیں تعلیم فرمائیں اور اپنے خاندان کے معمولات کی اجازت دی اور فرمایا کہ فی الحال بعد زیارت مدینہ طیبہ تمہارا ہند کو جانا قرین مصلحت ہے پھر تو انشاء اللہ تمام تعلقات منقطع کرکے اور بہ ہمت تمام یہاں آؤ گے البتہ چندے صبر ضروری ہے اس وقت مدینہ منورہ کا راستہ مامون تھا اور کوئی شورش بدویوں وغیرہ کی نہ تھی اور آپ کے دل شوق منزل کو سخت اضطراب وقلق مدینہ طیبہ کی حاضری کا تھا کہ علت غائی اس سفر کی یہی تھی خیال تھا کہ اگر وہاں جانا نہ ہوا تو گویا تمام محنت مفت رائیگاں ہوئی بالآخر آپ نے یہ انتشار بحضور جناب سید قدرت اللہ سابق الذکر عرض کیا۔ حضرت سید صاحب نے تسکین فرمائی اور چند بدوی مریدان خود کو آپکے سپرد کیا اور حکم دیا کہ بحفاظت تمام ان کو مدینہ طیبہ سے جاؤ اور پھر یہاں لے آؤ اور ان کی خدمت کو

سعادت جانو اور ان کے قلب کو کوئی رنج نہ پہونچنے پائے کیونکہ ان کے ملال سے تمہاری عاقبت کی خرابی متصور ہے مولانا فرماتے ہیں ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد
تا از و صاحب دلے نامد بدرد

بالجملہ آپ مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اور دل میں خیال آیا کہ اگر کوئی عامل کامل و عارف واصل بلا میری طلب کے اجازت پڑھنے درود تنجینا کی دیتا تو بہت اچھا ہوتا۔ بارے بفضلہ تعالیٰ اس جوار پاک شاہ لولاک میں پہنچے اور شرف جواب صلوٰۃ و سلام حضرت خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے اور عارف خدا حضرت شاہ غلام مرتضےٰ جھنجھانوی ثم المدنی سے ملاقات فرمائی اور اپنے شوق دلی کا نسبت قیام مدینہ منورہ کے اظہار فرمایا حضرت شاہ صاحب ممدوح نے فرمایا کہ ابھی جاؤ چندے صبر کرو پھر ان شاء اللہ یہاں بہت جلد آؤ گے اور صاحب جذب و احسان حضرت مولانا مولوی شاہ گل محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ متوطن قدیم رامپور تھے اور عرصہ تیس سال سے مجاور روضہ شریف تھے ملاقات کی اور ان کی خدمت سے بہت فوائد حاصل کئے اور خود حضرت خاں صاحب موصوف نے بلا ذکر و طلب اجازت درود تنجینا کی دی کہ ہر روز اگر ممکن ہو ایک ہزار بار ورنہ تین سو ساٹھ بار پڑھا کرو اور اگر اس قدر میں دقت ہو تو اکتالیس بار تو ضرور پڑھا کرو اور ہرگز ناغہ نہ ہونے پائے کہ اس میں بہت فوائد ہیں راقم (مؤلف) کہتا ہے کہ حضرت نے کمال خادم نوازی سے مجھ کو اس درود شریف و دیگر فوائد کی اجازت عطا فرمائی اور فقیر نے اس کو اپنا معمول کر لیا ہے اور بہت کچھ فوائد پاتا ہے اور درمیان روضہ شریفہ و منبر کریمہ کہ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اس کی نشان ہے مراقبہ فرمایا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مقدس خود سے بصورت حضرت میاں جیو صاحب قدس سرہٗ نکلے اور عمامہ لپٹا ہوا اپنے دست مبارک میں لیے ہوئے تھے میرے سر پر غائت شفقت سے رکھ دیا اور کچھ نہ فرمایا اور واپس تشریف لے گئے راقم مسکین کہتا ہے کہ یہ عبارت اجازت مطلقہ آنجناب رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وسلم سے اور پیچیدہ وتر ہونا عمامہ کا اشارہ ہے طرف سلوک بعد جذب و تمکین بعد تلوین و بقا بعد فنا کے و نیز یہ مجموعہ اشارہ اجازت واپسی وطن کا ہے پس جبکہ یہ اشارہ ہو چکا تو آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور بفضلہ تعالیٰ بعافیت تمام مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفًا میں داخل ہوئے اور چند دن مکہ معظمہ میں رہ کر وطن کو روانہ ہوئے اور چند دن میں اللہ کی مدد سے وطن میں آپہونچے اور دیدہ منتظران کو ترو تازگی بخشی مد اللہ ظلال جلالہ۔

نفحہ سوم

مسند ارشاد پر جلوہ فروز ہونا اور سفر حج

بعد از آنکہ بفضلہ تعالےٰ سفر حج سے بعافیت تمام ۱۲۶۲ھ بارہ سو باسٹھ ہجری میں وطن کو معاودت فرمائی لوگوں نے اصرار و کوشش واسطے بیعت لینے کے کرنا شروع کیا اولاً جناب ایشاں نے انکار فرمادیا اور چندے اس پر اقدام نہ فرمایا کیونکہ انتظار حکم و اجازت غیبی کا تھا یہاں تک کہ ایک بار تھانہ بھون میں خواب دیکھا کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مع خلفائے راشدین و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہیں اور حضور موصوف کی عنایت و شفقت بے انتہا اپنے حال پر مبذول فرمائی و نیز دیکھا کہ زوجہ شیخ فداحسین والدہ حافظ احمد حسین مہاجر و ابن حجاج مقیم مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفًا وکرامۃً برائے حضرت ایشاں اپنے مکان میں کھانا پکارہی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مرحومہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اٹھ تاکہ میں مہمانان امداد اللہ کے واسطے کھانا پکاؤں کہ ان کے مہمان علماء ہیں۔ یہ خواب بشارت تھی اجازت لینے بیعت کے اور اسی جگہ سے ثابت ہوا کہ اس دن سے ہجوم علماء و طلباء زیادہ سے زیادہ ہوا پھر دوبارہ اشارت غیبی اس بشارت غیبی کی تائید میں ہوئی اور فہمائش ارباب معارف عمومًا و حضرت عرفان بھائی جناب حافظ محمد ضامن صاحب نور اللہ مرقدہٗ خصوصًا اس پر مؤکد ہوئی چاروناچار بیعت لینا شروع فرمایا۔ اولاً چند آدمیوں نے عوام سے بیعت کی بعد ازاں اوّل جس شخص نے علماء سے بیعت کی جامع فضل و کمال ممکنہ افراد انسانی حضرت

ابی الحکیم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تھے اور تمام خلفائے حضرت ایشاں سے کمالات باطنیہ میں گوئے سبقت لے گئے بعد ازاں وارث علوم دینی مستفیض بفیضاں ہوئے مرحومی حضرت الحاج مولانا محمد قاسم نانوتوی رح کہ کشف اسرار و قائق علوم الہیہ ہیں ایک آیت آیات الٰہی سے تھے منتظم سلسلہ بیعت ہوئے نور اللہ ضریحہٗ بعد ان کے علامہ عصر حضرت مولانا مولوی عبدالرحمٰن کاندہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ وحضرت مولوی محمد حسن پانی پتی رحمہ اللہ وجامع علوم الہیہ وعالیہ الحاج مولانا محمد یعقوب نانوتوی مدرس اول مدرسہ دیوبند نور اللہ مضجعہٗ وحضرت مولوی حافظ محمد یوسف تھانوی ابن حضرت عارف کامل حافظ محمد ضامن نور اللہ مرقدہٗ وحضرت الحاج المولوی حکیم ضیاء الدین رامپوری السہارنپوری وجناب ادیب اریب فقیہ لبیب محدث اجل مفسر اجل فاضل افضل حضرت استاذی الحافظ الحاج مولانا فیض الحسن السہارنپوری ادامہ اللہ سبحانہٗ بافاداتہ وافاضاتہ وعالیجناب نواب حضرت الحاج المولوی محی الدین خاں مرادآبادی وصاحب تالیفات کثیرہ حضرت الحاج المولوی محی الدین خاں خاطر میسوری ومدرس بے نظیر ذکی وخوش تقریر حضرت الحافظ الحاج المولانا احمد حسن الڈسکوی الپٹانوی مدرس اول مدرسہ دارالعلوم کانپور سلمہ اللہ والبقاہ۔ وحضرت الحاج مولانا نور محمد مرحوم ومغفور وحضرت الحاج المولوی محمد شفیع صاحب نورنگ آبادی بلند شہری اور حضرت الحاج المولوی عنایت اللہ المالوی وحضرت جامع فضل وکمال الحاج مولانا صفات احمد غازی پوری وحضرت فاضل متورع تقی الحاج مولانا محمد افضل ولائتی وحضرت ذکی رضی فاضل نقی الحاج مولانا سید محمد فدا حسین الرضوی محی الدین نگری سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ۔ وغیرہم رزقہم اللہ سبحانہٗ حلاوۃ الایمان وختم اللہ لہم علی الایمان والعرفان داخل طریقہ حضرت ایشاں ہوئے اور سلسلہ مسترشدین میں آئے اور اگرچہ جمع طائفہ علماء سے تھے اور روز بروز ان کی جماعت زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ حد احصار سے متجاوز ہوگئی اور اسی زمانے میں بوجہ ہجوم و اژدہام خلائق طبع گرامی بوجہ کشش غیبی کبھی کبھی سفر کو پسند فرماتے تھے لیکن اپنے نفس نفیس سے تعین کسی مقام کا نہ فرماتے تھے بلکہ ~

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

آپ کا مصداق حال تھا اور اکثر انتہائے سفر بسمت پیران کلیر و دہلی بغرض زیارت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدسنا اللہ باسرارہٗ و دیگر بزرگان کے کہ ان مقامات میں آسودہ ہیں ہوتا تھا اور بمقام پانی پت واسطے زیارت حضرت شیخ شمس الدین پانی پتی و حضرت شیخ کبیر الاولیا جلال الدین پانی پتی کے جاتے تھے اور کبھی کبھی دوسرے مقامات میں بطریق ندرت اتفاق ہوتا تھا اور اکابر علما و اولیاء سے اس نواح سے رسم محبت غالب تھی علی الخصوص اشہر علماء و اکبر اولیا ء قطب فرید فرد وحید شیخ شیخی جناب حضرت الحافظ الحاج المہاجر مولانا الشاہ احمد سعید حنفی المجددی الدہلوی المدنی اور اعلم علمائے اجل محدث اجل التقی النقی حضرت استاذی الحافظ الحاج المہاجر المولانا الشاہ عبد الغنی الحنفی المجددی الدہلوی المدنی برادر اصغر حضرت مولانا شاہ احمد سعید مذکور رحمہما اللہ تعالیٰ برحمۃ الواسعۃ سے رابطہ خلوص و اتحاد بہت زیادہ تھا اور تا زمانہ وفات ان حضرات کے بے حد نہایت گرم مجلس رہتے اور حضرت شاہ حسن عسکری نظامی دہلوی نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ و حضرت مولوی محمد حیات نظامی دہلوی نور اللہ ضریحہٗ وغیرہما سے بھی محبت و خلوص بغایت اختصاص تھا اور اس زمانہ میں شراب عشق الٰہی صہبائے خمیر آنجناب میں بکمال غلیان تھی اور میں نے ثقات سے سنا ہے کہ مستقل مزاجوں کو حلقہ توجہ حضرت ایشاں میں ضبط آہ و نالہ و گریہ و بکا کرنا امکان میں نہ تھا تو ناقصوں کا کیا ذکر مجلس شریف ہر دم ہر آن گرم رہتی تھی اور جو کوئی شخص دو چار منٹ کو بغرض ضرورت دنیاوی یا دینی حاضر خدمت بابرکت ہوتا تھا کچھ نہ کچھ حاصل کرتا تھا و لنعم ما قیل ؎

وللارض من کاس الکرام نصیب

اور اس درمیان میں غایت شوق دلی سے خیال ہجرت دل عرش منزل میں جمنے لگا اور حلقہ نشیناں کو ایک کیفیت معلوم ہونے لگی لیکن حکم غیبی سے چارہ نہ تھا

اور وہ ارادہ قوت سے فعل میں نہ آتا تھا یہاں تک کہ زمانہ غدر ہندوستان میں مشیت حق سبحانہ تعالیٰ اس پر متوجہ ہوئی اور یہ آرزوئے دیرینہ کہ مدت دراز سے کانون سینہ میں شعلہ زن تھی ۱۲۷۶ھ بارہ سو چھہتر ہجری قدسی میں ظاہر ہوئی اور تمام مدت قیام حضرت ایشاں کے ہندوستان بطریق تعلیم و ارشاد چودہ سال ہوئے بعد ازاں وہ آفتاب ہدایت و ارشاد مکہ معظمہ میں طالع ہوا مد اللہ ظلال جلالہ۔

نفحہ چہارم

ہجرت بجانب مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً

ایام غدر ہندوستان میں بوجہ بے نظمی دین و تغلب معاندان دین قیام ہند گراں خاطر ہوا اور ارادۂ سابقہ ہجرت و اشتیاق بالغہ زیارت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جوش و خروش میں آیا اور ۱۲۷۶ھ بارہ سو چھہتر ہجری میں براہ پنجاب روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں پاک پٹن و حیدر آباد سندھ وغیرہ مواضع میں زیارات بزرگان مقامات مذکور سے مشرف اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہوئے کراچی بندر پہونچے وہاں سے جہاز پہ سوار ہوئے اور انوار و برکات ہجرت ابتدائے سفر سے مشاہدہ فرمانے لگے اور بعد طے منازل خیر البلاد مکہ معظمہ میں آکر پہونچے اور انوار و برکات اس مقام متبرک سے فیضیاب ہوئے اور اس مقام مقدس کو مسکن و ماوی اپنا بنایا۔ اولاً چند سال تک جبل صفا پر اسماعیل سیٹھ کے رباط کے ایک حجرہ میں معتکف رہے اور مشغولی حضرت حق جل و علا مہلت نہ دیتی تھی کہ جو دوسرے سے مخاطب ہوں ناچار مخلوق سے کم ملتے تھے لیکن مشاہیر علماء و شیوخ کے ساتھ مثل شیخ یحییٰ پاشا داغستانی حنفی نقشبندی مجددی مہاجر و حضرت شیخ فاسی شاذلی و حضرت شیخ ابراہیم رشیدی شاذلی و حضرت شیخ احمد دہلان مکی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی خلوت و جلوت میں اکٹھا ہوتے تھے اور کلمات رموز و اسرار و لطف و اخلاق درمیان میں آتے تھے اور باہم رسم دوستی مستحکم رکھتے تھے اور یہ حضرات کمال تعظیم و احترام حضرت ایشاں کی فرماتے تھے اور توجہ و ہمت

حضرت ایشاں اس بلد طیبہ میں طرف تعلیم ناقصاں کے کچھ کم تھی غالباً بہ نسبت ہندوستان کے ایک ہزار کا فرق تھا البتہ جو لوگ موسم حج میں ہندوستان سے آتے تھے اور رسم ارادت سابقہ رکھتے تھے بتقاضائے اخلاق کریمہ خود ان لوگوں سے بعنایت پیش آتے تھے اور انکی خاطر سے مجلس عام میں جلوہ فرماتے تھے اور میل خاطر عاطر بطرف مثنوی معنوی حضرت مخدومی مرحومی مولانا رومی قدس اللہ سرہ بہت زیادہ تھا جو کوئی عالم ہندوستان کا سال دو سال تک خدمت بابرکت حضرت ایشاں میں حاضر ہوتا ہے ضرور درس اس کتاب شریف کا رنگ ذکر و شغل و مراقبے میں حاصل کرتا ہے اور دامن دل کو گلہائے معارف گوناگون سے مملو فرماتا ہے راقم کمترین (مولف) نے بھی اس سعادت سے حصہ پایا ہے اور حظ حاصل کیا ہے اور پچاس اور کئی سال حضرت ایشاں نے تجرد میں بسر کئے اور مشغولی حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ میں مصروف رہے بعد ازاں اشارت غیبی پہونچی کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنتوں میں ایک نور خاص و فیض خاص ہے عارف کو نہ چاہئے کہ کوئی ایک سنت نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے دوری اختیار کرے کہ اس میں نقصان ہوگا اور منجملہ سنن سنیہ موکدہ کے نکاح ہے اس کو بجا لاؤ اور انوار برکات اس سنت کے حاصل کرو جب یہ اشارت غیبی صادر ہوئی ارباب اخلاص و ارادت نے بھی الحاح و خواہش کی اور مبالغہ حد سے زیادہ کیا یہاں تک مرحومہ مہاجرہ بی بی نورن صاحبہ کلکتویہ زوجہ سید حیدر علی مہاجر بنارسی مرحوم نے کہ مسترشدہ خاص حضرت ایشاں تھی باصرار تمام ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیاسی ہجری میں اکیسویں رمضان کو اپنی نواسی حضرت بی بی خدیجہ صاحبہ بنت مرحومی حاجی شفاعت خاں رامپوری کو کہ بے مادر و پدر تھیں اور انہیں نانی نے پرورش کیا تھا حبالہ نکاح حضرت ایشاں میں بعوض مہر ساٹھ ریال فرانسیسی کہ مبلغ ایک سو چوبیس روپیہ کچھ زیادہ سکہ ہندی سے ہوتے ہیں دیا ہنوز کوئی اولاد متولد نہیں ہوئی۔ حق سبحانہ کہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ۔ وخیر الوارثین ہے فرزند صالح عطا فرمائے اور وراثت باطنیہ حضرت ایشاں اس کو سپرد کرے پھر ۱۲۹۴ھ بارہ سو چورانوے ہجری میں محلہ حارۃ الباب میں بعض یاران طریقت حضرت ایشاں نے ایک مکان خریدا اور بطور خود اس کی

تعمیر کی اور حضرت ایشاں کے نظر کیا اور آرزوئے قیام فرمائی حضرت ایشاں کی اس مکان میں کی اور بہت کچھ الحاح فرمایا مجبوراً ان کی تمنا پوری کرنی پڑی اور اس مکان میں قیام فرمایا اور الی الآن اس مکان میں مسند افاضت و افادت پر متمکن ہیں اور انوار برکات حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ طالبان کو پہونچاتے ہیں اور وقت قیام مکہ معظمہ سے نسبت حضرت ایشاں کی غائت درجہ لطیف ہوئی اور رنگ بیرنگی کا ہو گیا یہاں تک کہ نظر و ادراک اکثر ارباب تمکین اس نواح کی خیرگی کرنے لگی اور تاب مشاہدہ نہ لائی تو اصحاب تلوین کا کیا ذکر۔ نفعنا اللہ والمسلمین بمعارفہ العلیۃ واسرارہ الجلیلۃ وادام اللہ سبحانہٗ ظلالہٗ علی روسنا آمین یارب العالمین۔

نفحہ پنجم

عادات و اخلاق حسنہ

سر مقدس کلاں و بزرگ ہے اور پیشانی نورانی کشادہ و بلند ہے اور انوار حقانی پیشانی مبارک سے واضح و لائح ہیں ابرو وسیع و محکم دار چشمان مبارک کلاں ہیں اور ہمیشہ خمار ذوقیہ ربانیہ میں سرشار رہتی ہیں رنگ شریف گندم گون ہے نحیف الجسم معتدل القامت گو نہ مائل بطوالت لیکن نہ اتنا کہ طویل کہنے کے قابل بلکہ جیسا کہ قامت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آیا ہے۔ خفیف العارضین طویل اصابع الیدین گویا حجازی ہیں فصیح البیان عذب الکلام کثیر المروت عظیم الاخلاق جس کسی سے بات کرتے ہیں بکمال بشاشت و خوشی تبسم فرماتے ہیں اور افضل ترین اخلاق حضرت ایشاں تخلق باخلاق قرآن ہے کما ورد عن عائشہ رضی اللہ عنہا فی وصف خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق حسنہ کہ قرآن شریف میں ان کی مدح ہے ذات مبارک میں جمع ہیں اور جتنے اخلاق رذیلہ کہ قرآن شریف میں ان کی برائی ہے بالطبع ان سے متنفر ہیں اتباع سنت سنیہ اور اجتناب بدعات قبیحہ عادات جبلیہ سے ہے اور استقامت بر شریعت غرا و طریقت بیضا اخلاق لازمہ رضیہ سے ہے کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ والکرامۃ

تحصل بعد الاستقامہ خمیر شریف آپ کا ہے۔ ذات پاک صاحب اشارات علمیہ و حقائق قدسیہ جامع انوار محمدیہ و منازل عرشیہ ہے۔ دال علی اللہ السبحان و علی السبیل الجنان و داعی الی العلم والعرفان اور رحائل لوائے عارفان اور ضیاء القلوب ناقصان ذمیمن اسرار و کاشف و مظہر عوارف و معارف مربی علم و حال صاحب ہمت و مقال ہے۔ طریقہ شریفہ آپ کا متضمن جذب و مجاہدہ و عنایت سے ترقی کو پہنچتا ہے۔ حقائق توحید سامی باشریعت مسانہ ہیں و اسرار مجاہدات گرامی معرفت سے ہمراز اولیائے عصر آپ کی ولایت پر اجماع رکھتے ہیں اور علمائے زماں آپ کے علو منزل کا اعتراف کرتے ہیں۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے علوم اسماء و صفات سے آپ کو مخصوص فرمایا ہے اور معارف خاص اور خصوصیات علوم اعلیٰ سے مقامات مرحمت فرمائے ہیں اور مقام اکبر اور مدد اکثر و عطائے انفع و نوال اوسع پر ممتاز فرمایا ہے۔ قطب غوث فرد جامع ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک قسم ارباب معارف سے نقباء ہیں کہ امور پوشیدہ نفوس کو استخراج فرماتے ہیں اور دس اعمال ہیں دوسروں سے ممتاز ہیں منجملہ ان کے چار ظاہرہ ہیں اور چھ باطنہ چار ظاہری یہ ہے اوّل کثرت عبادت دوم تحقیق بکمال ورع و زہد سوم تجرد از ارادۂ خود۔ چہارم قوت مجاہدہ۔ چھ باطنی یہ ہیں۔ اوّل صدق توبہ دوم انابت سوم محاسبت اعمال خود چہارم تفکر پنجم اعتصام بکتاب و سنت ششم کثرت ریاضت اور یہ گروہ ہمیشہ تین سو رہتے ہیں اور ایک قسم ارباب معارف سے نجبا ہیں اور وہ ہمیشہ حمل اثقال خلق میں مشغول رہتے ہیں وہ آٹھ اعمال میں دوسروں سے امتیاز رکھتے ہیں ان میں سے چار ظاہرہ اور چار باطنہ ہیں۔ چار ظاہرہ یہ ہے۔ اوّل فتوت دوم تواضع سوم ادب چہارم کثرت عبادت۔ اور چار باطنہ یہ ہیں۔ اوّل صبر دوم رضا سوم شکر چہارم حیاء اور یہ گروہ صاحب مکارم اخلاق ہیں اور یہ چالیس آدمی ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ستر آدمی ہوتے ہیں اور ایک قسم ارباب معارف کے ابدال ہیں اور وہ اہل کمال و استقامت و اعتدال ہیں وہم و قیاس سے پاک۔ اور حق تعالیٰ میں واصل ہیں یہ گروہ بھی آٹھ صفتوں میں دوسروں سے امتیاز رکھتے ہیں۔ چار ظاہر اور چار باطن۔ ظاہر یہ ہیں اوّل سکوت

دوئم بیداری سوئم گرسنگی چہارم عزلت وخلوت اور چار ظاہر کے لئے ظہر وبطن ہے ظہر سکوت ترک اس کلام کا ہے کہ خالی ذکر خدا سے ہو اور بطن سکوت صحبت قلب ہے۔ جمع اخبار ہے اور ظہر بیداری عدم خواب ہے اور بطن بیداری انقطاع غفلت ہے حق تعالے سے اور ظاہر گرسنگی عدم خواہش ماکولات ومشروبات ہے اور بطن گرسنگی۔ نہ دینا تمتہ مرضیات نفس بہ نفس اور یہ بھی دو طرح پر ہے گرسنگی ابرار برائے تکمیل سلوک و گرسنگی مقربین برائے فوائد انس اور ظہر عزلت ترک مخالطت ہے مخلوق کے ساتھ اور بطن عزلت ترک انس با جمیع مخلوقات ہے حتیٰ کہ اہل وعیال اور اپنے نفس سے بھی اور چار صفات باطنہ اس گروہ کی یہ ہیں۔ اول تجرید۔ دوئم تفرید سوئم جمع۔ چہارم توحید اور اس گروہ کا خاصہ ہے کہ جس وقت کسی قوم یا مقام سے سفر کرتے ہیں اپنے جسد کو اپنی صورت پر بجائے خود چھوڑ آتے ہیں کہ انکا جسد انکا بدل ہے نہ کہ ان کے سوا ان کا کوئی بدل ہے اور ان کے لئے ایک امام مقدم رہتا ہے کہ برکات اس سے لیتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ اقتدا کرتے ہیں ان کا وہ امام قطب ہوتا ہے اور یہ گروہ ابدال قلب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ہوتے ہیں اور یہ سات تن ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس ہوتے ہیں اور سات تن اخیار ہیں اور وہی امام مقدم کہ قطب ابدال ہے قطب اخیار بھی ہے۔

ایک اور قسم ارباب معارف کے اوتاد ہیں کہ چار تن ہوتے ہیں اور ہر ایک گوشے میں اطراف عالم کے مقام رکھتا ہے یعنی ایک گوشہ مغرب میں اور دوسرا مشرق میں تیسرا شمال اور چوتھا جنوب میں اور ان کے لئے آٹھ اعمال مخصوص ہیں چار ظاہرہ اور چار باطنہ، ظاہرہ یہ ہیں اول کثرت صیام دوئم کثرت قیام درحالیکہ لوگ سوتے ہوں سوئم کثرت ایثار پوشیدہ۔ چہارم کثرت استغفار بالاسحار۔ اور چار باطنہ یہ ہیں۔ اول توکل دوئم تفویض سوئم ثقہ باللہ چہارم تسلیم اور ان کے لئے بھی ان کے گروہ کا ایک قطب ہوتا ہے اور ایک قسم ارباب معارف سے امامان ہیں اور وہ دو شخص ہیں ایک داہنی طرف قطب کے رہتا ہے اور دوسرا الٹی طرف کے اور اہل یمین اہل شمال سے افضل ہے کیونکہ نظر اہل یمین کی ملکوت پر ہے اور خلیفہ قطب کا ہوتا ہے اور نظر اہل شمال کی ملک پر

اور خلیفہ اہل یمین کا ہوتا ہے اور ان کے لئے بھی آٹھ اعمال مخصوص ہیں چار ظاہرہ اور چار باطنہ۔ ظاہرہ یہ ہیں۔ اول زہد۔ دوم ورع۔ سوم امر بالمعروف۔ چہارم نہی عن المنکر اور چار باطنہ یہ ہیں اول صدق دوم اخلاص سوم حیا۔ چہارم مراقبہ اور ایک قسم ارباب معارف سے غوث ہیں یہ مرتبہ عظیم رکھتا ہے اور سید کریم ہوتا ہے آدمی حالت اضطرار میں اسی کے محتاج ہوتے ہیں اور اظہار علوم مبہم اور اسرار مکنونہ اس سے چاہتے ہیں۔ اور طلب دعا اس سے کرتے ہیں اور وہ مستجاب الدعوات ہے اور وہ اس قسم کا آدمی ہے کہ حدیث صحیح لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ قسمہ مصداق حال اس کا ہے۔ یعنی اگر کسی بات پر قسم کھالے تو اللہ اس کی بات پوری کردے جیسا کہ زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھے اور ایک قسم ارباب معارف سے قطب فرد جامع ہیں اور کوئی شخص قطب فرد جامع نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اس میں تمام صفات اماماں وغوث واوتاد وابدال ونجباء ونقباء وامناء وغیرہم بجز افراد زیر فرمان اس قطب کے ہوتے ہیں اور اس جگہ غور کرنا چاہئے کہ افراد نظر قطب سے بھی خارج ہیں اور اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری ان کا ہے اور یہ ہمیشہ مسند راحت وانبساط ووصل ونشاط پر آرام فرماتے ہیں لیکن ان میں سے بہت صاحب ارشاد و ہدایت ہوتے ہیں اور جاننا چاہئے کہ امناء ملامتیہ ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے حالات باطنہ سے کوئی اثر ظاہر پر ظہور پذیر نہیں ہوتا ہے بلکہ ظاہر ان کا اکثر نظر ارباب ظاہر میں خلاف شریعت معلوم ہوتا ہے اور حاشا کہ کوئی امر خلاف شرع شریف کرے کیونکہ مدار ترقی باطن وقرب الٰہی وابستہ اتباع سنت سنیہ پر ہے اور جو کوئی کہ شرع کے خلاف ہو کیونکر اس کو قرب خدا حاصل ہوگا ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اور جو کہ نظر ارباب ظاہر میں معلوم ہوتا ہے تصور ادراک انکا ہے نہ نقصان بندگان ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

نفس الامر میں نی الواقع مخالف شرع ہونا امر دیگر ہے اور نظر ناقصاں میں کچھ خلاف معلوم ہونا امر دیگر ہے۔ والعیب فی الاول لا فی الثانی اور ان کا اس رنگ میں رہنا بھی ایک بھید ہے کہ اس کا اظہار خلاف مصلحت عظیم ہے البتہ یہ لوگ رشد و ہدایت کے قابل نہیں ہیں اگرچہ بعض تعلیم و تلقین بھی ان سے ہوتے ہیں لیکن راقم (مولف) کے گمان میں ان کے مسترشدین کو خوف ضرر بہت ہے بمقابلہ امید نفع کے اللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اکمل واتم اور نیز اپنے ذہن میں محفوظ رکھنا چاہیئے کہ بعض حضرات قطب واسطے تکلم کے مامور ہوتے ہیں پس ان کو کلمات اسرار کے کہنے سے چارہ نہیں ہوتا اور وہ لسان الغیب ہوتا ہے اور زبان اس کی افشائے اسرار میں بے اختیار ہوتی ہے جیسا کہ شیخ اکبر و شیخ ابوالحسن شاذلی وغیرہما قدس اللہ باسرارہم الاقدس اور بعضے حضرات اقطاب ہیں اور مامور بسکوت ہوتے ہیں اور یہ بھی دو گروہ ہوتے ہیں ایک گروہ بالکلیہ مامور بسکوت ہوتے ہیں حتی کہ ان کو کلمات تعلیم و ہدایت منہ سے نکالنا جائز نہیں ہوتا اور ایک گروہ مامور بسکوت ہوتے ہیں لیکن بالکلیہ نہیں بلکہ گفتگوئے اسرار معارف و دقائق تصوف و نکات حروف و اسمار وغیرہا سے کہ بظاہر حقیقت شریعت سے مخالف معلوم ہوتے ہیں ممنوع ہوتے ہیں ایسے لوگ تعلیم و ارشاد میں مشغول رہتے ہیں اور بندگان خدا کو منافع پہنچاتے ہیں اور داعی الخلق الی الحق رہتے ہیں اور حقیقت میں قطب ارشاد یہی ہیں حضرت ایشاں ماقلبی وروحی فداہ اسی جماعت سے ہیں مد اللہ ظلال جلالہ۔

نفحہ ششم

خرق عادات و کرامات

از انجا کہ حضرت شیخ ایشاں ماقلبی وروحی فداہ کو بنایت مرتبہ تمکین حاصل ہے اور سجادہ شریعت پر علی الدوام مستقیم اتباع سنت سنیہ اخلاق رضیہ ان کا ہے اور اجتناب از بدعات ضالہ عادات کریمہ آپ کی ہے مجبوراً کشف پر کفشی مارتے ہیں اور ہرگز کرامت و خرق عادات سے لذت نہیں لیتے تو پھر رغبت و خواہش

ظاہر کرنے کا کیا ذکر الا اس میں مجبوری ہے کہ بلاقصد و اختیار سرزد ہو جاتے کہ فاعل حقیقی اور ہے اور اس میں اختیار نہیں پس ثابت ہوا کہ خرق عادات و کرامات حضرت بہت ہیں از انجملہ دو چار بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ہنگام قیام رباط اسمٰعیل سیٹھ کے لڑکے سے بعض باتیں خلاف طبع مبارک ہوئیں اس وجہ سے آپ نے وہاں کا قیام ترک کر کے رخ توجہ بحضور باری تعالٰے کیا اسی مابین میں بلا کسی کی تحریک کے ایک حکم نامہ بنا کید ریاست حیدر آباد سے وہاں کے وکلاء کے نام پہنچا کہ منجملہ دو مکانات ریاست کے جو مکان وہ جگہ کہ آپ پسند فرمائیں اس کی کنجی خدام حضرت کے سپرد کر دی جائے چنانچہ وکلائے ریاست نے بڑی التجا سے یہ کیفیت حضور میں عرض کی اور ایک مکان کی کنجی حوالۂ ملازماں عالی کر دی ابھی تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ ایک مخلص نے ایک مکان مستقل حارۃ الباب میں خرید کر کے حضرت الیشاں کے نذر کیا۔

۲۔ قبل ترمیم نہر زبیدہ خاتون جیسی کچھ قلت پانی کی مکہ میں تھی ظاہر ہے یہاں تک کہ ایام حج میں ایک مشک ایک روپیہ دو روپیہ کم کو نہ آتی تھی اس میں بہت سخت وقت اٹھانا پڑتی تھی اور غیر ایام حج میں انتہائے درجہ میں ایک روپیہ کی دو مشک آتی تھی بالخصوص محلہ حارۃ الباب میں آب شیریں حکم چشمۂ حیات رکھتا تھا جب حضرت نے اس محلے میں قیام فرمایا اور دقت پانی کی ملاحظہ فرمائی حضور حق سبحانہٗ و تعالیٰ میں دعا فرمائی چند دن نہ گذرے تھے کہ مجلس شوریٰ ترمیم نہر زبیدہ منعقد ہوئی اور اول جس شخص نے اس مجلس میں چندہ داخل فرمایا ذات والا کے حضرت الیشاں تھی خلاصہ یہ کہ کام جاری ہو کر ہر کوچے میں اور دروازۂ حضرت پر چشمہ پانی کا جاری ہو گیا۔

۳۔ اسی زمانہ میں ایک مہندس نے آپ کے قرب میں ایک مکان تعمیر کیا اور اس میں ایک غرفہ رکھا کہ جس سے حضرت کے دولت خانہ کی بے پردگی ہوتی تھی اور انواع و اقسام کے ظلم و جبر خدمت شریف میں کرتا تھا اور آپ کی طرف سے اپنے دل میں عناد رکھتا تھا۔ حضرت نے ایک شخص کے ذریعہ سے کلمۃ الخیر تبلیغ فرمایا لیکن اس

نے کچھ خیال نہ کیا بلکہ کلمات بے ہودہ زباں پر لایا لوگوں نے یہ واقعہ حضرت سے عرض کیا اور اکثر احباب کی رائے ہوئی کہ حاکم وقت کے یہاں استغاثہ کیا جائے بجواب اس کے حضرت ایشاں نے ارشاد فرمایا کہ میرا استغاثہ حاکم حقیقی کے یہاں ہے حکام مجازی کے آگے درخواست کرنا درست نہیں ہے۔ ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ تیغ برہنہ اہل چشت نے اس پر گذر کیا اور باوجود اعزاز بلیغ و اعتبار عظیم بلا وجہ ظاہری اپنے منصب و عہدے سے علیحدہ کر دیا گیا اور ایسی ذلت و خواری میں مبتلا ہوا کہ اللہ کسی کو نہ دکھائے بیشک سچ کہا ہے کہ خواجگان چشت علیہم الرحمۃ نے اپنی تلوار بے نیام کر کے لٹکا رکھی ہے اور کسی پر اس کا وار نہیں کیا جاتا مگر جو کوئی اس سے لگ اور چھیڑ کر نکلتا ہے اپنی کرنی کو بھرتا ہے ؎

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات ! با درد کشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

کرامات و خرق عادات حضرت ایشاں کے تو بہت ہیں لیکن چونکہ نفس نفیس ایسے اذکار سے خوش نہیں ہوتا لاچار اتنے کو تبرکاً لکھ کر بس کیا تاکہ اس ذکر کی برکت سے یہ رسالہ بالکلیہ خالی نہ رہے۔

نفحۂ ہفتم

آپ کے بعض ملفوظات اور مکتوبات کا ذکر

اکثر فرماتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ حنفی المذہب صوفی المشرب ہو جو کوئی خیر یا دوں ہیں سے اس سے تجاوز کرے گا میرے رابطہ و واسطہ سے اس کو کچھ نہ ملے گا اور جو کوئی کہ فقیر سے اخلاص رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ صوفی المشرب حنفی المذہب ہو فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ اب وہ زمانہ آیا ہے کہ آدمی کو ضرور ہے کہ اولاً عقائد ضروریہ اہل سنت و جماعت یاد کرے و مسائل لابدیہ متعلقہ صوم و صلوٰۃ و بیع و شری وغیرہ موافق اپنے مذہب کے حفظ کرے اور کسی ایسے درویش سے کہ متبع کتاب و سنت ہو اور عقائد صحیح اہل سنت و جماعت کے رکھتا ہو اور اس کا

سلسلہ متصل ہوا ور کچھ دنوں کسی عارف کامل کی خدمت میں زانوئے ادب تہ کیا ہو اور انوار وبرکات اس طائفہ عالی سے مستفیض ہوا ہو طریقہ ذکر خدا کا اخذ کرے اور مثنوی شریف مولانا روم قدس سرہ وکیمیائے سعادت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے گوشہ نشینی اختیار کرے اور اختلاط مردان ناجنس سے پرہیز کرے اور فقیر نے اپنی عادت کر لی ہے کہ سفر وحضر میں کلام شریف ودلائل الخیرات ومثنوی معنوی حضرت مولانا کو ضرور پاس رکھتا ہوں اور حضر میں کوئی کتاب تفسیر قرآن مجید جو موجود ہو اور کوئی کتاب حدیث شریف خواہ مشکوٰۃ المصابیح ہی کیوں نہ ہو اور ایک رسالہ فقہ اگرچہ مالابد منہ ہو اور کیمیائے سعادت حضرت امام غزالی قدس سرہ بھی لوازم سفر پر زیادہ کرتا ہوں اور الحق کہ عافیت گوشہ گیری وخلوت نشینی میں ہے راقم عاجز (مؤلف) عرض کرتا ہے کہ حضرت ایشان ماقلبی وروحی فداہ اربعین کو بہت پسند فرماتے ہیں اور ہر سال دو تین چلے معتکف رہتے ہیں اور علاوہ زمانہ چلہ کے بھی خلوت کو بہت پسند کرتے ہیں اور لوگوں سے کم ملتے ہیں البتہ جو لوگ کہ خالصاً لوجہ اللہ بطلب خدا حضور اقدس میں حاضر ہوتے ہیں ان سے بکمال شفقت واخلاق ملاقات فرماتے ہیں اور نہایت درجہ عنایت ومحبت کا برتاؤ ان کے ساتھ ملحوظ رکھتے ہیں ایک دن کسی سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مذہب مختار ہمارے بزرگوں کا جامع ہے فقہ وحدیث کا اور اختلاف علما جو فروع میں ہے اس سے انکار نہیں ہے لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف العلماء رحمۃ۔ ایک نے حاضرین سے عرض کیا کہ وہ علما کون ہیں کہ ان کا اختلاف رحمت ہے فرمایا کہ وہ ایک جماعت ہے کہ اعتصام بکتاب اللہ وسنت رکھتے ہیں اور پیرو صحابہ کے ہیں بخصوص سنت خلفائے الراشدین مہدیین کہ ان کی نسبت لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنت خلفائے الراشدین المہدیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہے اس کو کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور بکمال محبت وخلوص متمسک رہتے ہیں اور یہ علمائے چار گروہ ہیں۔ مفسرین۔ محدثین۔ فقہا۔ صوفیا۔ محدثین ظاہر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیتے ہیں کہ حدیث بنیاد دین اور محدثین خادم ومحافظ دین ہیں اور ان کی سعی بلیغ تنقیح وتنقید احادیث میں رہتی ہے

کہ احادیث صحیح کو موضوع و ضعیف سے ممتاز کرتے ہیں اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانا دعویٰ حدیث دانی و عمل بالحدیث کرتے ہیں حاشا وکلّا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے تو اہل حدیث کے زمرے میں کب شامل ہو سکتے ہیں بلکہ ایسے لوگ دین کے راہزن ہیں ان کے اختلاط سے احتیاط کرنا چاہیئے۔ اور فقہا احادیث نبوی کو روایۃً اصحاب حدیث سے اخذ کرتے ہیں اور درایۃً حضرت حق سے فیضان حاصل کرتے ہیں۔ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیبلغ الشاھد الغائب الی آخر الحدیث یہ لوگ محدثین پر فضیلت رکھتے ہیں اور ان کو فہم و ادراک بکمال مرتبہ عنایت ہوا ہے اور احادیث سے استنباط کرتے کرتے ہیں اور غور و تعمق سے احکام و حدود کو ترتیب دیتے ہیں اور ناسخ منسوخ، مطلق مجمل، مفسر، خاص، عام، محکم، متشابہ میں امتیاز رکھتے ہیں یہ جماعت مبین احکام و نشان اسلام ہیں۔ اور صوفیہ علوم و رسوم اسلام ان دونوں فریق سے حاصل کرتے ہیں اور تعصب سے کوسوں دور رہتے ہیں اور عمل کتاب و سنت و اجماع پر کرتے ہیں جو صوفی کہ علم فقہ پر محیط نہیں ہوتے ہیں احکام شرع میں فقہا سے رجوع کرتے ہیں اور جس مسئلے میں کہ فقہا اجماع کرتے ہیں صوفیہ بھی اس پر اتفاق رکھتے ہیں اور مسائل جزئیہ فرعیہ کو جس میں فقہا اختلاف رکھتے ہیں اس میں صوفیا اقول احسن و اقویٰ و احوط اختیار کرتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ الصوفی لامذھب لہٗ یہ ان کے مذہب میں نہیں ہے کہ تاویلات بعیدہ کو تلاش کرتے اور شہوات کو اختیار کرتے ہوں اور راہ ہوا و ہوس کی ڈھونڈتے ہوں۔ ایک شخص نے معنیٰ تصوف کے پوچھے فرمایا کہ تصوف کے معنیٰ میں بسبب احوال مشائخ مختلف اقوال ہیں ہر کوئی اپنے مقام یا حال کے موافق سائل کو جواب دیتا ہے یعنی مبتدی سائل کو از روئے معاملات مذہب ظاہر و متوسط کو از روئے احوال و منتہی کو از روئے حقیقت البتہ تمام اقوال میں اظہر تر یہ قول ہے کہ اول ابتدائے تصوف علم ہے اور اوسط عمل و آخر عطا و بخشش و جذبۂ الٰہی ہے۔ اور علم مراد مرید کی کشائش کرتا ہے اور عمل اسکی توفیق و طلب پر مدد کرتا ہے اور بخشش مرتبہ غائت رجا کو کہ احاطہ بیان سے باہر ہے پہنچاتی ہے اور حق سبحانہٗ کے ساتھ واصل کرتی ہے اور اہل تصوف تین قسم کے ہیں۔

یعنی تین مراتب رکھتے ہیں۔ اول مرید کہ اپنی مراد طلب کرتا ہے دوم متوسط کہ طالب گار آخرت ہے سوم منتہی کہ اصل مطلوب تک پہنچ گئے ہیں اور انتقالات احوال سے محفوظ ہیں پھر ارشاد ہوا کہ طریق تصوف کے طالب کو چاہئے کہ ادب ظاہری و باطنی کو نگاہ رکھے ادب ظاہر یہ ہے کہ خلق کے ساتھ بحسن ادب وکمال تواضع واخلاق پیش آئے اور ادب باطنی یہ ہے کہ تمام اوقات واحوال ومقامات میں باحق سبحانہ رہے۔ حسن ادب ظاہر نامۂ ادب باطن کا ہے اور حسن ادب ترجمان عقل ہے بلکہ التصوف کلہ ادبٌ دیکھو حق تعالیٰ اہل ادب کی بزرگی کی مدح فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ جو کوئی ادب سے محروم ہے وہ تمام خیر ومبرات سے محروم ہے اور جو کہ محروم از ادب ہے وہ قرب حق سے بھی محروم ہے ؎

از ادب پر نور گشت است ایں فلک ۔ وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

ایک شخص نے حاضرین نے عرض کیا کہ صوفی کون ہے اور سلامتی کون فرمایا صوفی وہ ہے کہ سوائے اللہ کے دنیا وخلق سے مشغول نہ ہو اور رد وقبول مخلوق کی پروانہ رکھے اور مدح وذم اس کے نزدیک برابر ہو۔ اور سلامتی وہ ہے کہ نیکی کو چھپائے اور بدی کو ظاہر کرے ایک آدمی نے فقر کے معنی دریافت لئے فرمایا فقر دو طرح پر ہے اختیاری واضطراری، فقر اختیاری کہ واسطے رضائے حق کے ہو دولت مندی سے بدرجہا افضل ہے کہ حدیث الفقر فخری میں اسی فقر کی طرف اشارہ ہے اور فقر اضطراری عوام کو ہلاکت کفر تک پہنچاتا ہے کہ حدیث کاد الفقران یکون کفرًا سے یہی مراد ہے اور معنی فقر کے محتاجی ہیں اور فقیر حقیقی وہ ہے کہ اپنے نفس سے بھی محتاج ہو یعنی اپنے آپ کا مالک بھی نہ ہے کیونکہ جس قدر فقیر کا ہاتھ ہر چیز سے خالی ہوگا اسی قدر اس کا دل ماسوائے اللہ سے خالی ہوگا اور فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو جاوے گا ایک دن بطور نصیحت کے بیان فرمایا کہ ہرگز ہرگز دنیا کے گرد نہ جاؤ اور دل کو اس کا گرویدہ نہ بناؤ کیونکہ دنیا کی مثال مثل آدمی کے سائے کے ہے اگر کوئی سائے کی طرف متوجہ ہو تو وہ اس کے آگے آگے بھاگتا ہے اگر سائے کو پس پشت

کرے وہ خود پیچھا نہ چھوڑے یہی حال ہے دنیا کا کہ جو کوئی دنیا کو ترک کرتا ہے دنیا اس کا پیچھا کرتی ہے اور جو کوئی طلب دنیا میں کوشش کرتا ہے اس سے کوسوں دور رہتی ہے اور ترک کرنے والے کو تلاش کرتی ہے۔ ایک دن ایک شخص نے سوال کیا کہ طالب راہ حق کو کیا کیا ضرور ہے۔ فرمایا کہ اول طالب شی کو لازم ہے کہ حقیقت و ماہیت شی مطلوبہ کی دریافت کرے تاکہ اس کے حاصل کرنے کی رغبت پیدا ہو پس جو شخص کہ ارادہ کرے کہ صوفیوں کے طریق پہ چلے اولاً ماہیت و حقیقت وغایت تصوف معلوم کرے بعد ازاں ان کے اعتقادات و آداب ظاہری و باطنی کو سمجھے خصوصاً اطلاقات کو کہ ان کے حال و قال و تصنیفات میں آتے ہیں جانے اور خاص خاص اصطلاحات کہ ان کے کلمات میں پائی جاتی ہیں ان سے واقف ہو تاکہ تابع داری ان کے افعال و اقوال و احوال کی کر سکے کیونکہ کثرت مدعیان کذاب سے حال محققاں باصواب کا مجہول ہو کر فسادات واقع ہوتا ہے اور اس بارے میں یعنی بیان اعتقادات و آداب ظاہری و باطنی و اخلاق صوفیاں میں کتاب لاجواب "آداب المریدین" مصنفہ حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بہت عمدہ ہے ہر زمانہ کے علماء ظاہر و باطن نے اس کو بنظر قبول دیکھا ہے۔ طالبان طریقہ صوفیہ کو عموماً اور متعلقین فقیر کو خصوصاً کتاب مذکور پیش نظر رکھیں اور اس پہ عمل کریں تاکہ آداب اس قوم بزرگ کے حاصل ہوں۔ ایک دن ایک شخص نے مسئلہ "وحدۃ الوجود" دریافت کیا فرمایا کہ یہ مسئلہ حق و صحیح و مطابق بواقع ہے اس مسئلہ میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے معتقد علیہ تمامی مشائخ کا ہے مگر قال و اقرار نہیں ہے البتہ حال و تصدیق ہے یعنی اس مسئلہ میں تیقن و تصدیق قلبی کافی ہے استتار اسکا لازم اور افشاء ناجائز ہے کیونکہ اسباب ثبوت اس مسئلہ کے کچھ نازک ہیں بلکہ بحدے دقیق کہ فہم عوام بلکہ فہم علمائے ظاہر ہیں کہ اصطلاح عرفا سے عاری ہیں نہیں آتے تو الفاظ میں کہنا اور دوسروں کو سمجھانا کب ممکن ہے بلکہ جن صوفیوں کا سلوک ناتمام ہے اور مقام نفس سے ترقی کر کے مرتبہ قلب تک نہیں پہنچتے ہیں اس سے ضرر شدید پاتے ہیں اور مکر نفس سے چاہ الحاد و قعر ضلالت میں پڑ جاتے ہیں نعوذ باللہ منہا اس جگہ پہ زبان روکنا واجب ہے۔ راقم فقیر نور اللہ تعالیٰ قلبہ عرض پرداز ہے کہ کچھ بیان مفصل اس مسئلہ کا مکتوب حضرت ایشان

قلبی روحی فداہ ہیں کہ جناب حضرت مولوی عبدالعزیز صاحب حنفی چشتی، صابری، امروہی کے نام لکھا ہے۔

مسئلہ وحدۃ الوجود اور اس کی تحقیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ بعد حمد وصلوٰۃ وافیات و بتقدیم سلام وتحیت مودت ثبات مکرم و معظم درویشاں قدوۃ الیشاں حقائق آگاہی، معارف دست گاہی جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدہٗ کی خدمت شریف میں مبرہن و مکشوف ہو محبت نامہ سامی بمضمون عجیب واشارات غریب موصول ہوا ممنون یاد آوری فرمایا بلحاظ ہم مشربی و ہم طریقی دربارۂ مسئلہ وحدۃ الوجود وما یتعلق بہا آپ نے دریافت کیا ہے اور اس کے جواب کے واسطے بے حد مبالغہ کیا ہے مخدوما فقیر یہ لیاقت کہاں رکھتا ہے کہ اپنے کو زمرۂ عارفین حقائق شناس میں کب شمار کرتا ہے کہ ایسے امر خطیر کو لکھ سکے لیکن چونکہ جناب نے بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمایا ہے اور متواتر پیغام بھیجے ہیں مجبوراً امتثالاً للامر قلم اٹھانا پڑا اور جو کچھ امر حق اپنی سمجھ میں آیا رطب و یابس لکھ دیا واللہ ہو الموفق والمعین امید ہے کہ اگر کوئی سہو و غلطی پائی جائے دامن عفو سے چھپا کر اس کی اصلاح میں کوشش فرمایئے احسان ہوگا کیونکہ فقیر ہیچمدان کو سوائے منصب ترجمانی اور کچھ نہیں ہے (فقرۂ ماخوذہ مکتوب بطریق انتخاب مضامین)

سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدۃ الوجود و وحدۃ الموجود کو ملحد و زندیق کہتے ہیں اور ان کے مرید و شاگرد مولوی احمد حسن صاحب کا بھی یہی مقولہ ہے اور اقوال ضیاء القلوب کو محتاج تاویل جانتے ہیں اور ان تاویلوں کا واقف اپنے سوا دوسرے کو نہیں مانتے مولوی رشید احمد و مولوی محمد یعقوب صاحب اس مسلک پر ہیں باوجود اس کے کہ آپ سے اجازت بیعت کی حاصل ہے اور مشرب اہل چشت کا رکھتے ہیں خلاف مشائخ چشت گفتگو کرتے ہیں۔

جواب اول ۔ نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح ہے اس مسئلہ میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے ۔ فقیر و مشائخ فقیر اور جن لوگوں نے فقیر سے بیعت کی ہے سب کا اعتقاد یہی ہے مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی احمد حسن صاحب ، وغیرہم فقیر کے عزیز ہیں اور فقیر سے تعلق رکھتے ہیں کبھی خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلک اختیار نہ کریں گے ۔ مکرماً ! اعتقاد ایک کیفیت قلبی ہے کہ بندہ کو کمال علم و یقین و صدق سے کوئی بات دل پر مستحکم ہو جائے اور اسکو عرف شرع میں تصدیق کہتے ہیں اور اقرار باللسان واسطے اجرائے احکام مسلمانی ضروری ہے وگرنہ بنا بر ثبوت اسلام عند اللہ اقرار کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ تصدیق قلبی کافی ہے یہ مسئلہ وحدۃ الوجود ایسا نہیں ہے بلکہ اس میں تصدیق قلبی و تیقن و زبان روکے رہنا واجب ہے کیونکہ اسلام شرعی خدا و خلق سے تعلق رکھتا ہے اور اسلام حقیقی محض خدا سے تعلق رکھتا ہے اس میں تصدیق مع اقرار ضرور ہے اور اس میں فقط تصدیق چاہیئے سوائے اس کے اس مسئلہ کو چھپانے میں یہ فائدہ ہے کہ اسباب ثبوت اس مسئلہ کے بہت نازک اور نہایت دقیق ہیں فہم عوام بلکہ فہم علمائے ظاہر کہ اصطلاح عرفا سے عاری ہیں اس کے ادراک کی قوت نہیں رکھتا اور علماء کا کیا ذکر ہے بلکہ جن صوفیوں کا سلوک ابھی ناتمام ہے اور مقام نفس سے گذر کر مرتبہ قلب تک نہیں پہنچے اس مسئلہ سے نقصان اٹھاتے ہیں اور مکر نفس و تزلزل و لغزش سے چاہ ضلالت میں سرنگوں ہو کر گرتے ہیں بلکہ اکثر گروہ کے گروہ گمراہ ہو گئے ہیں کما شہدنا ہم نعوذ باللہ من ذالک آپ بھی خوب جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ خاصیت عجیب رکھتا ہے ؎

ع ۔ بعض را ہادی بعض را مضل

ہر چند نعمت خوش گوار ہو صحیح و تندرست کو اس سے لذت و حلاوت حاصل ہوتی ہے اور مریضوں کو تلخ اور ناگوار لگتی ہے بلکہ ان کے لئے زہر قاتل ہے اسی واسطے فرمایا ہے "من صرح باسرار الربوبیۃ فقد کفر" چھپانا اس کا لازم ہے اور افشاء اس کا ناجائز ہے ۔ اول جس شخص نے اس مسئلہ میں خوض فرمایا شیخ محی الدین ابن عربی ہیں

قدس سرہ انکا اجتہاد اس مسئلہ میں اور اثبات مسئلہ کا براہین واضحہ سے جمیع موحدان کی گردن پر روز تا قیامت موجب احسان ہے لطف تو یہ ہے کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ ہم عصر و ہم وطن ان کے تھے لوگوں نے حال شیخ اکبر کا ان سے پوچھا۔ فرمایا ہو زندیق آدمی ان کی صحبت سے احتراز کرتے تھے جب انہوں نے وفات پائی لوگوں نے شیخ الشیوخ سے ان کی آخرت کا حال دریافت کیا ارشاد ہوا مات قطب الوقت من کان ولی اللہ۔ تمام لوگ متعجب ہوئے عرض کیا کہ کیوں ان کو زندیق کہہ کر ہم کو استفادے سے محروم رکھا جواب میں فرمایا کہ وہ ولی واصل بحق تھے لیکن جذبہ توحی رکھتے تھے ہرچند مقرب بارگاہ تھے مگر قابل اتباع نہ تھے اخیر زمانے میں مجذوب ہوگئے تھے اور زبان ان کی افشائے اسرار میں بے اختیار ہوگئی تھی اگر تم لوگ ان کی صحبت میں رہتے گمراہ ہوجاتے کیونکہ غلبۂ حال سے ایسی باتیں کرتے تھے کہ جو تمہاری سمجھ میں آنے کے قابل نہ تھیں اور عوام کے لئے نقصان رساں تھیں۔ اگر خیال کرو تو میں نے تمہارے اوپر بڑا احسان کیا پس اس جگہ غور فرمانا چاہئے کہ ہم لوگوں کو کیا منصب ہے کہ کس و ناکس بازاریوں سے مسئلہ وحدۃ الوجود و وحدۃ الموجود کا ذکر کریں اور عوام کو کہ تھوڑا بہت ایمان تقلیدی رکھتے ہیں اس ایمان سے بھی بے نصیب کریں اس معاملہ میں گفتگو فضول ہے بلکہ اپنا وقت اور عوام کا اعتقاد ضائع کرنا ہے معارف آگاہ اسی احتیاط کی وجہ سے احباب فقیر مثل فقیر اس قیل و قال سے زبان کو روکے ہیں اور بیان سے پرہیز کرتے ہیں اور پوچھنے والوں کو تاویلات کا حوالہ دیتے ہیں تاکہ انکار اس مسئلہ کا نہ ہو جاوے۔ بہت سے جاہلوں نے اس مسئلہ کو مسلک بنا کر محفلوں میں اپنی شیخی کی گرم بازاری کر رکھی ہے اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے گروہ کو بھی گمراہ کرتے ہیں جیسا کہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ پس اس قیل و قال سے کیا فائدہ اگر توفیق ہو تو آدمیوں کو طلب حق اور ترک تعلق دنیا و کثرت فکر و ذکر کی تحریص دلائے اور اس میں کوشش کرے جب اس محنت سے تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب حاصل ہو جائیگا خود ضرورت اس مراقبہ کی جو ضیاء القلوب میں لکھا ہے پیش آئے گی اور اللہ خود راہبری فرمانے والا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا

غرض ہدایت کرنے سبیل معرفت سے تجلی ذاتی ہے قلب سالک پر تاکہ حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود کی منکشف ہو یہ راہ چلنے کی ہے کہنے اور بتانے کی نہیں ہے کہنے سے جاننے تک اور جاننے سے دیکھنے اور ہونے تک بڑا فرق ہے خدا تعالیٰ مجھ کو اور میرے احباب کو اور آپ کو اور آپ کے احباب کو اس راہ میں لغزش سے محفوظ رکھے۔ پیرو شیخ اکبر کے حضرت جامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں ؎

از ساحتِ دل غبار کثرت رفتن — خوشتر کہ بہرزہ دُرِ وحدت سفتن

مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے — واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

اگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جائے اور نظر تعمق سے اس مسئلہ کی حقیقت دریافت کریں سوائے حیرت در حیرت بدوں فنا در فنا کچھ حاصل نہیں ہوتا پھر بھلا خاک بیان کریں کہ ایسا ہے یا ویسا ہے۔ ع

آں سوختہ را جان شد و آواز نیامد

زبان اسرار وجدانی کی تشریح میں لال ہے۔ مثل اندھے مادرزاد کے کہ خواب میں رنگہائے عجیب دیکھتا ہے وہ آدمیوں سے کیا بیان کرے کہ ایسا تھا یا ایسا کیونکہ کوئی چیز محسوسات میں اس نے نہیں دیکھی کہ جس سے مشابہت بیان کرے اور سمجھاوے اگر اجیانا کچھ کہے اور سمجھائے تو کبھی امر واقعی نہ کہے گا واللہ اعلم۔

سوال دوم۔ حالانکہ ضیاء القلوب میں ورزش لاموجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ اوست کی بہ تصریح تاکید ہے و نیز مراقبہ ہمہ اوست میں ملاحظہ معنی کو لازم کہا ہے پس یہ مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد نہیں ہو سکتا ہے اور دوسری جگہ ضیاء القلوب ہی میں ہے تاوقتیکہ ظاہر و مظہر میں فرق پیش نظر سالک ہے بوئے شرک باقی ہے اس مضمون سے معلوم ہوا کہ عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔

جواب دوم کوئی شک نہیں ہے کہ فقیر نے یہ سب ضیاء القلوب میں لکھا ہے اگر کہیں کہ جو کچھ کہا نہیں جاتا ہے کیوں لکھا گیا جواب یہ ہے کہ اکابر دین اپنے مکشوفات کو تمثیلات محسوسات سے تعبیر کرتے ہیں تاکہ طالب صادق کو سمجھادیں نہ یہ کہ کانّہٗ ھُوَ

کہہ دیتے ہیں کہ اگر نابینا خواب میں سانپ دیکھے تو اس کے بیان سے عاجز ہو کر یہی کہے گا کہ میری کلائی کی طرح تھا اور اسی حالت میں اس کو رسی دیکھا کر پوچھا جائے کہ کیا ایسا تھا وہ کہہ دے گا کہ ہاں اس کو تمثیلات کے ذریعہ سمجھانا کہتے ہیں اسی طرح پہلے لوگوں کی تحریرات ہیں پیچھے آنے والوں کی آگاہی کے لئے تاکہ فیض برقرار رہے اور وقت حاجت شکوک رفع ہو جو اسرار کہ سینہ بسینہ چلے آتے ہیں لکھنا مناسب جانا اور در راہ حقیقت فراخ کی اور کہا کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ نا اہل کو ہماری کتاب دیکھنا حرام ہے حقیقت حال یہ ہے کہ فقیر نے بھی انہی کی تقلید پر ان کے قول کو ذکر کیا ہے لیکن باوجود اس کے آنجناب استفسار فرماتے ہیں اور انکشاف اصلیت کا چاہتے ہیں لاعلاجاً للامتثال الامر تھوڑی تشریح کرنا ضروری ہوئی تاکہ خاطر نشینی آپ کی ہو اور اطمینان حاصل ہو اور تردد نہ رہے مختصر یہ کہ بیان صالحین سلف سے معلوم ہوا کہ اصل میں تو یہ مسئلہ حق و بالیقین ہے لیکن صدق اسکا اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ طالب محنت اور مشقت اور استغراق اور ترک خطرات ماسوا کے ذریعہ سے اپنی خودی سے دور ہو اور جب خیال خود سے گذرا گویا سب سے گذر گیا کوئی چیز اس کو نظر و خیال میں باقی نہیں رہتی بلکہ ہستی حق کا معاینہ کرتا ہے اور جس وقت نظر سالک تقیدات و ہستی ماسوا سے اٹھ گئی سوا خدا کے اور کچھ نظر نہیں آتا بے خبر ہو جاتا ہے بلکہ اس معنی کا شعور بھی جاتا رہتا ہے سب خدا ہی خدا نظر آتا ہے ہو ہو کہنے کا کیا ذکر انا انا کہنے لگتا ہے اس کو مرتبہ فنا در فنا کہتے ہیں ان اقوال کو نے کا کہا ہوا نہ خیال کرنا چاہیئے بلکہ نے نواز کا سمجھنا چاہیے مولانا فرماتے ہیں ؎

نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند — فی الحقیقت از دم نائی کند
بے فنائے خویش وبے جذبے توی — کے حریم وصل را محرم شوی

ایضاً ایک عارف کا مقولہ ہے ؎

تو مباش اصلاً کمال این است و بس — تو دراں گم شو وصال این است و بس

سلطان الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حالت کی خبر دی ہے لی مع اللہ

وقت لَا یَسَعُنِی فِیْهِ مَلَکٌ مُقَرَّب وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ اور آپ کی خاص امت میں سے بایزید بسطامی قدس سرہ نے کہا ہے کہ سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی اور منصورؒ حلاج نے انا الحق کہا یہ سب اسی باب میں ہے لیکن اس کے باوجود غیریت اعتباری کہ اصطلاحی ہے درمیان عبد و رب سے مرتفع نہیں ہوتی ہر چند کہ حالت فنا میں شعور نظر سالک میں باقی نہ رہا ہو کیونکہ جب بے شعوری سے پھر حالت شعور کے آیا جانا کہ میں اپنے سے بے خبر ہو گیا تھا مثل اس لوہے کے ٹکڑے کے کہ آگ میں سرخ ہو کر پکار اٹھا کہ میں آگ ہوں اس کے اس قول کا انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن فی الواقع آگ نہیں ہوا بلکہ یہ ایک حالت ہے کہ اس لوہے پہ عارض ہو گئی ہے ورنہ لوہا لوہا ہے اور آگ آگ یہ ایک شمہ حقیقت وحدۃ الوجود کا ہے اس جگہ تھوڑی کیفیت عینیت و غیریت کی جاننا واجب ہے کیونکہ جب اس سے واقفیت نہ ہو گی کیفیت وحدۃ الوجود کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ اور ورزش مراقبہ ہمہ اوست و ملاحظ عینیت ممکن نہیں ہے جو لوگ کہ بمجرد خوض مسئلہ وحدۃ الوجود کے زندیقیت میں پڑ گئے وہ بسبب نہ جاننے مسئلہ عینیت و غیریت کے ہوا اور جس شخص نے اولاً یہ دو امر تحقیق کر لئے تمام مسائل جاننا اس پہ آسان ہوا۔ اگرچہ یہ مسئلہ عینیت و غیریت سے متعلق ہے تنزلات ستہ کے جاننے سے لیکن فقیر اس طوالت میں مشغول نہیں ہوتا مختصراً لکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عبد و رب میں عینیت و غیریت دونوں متحقق ہیں وہ ایک وجہ سے اور یہ ایک وجہ سے اگرچہ بادی النظر میں اجتماع ضدین ایک شخص میں محال معلوم ہوتا ہے الضدان لایجتمعان قول صحیح ہے مگر اس میں دو ضد لغوی مراد ہیں اور ضد اصطلاحی جمع ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے محققین کو جامع الاضداد کہتے ہیں کیونکہ صوفیوں کی اصطلاحیں دوسری ہوتی ہیں مثلاً نور و ظلمت ضد لغوی ہے یہ ضد ایک جگہ ایک وقت جمع نہیں ہوتیں کیونکہ معنی ان اشیاء کے اپنی جگہ پر قائم ہیں اگر اپنی وضع پہ قائم نہ رہیں اجتماع اس کا جائز ہے۔ مثلاً سائے کو اگر ظلمت کہیں مجازاً از روئے استعارہ ہو سکتا ہے اور یہ سایہ کہ جس کا ظلمت نام رکھ لیا ہے نور کے ساتھ ایک جگہ اور ایک

وقت جمع ہوجاتا ہے جیساکہ دیکھا گیا ہے کہ ایک وقت ایک جگہ تابش آفتاب کہ نور سے اور سایۂ دیوار جمع ہوتا ہے کیونکہ سائے سے مراد ظلمت اصطلاحی ہے پس اس تمہید سے معلوم ہوا کہ عبد و رب میں عینیت حقیقی لغوی نہیں ہے اور غیریت حقیقی بھی لغوی نہیں ہے اجتماع ان دو ضدوں کا شئی واحد میں محال ہے۔ پس ضد کہ علم معقولات میں ممنوع واقع ہوا وہ بمعنیٰ لغوی ہے نہ اصطلاحی بہ توم محققین اسی سبب سے جامع الاضداد ہیں کہ دو ضد کو جمع کرتے ہیں وہ دو ضد بمعنی لغوی نہیں ہے کیونکہ اجتماع ضدین لغوی ان کے نزدیک بھی محال و ناجائز ہے اور دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اردگرد کئی آئینے رکھ لے تو ہر آئینے میں ذات و صفات اس کی بعینہ نمودار ہو نمودار صفات وہ ہے کہ ہر حرکت و سکون مثل شادمانی و غمگینی و ہنسی وغیرہ شخص عکس میں ظاہر ہوتا ہے اسی سبب سے شخص عین عکس ہے عینیت حقیقی اصطلاحی ہے اگر لغوی ہوتی جو کیفیت کہ عکس پہ گذرتی شخص پر گذرنا بھی واجب ہوتی کیونکہ عکس ہزاروں آئینوں میں ہے اس کثرت سے وحدت شخص پر فرق نہیں پڑتا اگر آئینہ و عکس پہ پتھر ماریں یا کوئی نجاست ڈالیں شخص اس سے متضرر و منجس نہیں ہوتا ہے بلکہ اپنے حال پہ اور ان نقصانات سے مبرا و منزہ ہے اس طرح سے غیریت حقیقی اصطلاحی ثابت ہوتی ہے پس شخص و عکس میں عینیت و غیریت دونوں متحقق ہوئیں جاننا چاہیئے کہ عبد و رب میں عینیت حقیقی لغوی کا جو اعتقاد رکھے اور غیریت کا بجمیع وجوہ انکار کرے ملحد و زندیق ہے کیونکہ اس عقیدہ سے عابد و معبود، ساجد و مسجود کا کچھ فرق نہیں رہتا اور یہ غیر واقع ہے نعوذ باللہ من ذالک اگر محض غیریت حقیقی لغوی خالق و مخلوق میں اعتبار کریں اور کوئی نسبت و تعلق عینیت عبد و رب میں سوائے نسبت خالقی و مخلوقی ثابت نہ کریں مثل نسبت کمہار کے برتنوں کے سا تھ اگر کمہار مرجائے اس کے بنائے ہوئے برتن اپنی جگہ پر رہتے ہیں بسبب غیریت لغوی کے ہے برتنوں اور کمہار میں یہ قسم غیریت کی عبد و رب میں واقعی نہیں ہے جو لوگ اس غیریت کے قائل ہیں علمائے ظاہر و متکلمین ہیں موحدین کی اصطلاح سے غافل ہیں اور ڈرتے ہیں کہ عبد و رب ایک ہوتا ہے یہ نہیں جانتے کہ بموجب اصطلاح محققین کہ عکس و شخص میں باوجود ثبوت دونوں جہت کے کبھی یہ وہ نہ ہوا اور وہ یہ نہ

ہوا عکس عکس ہے اور شخص شخص عکس مخلوق و حادث و ناقص ہے اور شخص قدیم و باقی و کامل پس یہی اصل و حقیقت اس معاملہ کی ہے ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ! گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

اور بمصداق مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ یہی دو جز حادث و قدیم ہیں نیز اس جگہ ایک تمثیل لطیف یاد آئی یعنی۔ بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ کنت کنزاً مخفیاً الخ اس پر دلیل ہے حقائق کونیہ کہ نتائج علم الٰہی ہیں ذات مطلق میں مندرج و مخفی تھے اور صرف اپنی ذات پر ظاہر تھے جب ذات نے چاہا کہ ظہور خود دوسری نہج پر ہو اعیان کو ان کے لباس قابلیات میں اپنی تجلی کے جلوے سے ظاہر فرمایا اور خود شدت ظہور خود سے ان کی نگاہ سے مخفی ہو گیا مثل تخم کے کہ درخت مع تمام شاخوں اور پتوں و پھول و پھل کے اس میں چھپا تھا گویا کہ تخم بالفعل تھا اور شجر بالقوہ جب تخم نے اپنے باطن کو ظاہر کیا خود چھپ گیا جو کوئی دیکھتا ہے درخت کو دیکھتا ہے تخم دکھائی نہیں دیتا اگر غور سے دیکھا جائے تو تخم بصورت درخت کے ظاہر ہوا تخم بالقوہ ہوا اور درخت بالفعل ہر چند کہ ایک وجہ سے کہ تخم و درخت ایک ہے جدائی نہیں ہے عینیت پائی جاتی ہے لیکن دلائل غیریت و جدائی کے بھی اس میں موجود ہیں، اور واقعی ہیں حفظ مراتب اس میں ضرور ہے کیونکہ صورت و شکل و تاثیر و خواص تخم کے اور ہیں اور اجزائے درخت کے اور وجوہات غیریت بھی بہت ہیں۔ مرد صاحب عقل اس سے انکار نہیں کر سکتا اگرچہ از روئے عینیت تخم و درخت ایک ہے لیکن یہ وحدت اعتباری اصطلاحی ہے نہ باعتبار حلول کے اور نہ اتحاد کے یعنی بالقوہ اور بالفعل شراکت رکھتا ہے پس جو کہ بالفعل تھا بالقوہ ہوا اور جو کہ بالقوہ تھا بالفعل ہوا فہم من فہم جل حکمۃ عظمۃ شانہٗ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ترا از دوست بگویم حکایتے بے پوست ہمہ از دوست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

فائدہ:۔ جب دو جہت سے نسبت عبد و رب ثابت و متحقق ہوئی لازم آیا کہ واسطے مروج کرنے کے مرتبہ پست ترین نزول سے اور حصول قرب و وصال اور پہنچنے درجہ عبدیت حقیقی کے سبب سے کار ضروری ہیں اور وہ مجاہدہ و مراقبہ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ عبادت کرنا یعنی عبد ہوتا ہے درحقیقت عبداللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں عبد ہونا دشوار ہے جبتک کہ کوئی وہم الوہیت خود سے تماماً وکمالاً نہ گذرلے اس مرتبہ کو نہیں پہنچتا بنابراں مجاہدات وریاضات ترک تعلق دنیا وحظ نفس وترک توہم ماسوا واجب ہوا تاکہ ذکر وفکر درستی وراستی سے ظاہر ہو جب پہلے صیقل ذکر سے نفس مطیع وقلب صاف ہوجائے اور ذوق وشوق میں ترقی ہو دل خطرات سے رک جاوے اب وقت مراقبہ لاموجود اِلّا اللّٰہ کا آیا جب اس مراقبہ میں ہمہ ازوست سے اغماض نظر کر کے ہمہ اوست کو پیش نظر رکھے، اس استغراق میں فیض باطنی وجذبۂ غیبی مدد فرماتا ہے جو کچھ کہ اس کے سواہے اس سے بے خبر ہوتا ہے اور اس بے خبری کی تمیز بھی نہیں ہوتی۔ دیکھتا ہے جو کچھ دیکھتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ جانتا ہے کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے بہرصورت معذور ہے یہ ہے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الموجود جیسے لوہا کہ آگ میں رنگ آگ کا پاکر نعرہ انا النار کر اٹھا نہ یہ کہ انقلاب حقیقت سے آگ ہوگیا یہ حال سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ قال، سے مقام غور ہے یعنی جس حالت میں کہ لوہے نے اپنے کو آگ کے حوالہ کردیا اپنے لوہا ہونے کے خیال سے گزر کر اس انتظار میں ہے کہ آتش مستولی ہو اور اپنا رنگ عطا کرے اس تصور میں اگر دوسرا خیال گزرے اس کے لئے شرک ہے کہ مانع مقصود وقاطع الطریق اس کا ہے یہ مطلب ہے اسکا جو ضیاء القلوب میں ملاحظہ سامی ہوا کہ مراقبہ ہمہ اوست میں جب تک کہ فرق ظاہر ومظہر پیش نظر سالک ہے بوئے شرک باقی ہے واللہ اعلم۔ لاعلم لنا الاما علمتنا۔ گرامی قدر فقیر نے بے محابا طول لسانی کیا کیونکہ بدوں اس کے بات تمام نہیں ہوسکتی تھی ہرچند کہ اس تحریر سے میں خود نادم ہوتا ہوں لیکن خوش ہوں کہ بہر تقدیر جواب خطوط متعددہ جناب ادا ہوا اگر پسند خاطر ومنظور ہوا ہو بندۂ ضعیف کو دعائے خیر خاتمہ سے یاد فرمایئے ورنہ اب پھر فقیر کو تکلیف نہ دیں وما علینا الا البلاغ المبین ؎

دریں مشہد بگویائی مزن دم سخن را ختم کن واللہ اعلم!

محررہ ۲ ذی الحجہ ۱۲۹۹؁ ہجری درمقام خیر البلاد مکہ معظمہ

زاداللہ شرفہا وتعظیمہا۔

لوکان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولوجئنا بمثلہ مددا ط ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ میرے پیارے ناظرین ہرچند آپ کا خادم وحشی گمنام یہ قابلیت نہیں رکھتا کہ اس کی ہرزہ سرائی پر آپ لوگ متوجہ ہوں لیکن خدا کی مزید رحمت نے دستگیری کرکے اس کو اتنے بڑے دربار میں پہنچا کر دولت آستانہ بوس سے فیضیاب فرمایا یعنی حج خانہ کعبہ وزیارت مدینہ طیبہ کے ساتھ ہی جناب قطب العالم مولانا شاہ امداد اللہ صاحب عم فیضہ کے سلک غلاماں میں منسلک فرمایا اور بعد شرفیابی قدم بوسی بحسب اتفاق اس رسالہ متبرکہ کے ترجمہ کرنے کی خدمت جناب حاجی محمد مرتضیٰ خاں صاحب مدظلہ نے سپرد فرمائی اور اچھا برا جو کچھ ہوسکا ترجمہ مرتب ہی کیا مگر عدم تکمیل سے طبیعت کو افسوس تھا لیکن حضرت کے تصرف باطنی سے اور خاں صاحب موصوف کی جستجو سے جناب مولانا و مخدومنا مولوی حاجی محمد اشرف علی صاحب نے رسالہ امداد الصادقین مؤلفہ مولوی صادق الیقین صاحب مرحمت فرمایا جس میں انہوں نے حضرت صاحب کے ملفوظات کو بزبان فارسی جمع کیا تھا چنانچہ اس کا ترجمہ بھی آخر کتاب میں شامل کیا گیا اور اس کے سوا مولانا مولوی احمد حسن صاحب دام مجدہم نے بھی ایک مجموعہ[عــہ] ملفوظات تیار فرمایا تھا وہ بھی مولانا موصوف نے بغرض شمول دے دیا اب دونوں رسالوں کو اس جزو مختصر میں ترتیب وار لگا دینے سے دل کی آرزو پوری ہوگئی اور مضامین کی تکمیل ضروری بھی انجام پاگئی بڑی مسرت اور دلی شکریئے کے ساتھ میں مولانا اشرف علی صاحب دام لطفہ کا دوبارہ ذکر کرتا ہوں کہ

عــہ مولانا نے کچھ حالات آپ کے خاندان وغیرہ کے بھی لکھے تھے وہ تکرار کی وجہ سے ترک کردیئے گئے کیونکہ اس رسالہ میں ذکر ہوچکا ہے اور ترتیب تحریر اپنے رسالہ کی مولانا نے یوں لکھی ہے کہ بعد استخارہ کے روز و قبلہ کے جمعہ کے دن پانچویں محرم الحرام ۱۳۱۳ھ جہاں حضرت نے نماز جمعہ پڑھی تھی اس جگہ بیٹھ کر لکھنا شروع کیا اور کچھ حالات تیمناً حطیم میں میزاب رحمت کے نیچے شروع کئے اور کچھ حالات باب کعبہ کے سامنے لکھے تاکہ ان مقامات کی برکت سے خدا ان کو پورا اور منظور کرے ۱۲

انہوں نے اس ترجمے کے دیکھنے میں اپنا تھوڑا وقت صرف کر کے میری لغزشوں کی بہت کچھ درستگی فرمائی اور یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ میں نے بعض مضامین جو مکرر سہ کرر ہوئے جاتے تھے سہولت کی غرض سے چھوڑ دیئے ہیں اس لئے ناظرین یہ دھوکہ نہ کھائیں کہ میں تو مولانا محمد ادریس صاحب عم نوالہ نگرامی کا مرید ہوں مجھے حضرت صاحب سے کیا تعلق میں اس امر کا بھی اظہار کرتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب سے حسب الحکم حضرت مولانا کے خاندان چشت میں بیعت کی ہے اور چونکہ یہ امر امتثالاً للامر مولانا واقع ہوا ہے لہٰذا دونوں آستانے میرے لئے ایک ہیں افسوس کہ میں قید نفس لعین میں پھنس کر مقصود اصلی سے دور ہوا اور ہوا و ہوس میں مبتلا ہو رہا ہوں۔ آپ ناظرین اکابر ابرار و مومنین صالحین ہیں دعا فرمایئے کہ خدا میرے اوپر بھی رحم فرما کر میری دلی تمناؤں کو پورا کرے اب آپ ہنسی خوشی سے اس رسالہ کے دونوں تتمہ بھی ملاحظہ فرما کر بہرہ اندوز سعادت ہو جیئے۔ والسلام خیر ختام

شمائم امدادیہ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ احقر انام اشرف برائے نام کہتا ہے کہ جب میں رسالہ شمائم امدادیہ مؤلفہ جناب محمد مرتضیٰ خاں صاحب قنوجی سلمہ اللہ تعالےٰ کے دیکھنے سے فارغ ہوا خیال آیا کہ میرے پاس بھی ایک مختصر ملفوظ شریف حضور پر نور حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ مدظلہم العالی کا موجود ہے جس کو ایک مخلص خادم نے مکہ معظمہ زاد ہا اللہ شرفاً و عظمۃً میں حاضر رہ کر فارسی زبان میں جمع کیا تھا اور یہ احقر بھی روزانہ اس کو دیکھ لیا کرتا تھا اگر وہ بھی اس کے شامل ہو جائے تو موجب تکثیر نفع طالبین ہے اس غرض سے میں نے ملفوظ مذکور خاں صاحب کو حوالہ کیا خاں صاحب نے ترجمہ کر کے میرے پاس بھیج دیا میں نے بنظر غور اس کو دیکھا اور جہاں شبہ ہوا اصل سے ملا کر مطابق کر لیا بعض مضامین متفرقہ بلاقید میں نے بھی فارسی

زبان میں لکھے تھے ان کی نسبت بھی خان صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ ترجمہ کر کے اس کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل فرمادیں میں یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ ان ملفوظات میں ذرہ برابر تفاوت الفاظ و معانی کا نہیں یہ حافظہ تو حضرات محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ پر ختم ہوگیا مگر اپنے نزدیک بہت احتیاط کی گئی ہے سہو و خطا اللہ تعالیٰ معاف فرمادے کہیں کہیں حواشی میں توضیحاً کچھ لکھ بھی دیا گیا ہے۔ فقط مقام کانپور ماہ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ

ملفوظ امداد الصادقین

فرمایا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ طریقت شریعت سے جدا ہے بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے اقرار باللسان اشارہ طرف شریعت کے ہے اور تصدیق بالجنان سے مطلب طریقت ہے پس ایک بغیر دوسرے کے کام کا نہیں۔ اقرار بدون تصدیق نفاق ہے اور تصدیق بلا اقرار بیکار۔ فرمایا کہ ہوالظاہر کنایہ شریعت ہے اور ہوالباطن طریقت ہے اگر شریعت نہ ہوتی۔ اسمائے الٰہیہ کا عرفان عنقا ہوتا اور صفات اسما ظاہر نہ ہوتے مثلاً غفاری حق تعالیٰ کیونکہ جب شریعت قائم نہ ہوتی منہیات معلوم ہوتے پس اظہار غفاری خداوند کریم کہاں سے ہوتا اور اسی طرح منتقم وغیرہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آیت کریمہ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون الآیۃ" میں لفظ عبد جو اختیار فرمایا ہے اس میں نکتہ ہے کیونکہ غلام اور مزدور میں بہت بڑا فرق ہے مزدور و ملازم سے ایک کام جو اس سے متعلق ہو لے سکتے ہیں۔ بخلاف غلام کے کہ اس کے واسطے کوئی خدمت معین نہیں ہے جو کام چاہا اس کے سپرد کردیا چاہیں جوتے اٹھوائیں یا قلمدان لینے کی خدمت متعلق کریں سب پھبتا ہے اسی طرح آدمی کو بھی کوئی خاص کام خدا نے نہیں دے رکھا اس میں یہ نکتہ ہے کہ تمام مخلوق میں ایک ایک صفات ہے اور انسان جامع ہے وہذا ہو معانی القول الملتہ والطریق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق ای طریق وصول کل خلق مستقل۔ فرمایا کہ ایک روز دو آدمی آپس میں بحث کرتے تھے ایک کہتا تھا کہ حضرت شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ

سے افضل ہیں اور دوسرا حضرت غوث پاک کو شیخ پر فضیلت دیتا تھا میں نے کہا کہ ہم کو نہ چاہیئے کہ بزرگوں کی ایک دوسرے پر فضیلت بیان کریں اگرچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا فضلنا بعضھم علیٰ بعض لیکن ہم دیدۂ بصیرت نہیں رکھتے اس واسطے مناسب شان ہمارے نہیں ہے کہ ایسی جرأت کریں البتہ مرشد کو تمامی اس کے معاصرین پر فضیلت دینا مضائقہ نہیں کیونکہ ظاہر ہے باپ کی محبت چچا سے زیادہ ہوتی ہے اور اس میں آدمی معتقد ہے اس نے دلیل پیش کی کہ جس وقت حضرت غوث پاک نے قدمی علیٰ رقاب اولیاء اللہ فرمایا تو حضرت معین الدین نے فرمایا " بل علیٰ عینی یہ ثبوت افضلیت حضرت غوث کا ہے میں نے کہا کہ اس سے فضیلت حضرت معین الدین صاحب کی حضرت غوث پر ثابت ہوتی ہے نہ برخلاف اس کے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث اس وقت مرتبۂ الوہیت میں تھے اور حضرت شیخ مرتبہ عبودیت میں فرمایا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کے اعتبار سے مراتب مردان کے تین معنی ہیں۔ لا معبود۔ لا مطلوب۔ لا موجود الا اللہ اور یہ سب مراتب سے اعلیٰ ہے۔ فرمایا کہ کفر مظہر ایمان ہے و برعکس اس کے اگر کفر مخلوق نہ ہوتا کوئی ایمان کو کیونکر جانتا۔ فرمایا سیر تین طرح پر ہے۔ سیر الی اللہ۔ و فی اللہ۔ من اللہ فرمایا کہ ایمان رجا و خوف میں ہے۔ ہم لوگ رجا پر بھروسہ اور غرہ کر رہے ہیں اور خوف کو بھول بیٹھے ہیں۔ فرمایا عاشق دو طرح پر ہے عاشق ذاتی و عاشق صفاتی اور عاشق ذاتی کا مرتبہ عاشق صفاتی سے زیادہ ہے کیونکہ عاشق ذاتی پر جو کچھ وارد ہوتا ہے اس کو ذات الٰہی سے جانتا ہے پس اس وجہ سے رضا و تسلیم میں مرتبہ عالی پاتا ہے۔ ایک دن حضرت غوث الاعظم سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا وہ ساتوں آدمی کہ عاشق ذات اور مرتبہ رضا و تسلیم میں ثابت قدم تھے اس امر حضرت غوث کو خلاف خیال کرکے آپ سے ناخوش ہوئے اور اپنی مجلس سے علیحدہ کر دیا۔ ایک دن دیکھا سات ڈھانچے ہڈیوں کے مسلم رکھے ہیں دریافت ہوا کہ ایک درندے نے خدا سے دعا مانگی کہ مجھ کو اپنے دوستوں کا گوشت کھلا ساتوں آدمی پیش کئے گئے اور اس

درندے نے گوشت ان مردان خدا کا کھانا شروع کیا جس وقت درندہ دانت مارتا وہ لوگ ہرگز دم نہ مارتے تھے یہاں تک کہ تمام گوشت اپنا راہ مولا میں نثار کردیا اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک بزرگ کہتے تھے کہ تمام آدمی کیا مشرک کیا کافر کیا مومن سب کو خدا کی رسائی ہو سکتی ہے اسلام شرط نہیں ہے ارشاد فرمایا کہ یہ بزرگ باوجود کمال کے سیر اسماء میں تھے البتہ مرتبہ حقائق میں یہ درست ہے کیونکہ مرجع تمامی خلائق اللہ جل شانہٗ ہے فرماتا ہے وما من دابۃ الا ھو اخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم۔ پس تمامی مخلوق صراط مستقیم پر ہے اور اسی وجہ سے اھدنا الصراط المستقیم پر کفایت نہ فرمایا انعمت علیھم کی قید لگائی۔ پس اس طور پر صراط مستقیم مرادف طریق نجات کا نہیں ہے اور مرتبہ حقائق میں تمامی آدمی متساوی الاقدام ہیں اور کونین میں مظاہر اسماء و صفات لطف و قہر ہیں۔ لیکن مرتبہ صورت میں جدا و متمائز ہیں اثنائے درس احیاء العلوم میں زبان فیض ترجمان سے فوائد عجیبہ بیان فرمارہے تھے مولانا اشرف علی صاحب نے عذر کیا کہ آج بعض مقامات متبرکہ کی زیارت کو گیا تھا اس وجہ سے حاضری میں دیر ہو گئی ارشاد فرمایا "جائے بزرگاں بجائے بزرگاں" زیارت آثار بزرگاں میں برکت ہوتی ہے فرمایا انما الاعمال بالنیات تصوف کی جڑ ہے۔ فرمایا خوشبو لگاتے وقت سب نیتوں سے عمدہ نیت یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی کی نیت کرے فان اللہ جمیل یحب الجمال۔ فرمایا ایک آدمی نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی غیبت کی آپ نے ایک طبق دینار کا اس کو ہدیۃً دیا لوگوں نے پوچھا یہ کیسا الٹا معاملہ ہے امام صاحب نے فرمایا ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" اس شخص نے مجھ کو نعمت اخروی دی تو کیا میں اس کو دنیا کی نعمت بھی نہ دوں ؎

بدی را بدی سہل باشد جزاء　　اگر مردی احسن الیٰ من اسا

فرمایا کہ اس زمانے میں فتویٰ پر عمل کرنا ہی تقویٰ ہے ایک متقی نے کسی کے گھر میں خط لکھا اور ذرا سی خاک لے کر خشک ہونے کو خط پر ڈال دی چونکہ بلا اجازت خاک لی تھی مواخذہ کیا گیا۔ فرمایا اگر نیت درست ہو تو آدمی آیۃ وھم فی صلوتھم دائمون میں داخل ہو جائے گا یعنی حضور دائم میسر ہو۔ فرمایا کہ تواضع نفاق کے ساتھ ممنوع ہے

فرمایا کہ ایک بزرگ حضرت بایزید بسطامی رح کی نماز جنازہ میں شریک ہوسکے لوگوں نے ان سے سبب دریافت کیا جواب دیا کہ اصلاح نیت میں کوشش کرتا تھا صحیح نہیں ہونے پائی کہ نماز ختم ہوگئی۔ احیاء العلوم کا درس ہورہا تھا مضمون یہ تھا کہ معاصی نیک نیتی سے طاعت نہیں ہوسکتے ارشاد فرمایا کہ یہ صحیح ہے بلکہ حدیث شریف جف القلم بما ھو کائن کے معنی یہی ہیں اور جو کہ حق تعالٰے نے ارشاد فرمایا ہے کہ یبدل اللہ سیئاتھم حسنات مراد سیئات سے وہ طاعات ہیں کہ اصل نیت میں طاعت تھی مگر بسبب عوارض کے سیئات ہوگئی حق سبحانہ تعالیٰ اپنے بے انتہا فضل سے ان عوارض کو رفع کر کے اس طاعت کو قبول فرماتا ہے تبدیل سے یہ مراد ہے وحدۃ الوجود کا ذکر فرماتے تھے مگر کلام بہت عالی تھا اس لئے لکھا نہ گیا (مترجم) فرمایا اخوت کی تین قسمیں ہیں اخوۃ بنی کہ تمام آدمی اولاد آدم ہیں۔ اخوۃ ایمانی۔ انما المؤمنون اخوۃ۔ اخوۃ عارفین۔ لانفرق بین احد من رسلہ۔ فرمایا کہ جناب مولوی رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا کہ اجازت ہو تو حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کو آپ کے مراتب سے اطلاع دوں آپ نے جواب دیا کہ انتہائے عنایت سلطانی یہی ہوگی کہ اپنے حضور میں طلب فرمائیں گے جیسا کہ آپ کو طلب کیا تھا اور میں مکہ کو نہیں چھوڑنا چاہتا البتہ سلطان کی دعا چاہتا ہوں کیونکہ دعائے سلطان عادل مستجاب ہوتی ہے اور یہ استدعا سلاطین کے حضور میں بہت دشوار ہے پس مناسب ہے کہ آپ میرا سلام سلطان سے کہہ دیں کیونکہ جواب سلام ضروری دیں گے اور سلام دعا ہے پس اتنا ہی کافی ہے۔

سلام کو کہ طریق مسنون ہے ترک کر کے آداب عرض کرنا نہ چاہئے فرمایا کہ آیت وعلم آدم الاسماء کلھا میں علمائے ظاہر خیال کرتے ہیں کہ مراد اس سے اسماء عرفیہ ہیں اور حق تو یوں ہے کہ اس سے مراد حقائق اسماء ہے۔ فرمایا علماء آپس میں تنازع کر کے العلم حجاب الاکبر کے مصداق بن جاتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صوفیا بدعت اختیار کرتے ہیں یہ کسی طرح یقین نہیں ہوتا کیونکہ صوفی کو جب صفائے قلب میسر ہوئے جو کچھ کہے گا حق کہے گا اور زبان حق سے کہے گا فرمایا کہ نیت نماز کی اول سے آخر تک

نزد حضرات صوفیہ کے ضروری ہے لیکن علماء اور فضلاء نے غایت رحم سے بنظر سہولت فتویٰ صرف اول نماز میں نیت کا دیا ہے امیدارحم الراحمین سے ہے کہ قبول فرمادے فرمایا آیت واعبد ربك حتی یاتیك الیقین میں علمائے ظاہر نے یقین سے موت مراد لی ہے لیکن نزد صوفیہ یقین کے تین مراتب ہیں علم الیقین عین الیقین اور سب سے بڑھ کر حق الیقین اور یہ الیسامرتبہ ہے کہ جب آدمی مرتبہ موتوا قبل ان تموتوا پر پہنچتا ہے تب حاصل ہوتا ہے اور آدمی اپنے آپ میں نہیں رہتا اور اس مرتبہ پر پہنچ کر تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں اور آیت میں انکے مذاق پر یہی مرتبہ مراد ہے لیکن یہ حالت صرف لمحہ دو لمحہ رہتی ہے مگر جن کو جامعیت میسر ہے وہ اس حالت میں بھی عبادت کو ترک نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ عبادت تذلل ہے اور محبوب (خدا) کی محبوب ہے فرمایا جنت العارفین لیس فیہا حور ولا قصور وما فیہ شیٔ الا ارنی ارنی اس میں محض تجلیات الٰہی ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ چار مسئلوں میں متفکر تھا بعونہ تعالےٰ منکشف ہو گئے۔

(۱) وحدۃ الوجود (۲) تقدیر (۳) روح (۴) مشاجرات صحابہ فرمایا محبوبان خاص جب تقدیر پر اطلاع پاتے ہیں اس کے موافق عمل کرتے ہیں اور عجلت کے ساتھ اس کو انجام دیتے ہیں کیونکہ اس کے ہونے پر ترقی (مدارج) موقوف ہوتی ہے۔ پس چاہتے ہیں کہ اس امر سے فارغ ہو کر درجات عالیہ پر فائز ہو جائیں۔ چنانچہ بعد ارتکاب اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ برادران یوسف علیہ السلام نے ایک امر شنیع کیا اور مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوئے باوجود اس کے علماء کا ان کی نبوت میں اختلاف ہے اور انبیاء کبائر (گناہ) سے معصوم ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت اسی پر مشاجرت صحابہ کو قیاس کر لینا چاہئے انکو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ ضروری ہونا ہے پس تعجیل در تعجیل جہاں تک امر محبوب میں ہو خوب ہے اور یہی تھی کہ دن کو لڑائی لڑتے تھے اور رات کو ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے فرمایا کہ نظر بعض عارفین کی اس باب پر نہیں ہوتی اور یہ باعث زوال اور محل عتاب ہے وہ لوگ اسباب کو محض بے سود سمجھتے ہیں حتیٰ کہ دعا بھی نہیں مانگتے بلکہ ان کے نزدیک دعا کرنا منع ہے اور یہ غلطی ہے البتہ اگر مقام رضا کا غلبہ ہو تو مجبوری ہے۔ دعا کی چار قسمیں ہیں

اوّل دعائے فرض مثلاً نبی کو حکم ہو کہ اپنی قوم کے واسطے ہلاکت کی دعا کرے پس اس پر یہ دعا کرنا فرض ہے۔ دوّم دعائے واجب جیسے دعائے قنوت۔ سوّم دعائے سنت جیسے بعد تشہد اور ادعیہ ماثورہ۔ چہارم دعائے عبادت جیسا کہ عارفین کرتے ہیں اور اس سے محض عبادت مقصود ہے کیونکہ دعا میں تذلل ہے اور تذلل حق تعالیٰ کو محبوب ہے لہذا الدعاء مخ العبادۃ وارد ہوا ہے۔ ایک دن حضرت شاہ حاجی امام الدین رحمۃ اللہ علیہ علیل ہوئے آہ آہ کرتے تھے حضرت مفتی الٰہی بخش صاحب برادر حاجی صاحب کو نسبت ارادہ بھی حاجی صاحب سے رکھتے تھے عیادت کو آئے اور کہا کہ آہ آہ کیوں کرتے ہو اللہ اللہ کرو انہوں نے کچھ خیال نہ کیا اور آہ میں مشغول رہے ایک دن اتفاقاً حضرت مفتی صاحب بھی اسی درد میں مبتلا ہوئے اور اللہ اللہ کرنے لگے اور آہ منہ سے نہ نکالا حضرت شاہ صاحب نے تشریف لاکر فرمایا کہ جب تک آہ نہ کروگے صحت نہ ہوگی چنانچہ یہی ہوا کہ مرض ترقی کرتا گیا کسی طرح تخفیف نہ ہوئی بالآخر مفتی صاحب نے آہ کرنا شروع کیا اور صحت حاصل ہوگئی یہ مقام عبودیت تھا اور تذلل و عبدیت محبوب (خدا) کو محبوب ہے اور اسی میں رضا و تسلیم بھی متصور ہے اور اللہ اللہ مقام الوہیت ہے فرمایا کہ مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں۔ اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے مولانا اشرف علی صاحب نے استفسار کیا کہ رؤیت حق کی اس عالم میں ممکن ہے یا نہیں؟ فرمایا ممکن ہے معنی آیۂ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار کے یہ ہیں کہ اس بصارت ظاہری سے رؤیت حق تعالیٰ ممکن نہیں ہے اور جب نظر بصیرت (باطنیہ) حاصل ہو جاتی ہے بصارت (ظاہری) پر غالب آتی ہے پس عارف حقیقت میں نظر بصیرت سے دیکھتا ہے اور اگر یہ سمجھے کہ آنکھوں سے دیکھتا ہے تو اس کی غلطی ہے دلیل اس بات کی کہ اس نظر سے نہیں دیکھا یہ ہے کہ اگر آنکھ بند کرلے رؤیت بدستور رہے۔ دوسرے یہ کہ دید آنکھوں کی عارضی محتاج نور آفتاب کی ہے بخلاف اس دید کے کہ محتاج نور بصیرت ہے بدوں پرتو آفتاب

نور کے غیر ممکن و محال ہے پھر مولانا نے استفسار فرمایا کہ خطاب لن ترانی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیوں کیا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ اس میں نفی رؤیت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور یہ درست ہے کہ عارف دیکھتا ہے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتا بلکہ دیدۂ حق سے دیکھتا ہے اور نیز اس میں نفی رؤیت ذات ہے کیونکہ فنائے عبد اس کو لازم ہے اور جب فنا ہوا پھر رویت کجا فرمایا کہ ایک دن دو طالب علم آپس میں بحث کرتے تھے ایک کہتا تھا کہ نماز بدون حضور قلب درست نہیں ہے کیونکہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب وارد ہوا ہے اور دوسرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کرتا تھا کہ آنحضرت فرماتے ہیں انی اجھز الجیش وانا فی الصلوٰۃ اس سے زیادہ کون امر منافی صلوٰۃ ہو سکتا ہے۔ آخر الامر آپ (حضرت صاحب) سے محاکمہ چاہا ارشاد ہوا کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں ہے مقربوں کو جب بادشاہوں کی حضوری ہوتی ہے امور لاحقہ عرض کرتے ہیں اور استخراج چاہتے ہیں اور بجا آوری خدمت کی کوشش کرتے ہیں پس یہ عین حضوری ہے نہ کہ منافی حضوری۔ فرمایا الولایۃ افضل من النبوۃ حق ہے لیکن مراد ولایت سے ولایت نبی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ولایت توجہ الی اللہ ہے اور نبوت توجہ الی الخلق اور توجہ الی اللہ توجہ الی الخلق سے بہر حال افضل ہے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ولایت میں مستغرق ہوتے تھے توجہ الی الخلق جو لازمہ نبوت ہے کم ہو جاتی تھی پس فرماتے تھے کَلِّمِینِی یَا حُمَیْرَاءُ تاکہ حضرت عائشہ الحمیرا رضی اللہ عنہا کی گفتگو سے توجہ الی الخلق عود کر آئے اور جب نبوت کہ توجہ الی الخلق سے مراد ہے غالب ہو کر شفقت و ترحم بحال خلق اس مرتبہ ہو جاتا تھا کہ ولایت میں نقص پیدا ہو تو ارشاد ہوتا تھا ارحنی یا بلال تاکہ ذکر الٰہی سے توجہ الی اللہ حالت اصلی پر آجائے۔

فرمایا کہ مراتب یقین تین ہیں۔ علم الیقین مرتبہ ادنیٰ۔ عین الیقین مرتبہ وسطیٰ حق الیقین مرتبہ اعلےٰ ہے عین الیقین سے علم الیقین میں جانا حسنات الابرار سیئات المقربین ہے حق الیقین مرتبہ فنا فی الفنا ہے مثال اس کی یوں ہے کہ علم حرارت آتش کا علم الیقین ہے اور جب اس پر انگلی رکھی جائے عین الیقین ہے اور جب لوہے کو خوب آگ میں سرخ کیا جائے اور اس وقت لوہا انا النار کہے بجا ہے یہ مرتبہ حق الیقین ہے اور اس مرتبہ میں عبادت ساقط ہو جاتی ہے

لیکن یہ مرتبہ ہمیشہ نہیں رہتا تاہم جس کو جامعیت نصیب فرمائی ہے شریعت سے باز نہیں رہتا
فرمایا الایمان بین الخوف والرجاء یہی خوف ورجاء جب مرتبہ علیا کو پہنچتا ہے اور
دوسری کیفیت پیدا کرتا ہے قبض وبسط کہا جاتا ہے اور جب زیادہ ترقی حاصل ہوتی ہے
اُنس وہیبت سے نام ہوتا ہے حقیقت واحدہ ہے کہ اختلاف کیفیات سے اختلاف اسماء
ہوجاتا ہے کما ان النفس واحدۃ وباختلاف الکیفیات تسمّٰی تارۃ بالامّارۃ
وتارۃً باللوامہ وتارۃ اَلْمُلْهِمَۃُ وتارۃ بالمطمئنہ اگر حالت بسط میں عبادت بجا لایا
ظہور یحبہم ہے یحبونہٗ اس وقت ہوگا کہ حالت قبض میں بھی کوئی فتور نہ ہوا ور ترک عبادت
نہ کرے جیسا کہ بہتیرے آدمی گمراہ ہوجاتے ہیں شیخ کامل اسکا دفعیہ کرسکتا ہے۔ فرمایا مشہور ہے
کہ بوجہ دعائے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ان کے صاحبزادے حضرت محمود نے وفات پائی۔ لیکن
محققین کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ بوجہ غایت محبت وشفقت پدری حضرت ابراہیم نے ان کو
ایک دم سے بھر دیا ان سے تحمل نہ ہوسکا اس وجہ سے انتقال کیا جس طرح حضرت خواجہ باقی باللہ نے
نان پز کو توجہ اتحادی دی اور اس کو تحمل دشوار ہوگیا۔ فرمایا مشہور ہے کہ حضرت محمود نسبت شیوخ
کی صلب کرلیتے ہیں یہ غلط ہے بزرگوں سے عطا ہوتا ہے نہ کہ برعکس اصل یہ ہے کہ نسبت شیوخ
کی اس مقام میں نسبت انبیاء علیہم السلام کے آگے پست ہوجاتی ہے جیسے کہ آفتاب کے
سامنے چراغ نہیں جلتا فرمایا الایمان بین الخوف والرجاء جب عمل خیر کرے تو امید
قبولیت کی رکھے کہ موقع رجاء کا ہے ایسے وقت میں عدم رجاء گناہ ہے فرمایا الشیخ فی قومہ
کالنبی فی امتہ اور من اراد ان یجلس مع اللہ فالیجلس مع اھل التصوف"
وغیرہ کو صوفیاء نے حدیث کہا ہے دراصل یہ سب احادیث ہیں اور دوسری حدیث میں بجائے
اہل التصوف اہل الذکر صراحۃً موجود ہے اور اہل الذکر اہل التصوف ہیں پس حدیث نقل بالمعنیٰ
ہوگی اور اگر اس سے قطع نظر کیا جائے پس حدیث دو نوع کی ہیں۔ حدیث بالمعنی المتعارف
(۲) حدیث کشفی چنانچہ فرمایا رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے من رأنی فقد رأ الحق۔
اس کے دو معنی ہیں (اوّل) یہ کہ من رأنی فقد رأنی فان الشیطان لا یتمثل بی، دوم
یہ کہ من رأنی فقد رأ اللہ تعالیٰ پس جب زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی میسر ہوئی یا دیدار پروردگار جو کچھ مسموع ہوگا یا قلب پر وارد ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وارد ہوگا یا خدائے پاک کی طرف سے پس حدیث کشفی نام رکھنے میں کیا مضائقہ ہے اور ہمارے علماء اس زمانہ میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابا فتویٰ دے دیتے ہیں۔ علمائے ظاہر کے لئے علم باطن بہت ضروری ہے بدوں اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا۔ فرمایا ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ فرمایا واسطے تقویت حافظہ کے یا علیو علمنی ما لم اکن اعلو یا علیو اکتالیس بار بعد نماز عصر پڑھنا چاہئے اور سورہ فاتحہ بعد نماز فجر گیارہ بار پڑھنا چاہئے یا روٹی پر لکھ کر کھالیں۔ فرمایا ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اس میں زمانہ عام نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے جب لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ میسر ہو وہ وقت مراد ہے اور فرمایا کہ ایک دم میں ولایت حاصل کرنے کے لئے خدمت کرنا چاہئے جیسے کہ حضرت شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت ابوالمعالی قدس سرہ اپنے مرشد کی انواع اقسام کی خدمت کرتے تھے اور بڑی مشقت کرتے تھے دن کو دن اور رات کو رات نہیں جانتے تھے۔ ایک دن شاہ صاحب نے نکال دیا (یہ نکالنا بزرگوں کا محض ظاہری ہوتا ہے لیکن قلب سے کھینچتے ہیں) حضرت شاہ بھیک صاحب شہر کے گرد گھومنے لگے ایک دن شاہ صاحب کی اہلیہ نے کہا کہ تم نے ایسے بھیس کو نکال دیا اگر وہ ہوتا تو کوئی کام کرتا شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے نکال دیا ہے تم نے تو نہیں نکالا بلالو غرضکہ شاہ بھیک کو طلب کر کے کوٹھے کی چھت بنانے کا حکم دیا حضرت شاہ بھیک بے تکلف اکیلے بنانے لگے اور بڑی بڑی لکڑیوں کو کاٹ وتراش کر چھت بنانا شروع کیا حضرت کو یہ خدمت پسند آئی کیونکہ ان کی مشقتیں انتہا کو پہنچ گئیں تھیں حضرت شاہ صاحب نے

نے ایک دم میں توجہ باطنی سے کمال کو پہنچا دیا یہ ان کی محنت کا پھل تھا۔ فرمایا یجوز تصور المطلوب علی صورۃ الشیخ اذا کان الطالب عارفاً ذا کشف۔ اکثر اوقات فرماتے ہیں کہ مجھ میں کچھ نہیں ہے البتہ یہ امید ہے کہ تم لوگوں کو توسل سے میری نجات ہو جائے گی اور موافق اعتقاد گمان تم لوگوں کے مجھ کو بھی حصہ (رحمت خدا سے ملے) بوجہ تم لوگوں کے اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے اور گونہ اس کے ذکر میں مشغولی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ضیاء القلوب کو میں نے ۹ جزو میں لکھا تھا چار جزو کی اجازت ملی اور پانچ جزو کہ ثمرات میں تھے ممنوع الاظہار والافشا ہو گئے! فرمایا کلام امر کی حقیقت میں نفسی ہے پھر بھی الفاظ کو کلام اللہ کہتے ہیں۔ یہی حال تمامی صفات کا ہے یہی معنیٰ ہیں ہمہ اوست اور وحدۃ الوجود کے اور یہی ہے بی یسمع وبی یبصر و بی یبطش الحدیث۔ فرمایا ایک آدمی خاندان نقشبندیہ میں مرید تھا۔ لیکن اس کی طبیعت ذکر بالجہر سے مناسب تھی اور ذکر جہر سے اس کو لذت ملتی تھی اسکے مرشد نے تلقین ذکر خفی کی کی ترک جہر سے انقباض ہو گیا اور وہ لذت جو حاصل ہوتی تھی جاتی رہی مجھ سے اپنا حال بیان کیا میں نے کہا کہ ہر شخص کو ایک ذکر مخصوص سے مناسبت ہوتی ہے بعض کو خفی سے بعض کو جلی سے بعض کو خیال و تصور سے تمہارے لئے ذکر جلی مناسب ہے نہ خفی اس نے مرشد کی تعلیم کا عذر کیا میں نے جواب دیا کہ جب یہ عذر تھا تب عرض حال کیا ضرور تھا۔ جب مدینہ شریف پہنچے ایک برادر ارشادی کے پاس ان کے حسب درخواست ضیاء القلوب نقل کے واسطے لے گیا وہ ایسے بزرگ تھے کہ ان کا ذکر نفی و اثبات اس درجہ پر پہونچ گیا تھا کہ جب لا الٰہ کہتے تاریکی ہو جاتی اور چادر وغیرہ کچھ نہ رہتی سب فنا ہو جاتی اور جب الا اللہ کہتے ایک نور ظاہر ہوتا یہ دونوں کیفیت معلوم ہوتی تھیں، ایک شخص یہ عالت دیکھ کر متحیر رہتا تھا جب تحقیق کیا امر واقعی دریافت ہوا کہ یہ آثار ذکر ان حضرات کا ہے غرضکہ انہوں نے ضیاء القلوب سے کر ان نقشبندی کو واسطے نقل کے دی ہنگام نقل فیض ظاہر ہوا اور انبساط حاصل ہوا شکریہ بجا لائے اور ضیاء القلوب اپنے واسطے نقل کی۔ فرمایا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بزرگوں کی چھان بین میں رہتے ہیں۔ یہ امر مذموم اور ممنوع ہے قال اللہ تعالیٰ لاتدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم بزرگوں کے حضور میں اپنے دل کی نگہداشت کرنا چاہیئے ع

پیش اہل دل نگہدارید دل۔

ایک دن ایک صاحب میرے پاس آئے اور اپنی نسبت سے میرا تفتیش حال کرنے لگے میں نے کہا کہ یہ امر بہت برا ہے اہل نسبت اگر اپنی پونجی چھپانا چاہے تو پتہ بھی نہ لگنے دے یہ سُن کر میرے زانو پکڑ لئے اور عذر کرنے لگے فرمایا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بصیغۂ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لہ الخلق والامر. عالم امر مقید بجہت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے، فرمایا کہ وظائف میں عدد طاق عمدہ ہیں نو ہوں یا گیارہ ایک آدمی نے پوچھا کہ ہمہ اوست اور لاموجود کے کیا معنی فرمایا کہ دونوں مرادف ہیں جو کوئی طالب علم ہو اس کے معنے سمجھ سکتا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے مہندس نقشہ کسی عمارت کا اپنے ذہن میں خیال کرے اور تصور کرے پس اصل میں وجود تمام عمارت کا ہوگا بعدہ در و دیوار ظاہر ہوں گے وہ پرتو حاضر فی الذہن کے ہوں گے اسی طرح صفات اللہ کے ہیں مثل علم و قدرت اور تمامی کائنات پرتو انہیں دو صفات کے ہیں تمام مخلوق علم حق تعالیٰ میں تھی اسی کے موافق ظاہر ہوئی پس یہ سب پرتو و ظل علم الٰہی ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کے صفات اسکی ذات سے علیحدہ نہیں ہیں لامحالہ لاموجود الا اللہ و ہمہ اوست پیدا ہے جملہ اول فانی آخر فانی اور درمیان میں جو کچھ ظاہر ہوا محض خیال و تصور ہے اور کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ کشفی ہے میں کہتا ہوں کہ کشفی بھی ہے اور عقلی و نقلی بھی نہ صرف کشفی عقل کے کئی اقسام ہیں عقل معاش و معاد. عقل کل و جزء معقولی جو عقل معاد نہیں رکھتے نامعقول ہیں. فرمایا کہ شیطان انواع و اقسام سے انسان کو وسوسے میں ڈالتا ہے کبھی بالکلیہ عبادت سے پھیر دیتا ہے اور کبھی عبادت اعلیٰ سے ادنیٰ پر مائل کرتا ہے ؎

حج زیارت کردن خانہ بود! حج رب البیت مردانہ بود

کبھی حج رب البیت سے باز رکھ کے رغبت حج مکان کی دیتا ہے اور جہاد اکبر سے جہاد اصغر کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ تمام لطائف بالائے عرش میں تصور کرنا چاہیے کہ ان کے حقائق سے فیض حاصل ہوتا ہے فرمایا کہ مذہب و ملت عشق جدا ہے جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ملت عاشق ز ملت ہا جدا است عاشقاں را مذہب و ملت خدا است!

مجھ کو اس آیت سے تسکین و تشفی ہو گئی وما علیک من حسابھم من شیٔ وما من حسابک علیھم من شیٔ اور فرمایا کہ جو کچھ مثنوی میں ہے اس کی تعلیم روحانی مجھ کو حضرت مولانا روم

نے فرمائی ہے ذکر وفات وحیات ومجددیت حضرت سید احمد صاحب رحمۃ اللہ کا ہوا فرمایا کہ معتقدین ان کو مجدد اس صدی کا کہتے ہیں اور بعضوں کا اعتقاد ہے کہ وہ زندہ ہیں مگر قرائن و آثار سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہید ہوئے ہیں اور اس ضمن میں واقعہ دیوبند کا بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آدمیوں نے حضرت کا بدن پایا سر کہ بموجب وصیت کے جدا کر دیا گیا تھا نہیں ملا امر سنگھ نے بتعظیم واکرام عام مزار تیار کیا اور فرمایا کہ میں تین سال کا تھا کہ سید صاحب کی آغوش میں دیا گیا اور انہوں نے مجھ کو بیعت تبرک میں قبول فرمایا۔ فرمایا کہ انسان کا ظاہر عبد ہے اور باطن حق فرمایا نظر عارف کی اول ظاہر پر پڑتی ہے بعدہ مظاہر پر اس لئے اول کہتا ہے ھذا ربی پھر کہتا ہے لا احب الآفلین فرمایا معنی ؎

من آں وقت کردم خدا را سجود کہ ذات وصفات خدا ہم نہ بود

کے یہ ہیں کہ جس وقت ظہور عینی ذات وصفات حق تعالیٰ کا نہ ہوا تھا محض مرتبہ اعیان کا تھا اس وقت بھی اس مرتبہ میں میں اس کی عبادت کرتا تھا۔ فرمایا عالم قدیم ہے مرتبہ اعیان میں کیونکہ یہ پرتو صفات الٰہیہ کا ہے اور صفات باری تعالیٰ کی قدیم ہیں۔ فرمایا جو کچھ ایک نگاہ میں حاصل ہوتا ہے دیرپا نہیں ہوتا اور جو ریاضت سے رفتہ رفتہ حاصل ہوتا ہے قائم رہتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے الذین جاھدوا فینا پس مجاہدہ بہتر وخوب ہے۔ اس آیت کے دو معنی ہیں اول یہ کہ مجھ میں (میرے لئے) مجاہدہ کرکے فنا ہوتے ہیں اور دوسرے معنی مشہور۔ فرمایا پاس انفاس جو صحبت شیخ میں دفعۃً میسر ہو جاتا ہے دیرپا نہیں ہوتا اور جو خیال سے رفتہ رفتہ حاصل ہوتا ہے دیرپا ہوتا ہے اس میں اسرار ہیں ورنہ ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ اول سے تمام مخلوق کو عارف پیدا کرتا اور حاجت ریاضت کی نہ ہوتی فرمایا کہ اس زمانے میں لوگوں سے مشقت نہیں ہو سکتی طلب کمال کرتے ہیں اور میں باوجود ضعف کے ایک دم میں دو سو پچاس ضرب کرتا تھا مولوی نور الحسن صاحب کاندھوی نے اسقدر کثرت درود شریف شروع کی تھی کہ بے اختیار زبان پر جاری ہو جاتا تھا اور قدرت نہ ہوتی تھی کہ زبان کو روک لیں، یہاں تک کہ پاخانے میں زبان کو دانتوں سے دبائے رہتے تھے کہ ایسا نہ ہو درود شریف منہ سے نکل جائے۔ فرمایا میں نے مثنوی شریف تین بار حضرت مولانا عبد الرزاق جھنجھانوی پر عرض کی اور تحقیق بعض مقامات کی مولوی ابو الحسن کاندھوی

سے کی۔ فرمایا ایک مرید بہت غبی تھا مرشد نے چند اشغال تعلیم کیے باوجود مشقت و چلہ کشی کچھ اثر ولذت پیدا نہ ہوئی۔ عرض کیا کہ اب کیا کروں فرمایا دیوار میں سر دے مار وہ طالب صادق مستعد ہو کر دیوار کے پاس گیا اور قریب تھا کہ دیوار پر سر مار کر جان نثار کر دے کہ دفعۃً بیہوش ہو کر گر پڑا ندا آئی کہ اس سے (مرشد سے کہو) کہ میرے دوستوں کا سر پھوڑ ڈالتا ہے دونوں پیر و مرشد وجد میں ہو گئے پیر لذت خطاب سے بیتاب ہو گیا۔

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

عبس وتولی ان جاءہ الاعمی۔ اور مرید درجۂ کمال کو پہنچ گیا فرمایا اصل ذوق شوق و محبت ہے کشف و کرامات ثمرات زائدہ ہیں ہوئے ہوئے نہ ہوئے نہ ہوئے۔ عارف اس کو ایک جو کے برابر نہیں سمجھتے بلکہ اکثر حجاب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تمام فنون میں پندار (خود بینی) ہوتی ہے اور پندار حجاب ہے چونکہ علم میں زیادہ پندار ہے اس لئے العلم حجاب الاکبر کہا گیا پس دراصل حجاب غرور و پندار ہے اور اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ الغیبۃ اشد من الزنا کیونکہ غیبت میں پندار ہے اور زنا میں عجز و انکسار آدم علیہ السلام اور ابلیس علیہ اللعن دونوں سے خطا ہوئی آدم علیہ السلام بوجہ عجز و انکسار مقبول ہوئے اور ابلیس اپنے حجاب کی وجہ سے مردود ہو گیا۔ فرمایا گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں باہی و جاہی آدم علیہ السلام کی خطا باہی ہے اور ابلیس کا گناہ جاہی زنا گناہ باہی ہے اور غیبت گناہ جاہی اس لئے یہ اشد ہے۔ فرمایا کہ حلقہ میں ذکر کرنا کچھ مضائقہ نہیں جیسے سماع چند شرطوں سے (۱) زمان یعنی وقت نماز نہ ہو (۲) مکان یعنی محفوظ جگہ ہو کہ شور و شغب وہاں نہ پہنچ سکتا ہو (۳) اخوان یعنی تمام آدمی ہم جنس ہوں یہاں تک کہ قوال بھی اہل ذکر ہو جب سب باتیں یکجا ہوتی ہیں لذت و کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا اویسیہ وہ گروہ ہے کہ کسی بزرگ کی روح سے مستفید ہوا ہو جیسے حضرت اویس قرنی زیارت جناب رسالتمآب سے معذور رہے مگر آنحضرت سے فیضیاب ہوئے اسی مناسبت سے اویسیہ اویس سے منسوب کیا گیا جیسا کہ حضرت حافظ روحانیت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالحسن خرقانی روحانیت بایزید بسطامی قدس سرہ سے کہ سو سال بعد وفات حضرت کے پیدا ہوئے تھے۔ فیضیاب ہوئے اور بیعت عثمانی بھی اسی نوع سے ہے کہ جنگ

حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کی غیبتیہ میں بیعت لی اور یہی توجیہہ بعینہ مشائخ کی کہ مرید کی غیبت میں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ قلندریہ وہ گروہ ہے کہ روش ملامت اختیار کرلی ہے اور اس زمانہ میں قلندر اس کو کہتے ہیں کہ چند مخترعات و مہملات فرضی کا جواب ان کو دے سکے البتہ ان میں بھی کامل و نیک ہوتے ہیں۔ فرمایا صورت نیکوں کی اختیار کرنا چاہئے سیرت اللہ تعالیٰ درست کردے گا کیونکہ وہ واہب و فیاض ہے۔ دریافت کیا گیا کہ ساحران موسیٰ علیہ السلام مشرف بایمان ہوئے اور فرعونیاں کافر رہے اس کی کیا وجہ تھی فرمایا کہ ساحروں نے صورت موسوی اختیار کی تھی اس کے طفیل میں وہ نیک ہوئے فرمایا اولیاء اللہ اپنے کو چھپانا چاہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس کے پاس دولت ہوتی ہے وہ چھپاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو خدمت تعلیم و تلقین کی تفویض فرما کر ظاہر کرتا ہے، امام مہدی علیہ السلام اپنے کو چھپانا چاہیں گے مگر ندائے غیبی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی راز ظاہر کردے گی فرمایا کہ کوئی جگہ اولیاء اللہ سے خالی نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وان من قریۃ الاخلا فیہا نذیر حرم مکہ مکرمہ میں نماز پنجگانہ میں تین سو ساٹھ اولیاء اللہ شریک ہوتے ہیں اور جب اولیاء اللہ باقی نہ رہیں گے قیامت واقع ہوگی اولیاء اللہ عالم کے عالم ہیں یعنی ستون۔ فرمایا بالکل غذا ترک نہ کرنا چاہئے اور نہ اس قدر کھانا چاہئے کہ نفس امارہ قوی ہوجائے اور اسی وجہ سے خصی (ہیجڑا) ہونا ممنوع ہے بلکہ ایک چوتھائی معدہ خالی رکھنا کافی ہے فرمایا کہ صوفیاء نے اذکار اس لئے مقرر کئے ہیں کہ انسان صفات بشریہ سے نکل کر متصف بصفات اللہ ہوجائے۔ پس کوشش کرنا چاہئے ؎

مشکلے نیست کہ آساں نشود مرد باید کہ ہراساں نشود

ہمت مرداں مدد خدا است بے کم و کاست ہے اللہ خلقکم وما تعملون جو کچھ افعال وغیرہ سے ظہور میں آتا ہے منجانب اللہ ہے۔ باوجود اس کے بھی توجہ و صرف ہمت بھی عجیب امر عظیم ہے ہمت شرط ہے بعد محنت و مشقت فیوض و برکات از جانب مبدار فیاض وارد ہوتے ہیں فرمایا کہ کوئی چیز قریب تر انسان کے خدا سے نہیں ہے لیکن دیدۂ بینا نہیں ہے آئینہ جب صاف ہوتا ہے عکس نظر آتا ہے قلب جب صاف ہوتا ہے مبصر ہوتا ہے اور اپنا چہرہ نہیں معلوم

ہوتا مگر آئینہ کے ذریعہ سے اسی طرح مشاہدہ اللہ تعالیٰ کا بواسطہ قلب ہوتا ہے جب واسطہ درست ہوتا ہے کام آتا ہے مثل آئینے کے فی الواقع آدمی خود اپنا حجاب ہے پندار (خودی) حجاب اکبر ہے۔ فرمایا اذکار واشغال کے لئے استعمال مغزیات و مرکبات ضرور رکھنا چاہیئے اور نسخہ سہل الاصول و مفید یہ ہے۔ شکر سفید ۱ سیر۔ روغن زرد ۱ سیر۔ مرچ سیاہ ۲ تولہ سفوف کرکے سب ایک جا کرکے ایک دو تولہ علی الصباح کھالیا کرے بدون مرکبات کے دماغ میں یبوست آجاتی ہے اور دیوانگی و جنون عارض ہوجاتا ہے اور شیخ کو حلیم ہونا چاہیئے تاکہ طالب کے علاج میں نشیب و فراز پر نظر رکھے حرارت (نار) کہ لطیف ہے ظاہر نہیں ہوتی جب تک کہ کثیف میں نہ مل جائے جیسے چراغ بدون تیل و فتیلہ کثیف روشن نہیں ہوتا اسی طرح قلب و جسم کو کہ عناصر سے مرکب ہے قیاس کرنا چاہیئے۔ فرمایا کہ لوگوں نے تصور شیخ کو کفر و شرک لکھا ہے بدلیل ماھذہ التماثیل التی انتم لہا عٰکفون اور تصور نور کو روا کہا ہے میں کہتا ہوں کہ عوام کی نظر ظاہر پر تھی لہٰذا زجر کیا گیا اور نظر صوفی باطن (و حقائق) پر ہوتی ہے شیخ چونکہ میزاب رحمت الٰہی ہے عارف اس سے آب (فیض) حاصل کرتا ہے اور میزاب پر (یعنی صورت ظاہر انسانیہ شیخ) توجہ نہیں رکھتا اگر شیخ غیر نور بھی غیر ہے پس یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ فرمایا ایک درویش مجھ کو ایک بھٹہ کے پاس لے گئے اور فرمایا اس میں ایک شخص نے حبس دم کیا ہے۔ جوگی وغیرہ تمام مخلوق پرستش حق (بگمان خود) کرتے ہیں اور اہل باطل کو صفائے نفس حاصل ہوسکتا ہے لیکن وہ سیر اسم مضل میں رہ جاتے ہیں ذات (حقیقۃ الحقائق) تک نہیں پہنچتے بخلاف اہل حق کے کہ سیر اسم ہادی وغیرہ کی بھی کرتے ہیں اور اس سے متجاوز بھی ہوتے ہیں ؎ چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند۔

فرمایا کہ فلاں مولوی صاحب شیخ اکبر سے نقل کرتے ہیں کہ نار موجب حیات ہے یہ درست نہیں ہے بلکہ نار مظہر قابض ہوا مظہر باسط آب مظہر محی زمین مظہر ممیت ہے اور مراد شیخ کی نار سے حرارت غریزی ہے نہ یہ نار۔ فرمایا بعضے کثرت ذکر سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہر دم ذکر کرنا بدعت ہے اور بے اصل میں کہتا ہوں آیات کثیرہ سے دوام کثرت ذکر ثابت ہوتا ہے یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السموٰت والارض الآیہ پس احوال انسان ایک حالت سے خالی نہیں ہے اور وہ کون حالت ہے کہ جس میں ذکر

نہ ہوگا اور فرمایا ہے فاذکرونی اذکرکم وہ کون آدمی ہے جو یہ چاہتا ہے کہ اس کو خدا یاد نہ کرے اور فرمایا ہے قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون اس سے ثابت ہے کہ ہر دم اللہ اللہ کرنا چاہیئے اور ارشاد ہوا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون فرمایا کہ عارف کو نعمات دنیوی سے بھی ترقی ہوتی ہے کیونکہ نعمائے دنیوی عکس نعمائے اخروی ہیں جیسے کوئی شخص کسی بیابان میں شدت حرارت سے بہت پیاسا اور تکلیف میں ہو اور یک بارگی ایک پیالہ ٹھنڈا پانی اس کو مل جائے تو وہ پی کر بے اختیار الحمد للہ وسبحان اللہ کہنے لگے اور کیفیت مستانہ اس پر طاری ہو پس اگرچہ پانی نعمت دنیوی تھا لیکن باعث کیسے امر نیک کا ہوا اسی طرح نعمت دنیاوی میں عارف کی نظر رہتی ہے فرمایا ایک شخص کو خواب میں کیفیت حاصل ہوتی تھی خوردنوش و عبادت نفل بالائے طاق رکھ کر سویا کرتا تھا اسی طرح ایک آدمی بہت کھاتا تھا لوگوں نے سبب دریافت کیا جواب دیا کہ پانی پینے میں کیفیت حاصل ہوتی اور زیادہ خوری سے پانی زیادہ پیا جاتا ہے پس یہ ذریعہ قرب محبوب ہے، فرمایا فیضان کی تین قسمیں ہیں۔ فیضان حالی جیسا کہ عبداللہ نومسلم حلقہ حضرت ضامن صاحب میں آیا اور گریہ شروع کر دیا حافظ صاحب نے اس کے آنسو اپنی انگلیوں میں لے کر اپنی آنکھوں کے نیچے لگائے بمجرد اس کے ایک کیفیت ساری محفل پر طاری ہو گئی اور سب وجد میں آ گئے یہ فیضان حالی ہے، قسم دوم فیضان قولی کہ کوئی عارف کچھ کہے اور اس سے وہ فائدہ مرتب ہو جو سالہا سال کی عبادت میں ممکن نہ ہو۔ قسم سوم فیضان فعلی کہ ریا شیخ اخلاص مرید سے بہتر ہے جیسے کہ شیخ کوئی عمل اس نیت سے کرے کہ مرید بھی اس پر عمل کریں فرمایا کہ ایک شخص محب اللہ کہ پہلے قوم ہنود سے تھا مجاہدہ کیا کرتا تھا اور معنی توحید کے پوچھتا تھا اور کسی سے اسکا مطلب حاصل نہ ہوتا تھا میرے پاس آیا اور کیفیت بیان کی اثنا گفتگو میں ایک لفظ زبان سے نکل گیا اور وہی مطلب تھا اس نے درخواست اسلام کی میں نے فوراً مقراض لے کر اس کے سر کے بال تراش کر داخل اسلام کیا اور اس نے قبل اسلام اتنی محنت کی تھی کہ چودہ طبق تک نظر پہنچتی تھی بعدہ پہاڑ پر چلا گیا تھوڑے دنوں بعد زیارت سے مشرف ہوا اور پھر چلا گیا اس کو پہاڑ کے ساتھ نسبت ہو گئی اور وہاں کے راجہ و والیان ملک اس کے بڑے معتقد ہوئے فرمایا جتنے ہی شدائد مثل قرنطینہ وغیرہ حرم محترم کی راہ میں حائل ہوتے جاتے ہیں اتنی ہی کشش زیادہ ہوتی جاتی ہے مقام حیرت ہے

اور یہ حیرانی محمود ہے کہ علم سے ہوتی ہے حیرانی مذموم وہ ہے کہ جہل کی وجہ سے ہو حیرانی عارف کی حیرانی محمود ہے اس میں ایک لذت وکیفیت پاتے ہیں اور یہ سراسیمگی صرف ظاہری ہے فرمایا جستجو سے حاصل نہیں ہوتا مگر کرنا چاہیئے یہی معنی عبدیت کے ہیں ؎

یابم اورا یا نہ یابم جستوئے میکنم حاصل آید یا نہ آید آرزوئے میکنم

فرمایا کہ ایک طالب ایک بزرگ سے تعلق ونسبت رکھتا تھا میرے پاس آیا اس کے مرشد نے جونکہ ایک لطیفہ میں کچھ صفائی حاصل کی تھی۔ دوسرے میں مشغول کر کے مرید کو سیر لطائف میں ڈال رکھا تھا میں نے کہا کہ اپنے پیر سے کہو کہ بہت اچھی طرح سے پہلے ایک لطیفہ کی صفائی کی کوشش کریں تو اسی توجہ سے تمام لطائف میں صفائی ہو جائے جب صفائی قلب حاصل ہو جائیگا تمام جسم وتمام لطائف کی اصلاح ہو جائے گی تمام جسم ذاکر ہے لیکن تو بے خبر ہے ان من شیئ الا یسبح بحمد ربہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ انسان خود اپنا حجاب ہے ؎

چشم بند ولب ببند وگوش بند گر نہ بینی نور حق بر من بخند

اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ وقت ذکر وشغل چشم وگوش وغیرہ میں روئی رکھے تاکہ کوئی خلل ذکر میں واقع نہ ہو دوم یہ کہ تمام اعضاء کو امور ممنوعہ سے محفوظ رکھیں آنکھ کو دید بد سے کانوں کو آواز مذموم سے وعلیٰ ہذا القیاس فرمایا کہ جو خود محتاج وقائم بالغیر ہے در اصل وجود نہیں ہے جیسے کاغذ پر جو حروف لکھے جاتے ہیں وہ کاغذ سے قائم ہیں در اصل بے بنیاد ہیں فرمایا کہ قم باذنی قرب نوافل ہے مرتبہ الوہیت میں کہ عروج ہے پیش آتا ہے جیسا کہ شمس تبریز پر گذرا اور قم باذن اللہ قرب فرائض ہے اور یہ نزول بعد العروج میں پیش آتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مرتبہ میں تھے اور یہ مرتبہ اعلیٰ ہے اول سے شرک وکفر کہنا اس کو بھی جہل ہے، فرمایا کہ حضرت ابوبکر خاتم الصدیقین اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ خاتم الولایت ہیں اور اس کی تعلیم کریں گے۔ فرمایا بعض فقراء خلق سے خصوصًا امراء سے روپوشی کرتے ہیں حالانکہ فرمایا بزرگوں نے نعم الامیر علیٰ باب الفقیر۔ جو امیر کہ مجھ فقیر کے پاس آیا نعم ہو کر آیا اس سے پرہیز کرنا خبث نفس ہے اور کبر ونخوت شیطان غرور میں ڈالتا ہے حق تعالےٰ تو اپنے بندوں کو میرے پاس بھیجے اور میں ان سے اعراض کروں۔ ظاہر میں خلق کے ساتھ رہنا چاہیئے اور باطن میں حق کے ساتھ اگر پانی کشتی کے اندر

آدمے کشتی غرق ہو جائے اور اگر باہر سے ہے باعث نجات کشتی ہے سہ

آب در کشتی ہلاک کشتی است آب از بیروں کشتی پشتی است

اسی طرح محبت مال و اولاد وغیرہ دل سے دور کر دینا چاہئے کیونکہ موجب حجاب ہے قلب میں سوائے محبت خدا کے کسی چیز کو جگہ نہ دینا چاہئے۔ فرمایا طائف جانے کی ضرورت نہیں ہے ساری چیزیں آدمی کے جسم میں موجود ہیں اگر سردی کا تصور کیا جائے جاڑا معلوم ہونے لگے گا فرمایا اس زمانے میں نفع زیادہ ہوتا ہے جو چیز بزرگوں کو دس سال میں حاصل ہوتی تھی فی الحال دو تین برس میں مل جاتی ہے زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دس نیکیاں ایک کے برابر تھیں اور اس زمانے میں ایک نیکی دس پر غالب ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں فضل الٰہی ادنیٰ ہمت میں متوجہ ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تمام عالم کا اعیان ثابتہ تھے باعتبار باطن قدیم ہیں اور باعتبار ظاہر حادث (ناواقف) کہتے ہیں کہ مذہب صوفیہ مثل دہریوں کے ہے یہ غلط محض ہے صوفیہ باعتبار باطن (معنی) قدیم کہتے ہیں بخلاف دہریہ کے کہ باعتبار اس صورت (موجودہ عالم) ظاہری کے قدیم کہتے ہیں فرمایا کہ اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ جو طور پر آواز آئی تھی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باطن سے آئی تھی سب انسان میں موجود ہے خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ نزدیک علماء ظاہر کے مرجع صورتہ کا آدم ہے یعنی خلق آدم اس کی صورت پر عجیب و عمدہ ہوا ہے اور نزدیک صوفیہ کے صورتہ کا مرجع (لفظ) اللہ ہے۔ فرمایا کہ ہمارا دین معقول ہے نا معقول نہیں ہے البتہ عقل درکار ہے ایک قطرہ منی نکلنے سے تمام بدن نجس ہو جاتا ہے اس میں بھی ایک وجہ ہے (دوسرے دن ارشاد فرمایا کہ منی ہر ہر جزو اعصاب سے نکلتی ہے بخلاف پیشاب کے کہ اس کے واسطے ایک مقام مقرر ہے) فرمایا کہ اولیاء اللہ کو معراج روحانی ہوتی ہے اور معراج جسمانی مخصوص رسالت پناہ سے ہے بخلاف معراج معنوی۔ فرمایا ایک مرشد نے مراقبہ اللہ حاضری کا تعلیم فرما کر مرید سے کہا کہ یہ کبوتر ایسی جگہ ذبح کر جہاں کوئی نہ ہو چونکہ تصور اللہ حاضری کا کیا تھا کوئی جگہ خالی نہ تھی کہ ذبح کرتا واپس آ کر کہا کہ ہر جگہ اللہ حاضر و موجود ہے کہاں ذبح کروں مرشد نے کہا کہ اب تو پختہ ہوا اللہ پاک سب جگہ موجود ہے وہ سب کو دیکھتا ہے اس کو کوئی نہیں دیکھتا جیسے کوئی شخص چلمن ڈال کر بیٹھے وہ سب کو دیکھے گا اور اس کو کوئی نہ دیکھے گا۔ ایک بزرگ مراقبہ اللہ حاضری میں مستغرق تھے ہر دم متحیر رہتے تھے کوئی طواف

میں کوئی نماز میں کوئی وظیفہ میں غرضکہ ہر کوئی عبادت میں مصروف رہتا تھا لیکن یہ اگر طواف کا قصد کرتے تو متحیر ہو کر کھڑے رہ جاتے اور نماز شروع کرتے تو حیرت میں رہ جاتے اتمام ارکان کجا ایک عورت بھی اسی حال وحیرت میں تھی جانور اس کے سر پر بیٹھے تھے مگر اس کو خبر نہ ہوتی تھی یہ حیرت محمودہ ہے ؎

دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند

فرمایا کہ تمام عالم برباد ہے کیونکہ زمین گاؤ پر ہے اور گاؤ مچھلی پر مچھلی پانی پر پانی ہوا پر پس تمام عالم برباد (ہوا پر) اور ناپائیدار ہوا فرمایا تجلی حق ہے اس کو بعضے مخلوق کہتے ہیں اور بعضے غیر مخلوق فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تجلی بصورت آگ (شعلے) کے ہوئی جس صورت میں تجلی ہو حق ہو موسیٰ علیہ السلام مجاز (یعنی آگ ظاہری) سے حقیقت کو پہنچے (اس لئے کہ وہ تجلی ظہور نور الٰہی تھی) فرمایا کہ اس عالم میں بھی رؤیت حق تعالیٰ ہوتی ہے لیکن انسان اس وقت آپ میں نہیں رہتا (یعنی حواس ظاہری اور پندار خودی سے معطل ہو جاتا ہے) پس ادراک نہیں ہوتا اور اس فنا میں علم فنا باقی رہتا ہے اس سے بڑھ کر وہ مرتبہ ہے جس میں علم فنا بھی فنا ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ مراتب (عرفاء) چار ہیں مجذوب[۱]۔ سالک[۲]۔ مجذوب[۳] سالک۔ سالک مجذوب[۴]۔ اور یہ سب سے بڑا مرتبہ ہے ایک آدمی تو م ہندو نا نکو نامی حالت جذب میں تھا ایک دن مجھ سے کہا کہ اولے گریں گے ایسا ہی ہوا اگر کافر سے ایسا ہو جائے تو اسے استدراج کہتے ہیں ایسے آدمی حالت کفر میں مرتے ہیں فرمایا کہ اس شعر میں مجھے خلجان تھا ؎

علم حق در علم صوفی گم شود این سخن کے باور مردم شود

حضرت مولانا روم کو عالم معاملے میں دیکھا فرمایا کہ مُلْکِی اَعْظَمُ مِنْ مُلْکِ اللّٰہ قول بایزید کا ہے تم نے نہیں سنا اس میں غور کرو فوراً معنی شعر کے سمجھ میں آگئے ملک بایزید کا خدا ہے ملک خدا تمام کائنات ہے اور خدا اعظم ہے سب سے پس مُلْکِی اَعْظَمُ مِنْ مُلْکِ اللّٰہ کے معنی حاصل ہوگئے اور یہی معنی شعر کے ہیں علم صوفی (خدا) ہے اور (حق) علم خدا تمام مخلوقات کہ مظہر اس کے علم کی ہے، پس حق کے معاملہ میں مخلوقات کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ بوجہ نہ سمجھنے معنی وحدۃ الوجود کے بہت سے فرقے ہوگئے ہیں بعضے قائل بحلول اور بعضے اتحادیہ ہوئے فرمایا کہ مبتدی کی نظر اول مظاہر پر پڑتی ہے اور منتہی کی نظر اول ظاہر پر (حق پر) پڑتی ہے فرمایا کہ اقسام تفصیلیہ فنا کے بہت ہیں اوصاف ذمیمہ

اوصاف حمیدہ میں فنا ہوتے ہیں جیسے قناعت میں حرص اور اسی طرح سے فرمایا کہ مقام حق الیقین کا ہمیشہ نہیں رہتا کبھی دن میں ایک بار اور کبھی ہفتہ میں ایک بار حوافق قرب (مرتبہ) کے ہوتا ہے اسی مرتبہ میں تکالیف شرعیہ جاتے رہتے ہیں۔ بعضے غلطی سے جب اس مرتبہ پر پہنچتے ہیں نماز روزہ وغیرہ سب ترک کر دیتے ہیں وقت غلبہ حال و بیخودی کے اگر نماز و روزہ ترک ہو جائے معذوری ہے اور اگر بغیر اس حالت کے ترک کرے گا عند الشرع گنہ گار و ماخوذ ہوگا اور باوجود کھانے پینے اور بولنے و چلنے کے ترک نماز گناہ کبیرہ ہے اگر اپنی حالت (اختیاری) میں نہ رہے اور کوئی کام آپ سے نہ کر سکتا ہو اس حالت میں ترک نماز میں مضائقہ نہیں ہے (بلکہ یہ ترک کیسے ہوا کیوں کہ ترک تو قصداً ہوتا ہے اور یہ حالت بے خودی میں واقع ہوتا ہے) فرمایا عارف کی نظر پہلے ظاہر پہ پڑتی ہے پھر مظاہر پر اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج چاند کو دیکھ کہا "ہٰذا ربی" جس چیز پر نظر کرو اسی کی صفات کے مظہر ہیں دیواروں میں صفت قیومی ہے اور جامع وحی یہ سب کیا ہے اور کہاں سے ہے۔ فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہےؔ اصل میں یہ علم حق ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ و حضرت عائشہ (کے معاملات) سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوٰی کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہےؔ۔ فرمایا کہ نزدیک حضرات نقشبندیہ کے واسطے طے مقامات کے دوائر مقرر ہیں، دراصل وہ حجاب ہیں۔ فرمایا کہ آدمیوں میں تین قسم کے لوگوں کا مجھے بڑا خیال رہتا ہے (١) طالب علم اور وہ آدمی کہ بصورت فقیر و درویش ہوا (٢) سید (٣) جو کوئی عمر میں اپنے سے بڑا ہو اکثر ان میں صادق ہوتے ہیں ان سے خدمت لینا مجھے بہت شاق ہوتا ہے، فرمایا کہ ایک بزرگ نے ابلیس کو دیکھا کہ گرد میں لوٹ رہا ہے۔ پوچھا اے ملعون تجھ پر کیا آفت پڑی کہا کہ حبیب عجمی کو چھینک آئی اس سے میں درہم برہم ہو گیا۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے استفسار کیا کہ بعض کتب میں مدح ابلیس کی پائی جاتی ہے اور چونکہ توحید

ؔلعہ یعنی بواسطہ نہ بالذات جو خاصہ حق تعالیٰ کا ہے ؔمنہ اور عارف بلا اذن توجہ نہیں فرماتا۔
ؔلعہ یعنی بعض حالت میں ؛

(عشق اسکا اعلیٰ درجہ درجے کا تھا سجدۂ آدم گوارا نہ کیا۔ فرمایا کہ ابلیس نابکار نے ظاہر پر نظر کی اور کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ الآیۃ یہ نہ سمجھا کہ یہ خطاب کس نے فرمایا ہے اور واجب الاتباع ہے اور نظر باطن پر نہ کی کہ آدم مظہر کس کے ہیں کیا ہم بیت اللہ کو سجدہ کرتے ہیں حالانکہ وہ پتھروں سے بنایا گیا ہے نہیں لیکن چونکہ یہ اسکا (خدا کا) مظہر ہے پس مسجود الیہ ہوا اور وہ نابکار مظہر مضل (گمراہی) تھا اپنی حقیقت میں واصل ہوا اور اپنی مراد کو پہنچا ایک درویش بھی اس کو عاشق کہتے تھے اور یہ کہ بے مراد ہے غلط ہے کیونکہ معنی بے مرادی عاشق کے اور ہیں کہ وصال معشوق میں اس طرح سے فنا ہو جائے کہ لذت وصال و مکالمت کی نہ پائے (تمیز نہ کر سکے) اللہ تعالیٰ اس کے (شیطان کے) مکر سے محفوظ رکھے ایک دن میں پیشاب کرتا تھا ایک نور چاروں طرف سے محیط ہو گیا اور تجلی نمودار ہوئی غیب سے القا ہوا کہ لاحول پڑھ چونکہ اس حالت (پیشاب کرنے کی) میں معذور (زبان سے پڑھنے میں) تھا اپنے دل میں لاحول کہا (نور) غائب ہو گیا حضرت غوث الاعظم پر ایک ابر سایہ ڈالتا تھا ایک دن اس میں ایک چہرہ نورانی جبیں نمودار ہوا، اور چونکہ حضرت پیاسے تھے سونے کے پیالے میں پانی پیش کیا گیا۔ فرمایا طلائی برتن میں پینا شریعت میں ممنوع ہے جواب دیا کہ میں جنت سے لایا ہوں کیونکہ وہاں استعمال ظروف طلائی جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اس عالم ناسوت (دنیائے فانی) میں ہوں حرام ہے (چہرہ نے) کہا کہ تمہارے علم نے تم کو بچا لیا پیالہ پھینک کر غائب ہو گیا مکائد شیطانی سے بچنے کے لئے علم حاصل کرنا لابدی ہے۔ حضرت نظام الدین بلخی۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی کی خدمت میں آئے فرمایا اول تحصیل علم کرو عرض کیا کہ عمر شریف آخر ہو آئی ہے شاید حضرت کو پھر نہ پاؤں فرمایا میں موجود رہوں گا جلال الدین تھانیسری میرا خلیفہ موجود ہے گویا کہ میں خود موجود ہوں اس سے تحصیل کرنا فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ موحد تھے چونکہ محقق تھے چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسلک پیران خود شاہ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا وحدۃ الوجود کے قائل تھے ان کے مرشد حضرت سید صاحب مسلک وحدۃ الشہود کا رکھتے تھے باہم گفتگو ہوئی سید صاحب کچھ کبیدہ ہوئے عرض کیا کہ یہ [illegible] بات ہے کہ دن کو رات کہے یہ حکایت مقام مخدیں میں واقع ہوئی ایک شخص نے اسکو مجھ سے بیان کیا جو اس مجلس میں حاضر تھے۔ وحدۃ الوجود میں آپنے (مولانا اسمٰعیل نے)

مثنوی بھی تصنیف فرمائی ہے فرمایا کہ تجلی ذاتی سیاہ مثل غلاف کعبہ و دیدۂ چشم کے ہے فرمایا کہ عذاب و ثواب اس جسم پر نہیں ہے بلکہ جسم مثالی پر کہ خواب میں نظر آتا ہے پر ہوگا و نیز روح اعظم انسانی پر کہ ایک تجلی حق ہے عذاب نہ ہوگا وہ مثل آفتاب کے ہے اور روح حیوانی مثل چراغ کے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ میں نفس حقیقی مراد ہے اہل ظاہر کے نزدیک اس کے دوسرے معنی ہیں دوسرے جب دل میں آویں گے بیان کروں گا جب کوئی شخص طالب ہوتا ہے اور مجمع (صحبت) میں کوئی غیر نہیں ہوتا زباں پر مطلب آتا ہے۔ جیسے دودھ کہ سب عورتوں کے پستان میں موجود ہے۔ لیکن جب تک اس کا کھینچنے والا نہیں ہوتا نہیں نکلتا جب نکلنے کا وقت آتا ہے کھینچنے والا پیدا ہو جاتا ہے فرمایا کہ اشیاء خسیسۂ عالم مظہر مذل ہیں مگر ان کو حق کہنا بے ادبی ہے فرمایا کہ عاشق کی کئی قسمیں ہیں عاشق ذاتی کہ نامراد ہو سے

گر مرادت را مذاق شکر است　　　بے مرادی بے مراد دلبر است

اگر ایسا شخص بیمار ہو کر حرم میں نماز نہ پڑھ سکے کبھی تاسف نہیں کرتا ان کے نزدیک نعم و اقم برابر ہیں سے

پس زبوں ما وسوسہ باشی دلا　　　گر طرب را باز دانی از بلا

اور عاشق صفاتی و عاشق احسانی جیسے ہم لوگ اور عاشق حسنی شدائد حج کا ذکر چلا فرمایا یہ شدائد دلیل عظمت حرمین ہیں سے

رنج راحت شد چو شد مطلب بزرگ　　　گرد گلہ توتیائے چشم گرگ

اور جو لوگ طالب صادق ہیں ان شدائد کو حصول مطلب کے مقابلے میں کچھ نہیں گنتے سے

متاع جان جاناں جان دینے پر بھی سستی ہے

فرمایا کہ حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب نے مجھ کو چار چیزیں تلقین فرمائیں (۱) طلب رزق حلال (۲) تمام عالم سے اپنے کو بدتر سمجھنا (۳) مراقبۂ احسان (۴) ترک اختلاط غیر جنس۔ فرمایا کچھ موجود نہیں ہے سب فنا ہے جس چیز کے اول و آخر فنا ہے اس کی حالت متوسط کا کیا اعتبار الوجود بین العدمین عدم کالظھر بین الدمین دم ہے۔ فرمایا حضرت سید حسن دہلوی کہ ملقب بہ رسول نما ہیں دو ہزار روپیہ لے کر زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف کرتے تھے یہ

تدبیر واسطے مجاہدہ وتزکیہ نفس کے تھی جب محبت مال کی قلب میں نہ رہی پس مجاہدہ نفس حاصل ہو گیا اور قابلیت زیارت حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گئی میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں فرمایا فدا حسین رسول شاہی نام جو شخص دہلی میں تھا صاحب باطن تھا شاہ عبدالعزیز صاحب نے کسی کو مناظرے کے لئے نہیں بھیجا جو مشہور ہے غلط ہے فرمایا کہ مجذوب جو کچھ مشاہدہ کرتے ہیں زبان سے کہہ ڈالتے ہیں اور سالک زبان کو روکے رکھتے ہیں لیکن لازم ہے کہ بزرگوں کے حضور میں دل کو خطرات وخیالات ناہموار سے پاک رکھیں اپنے دل پر مراقب رہیں مبادا اثر دل مکدر قلب اہل باطن پر پڑے اور کچھ اس کی زبان پہ آجائے تو شرمندگی ہو اسی وجہ سے کہا گیا ہے ؎

پیش اہل دل نگہدارید دل تانباسی نزد شاں خوار و خجل

فرمایا کہ جب عرفان حاصل ہو جاتا ہے تمام اعتراضات جاتے رہتے ہیں۔ فرمایا زمان ظہور مہدی بہت سخت اور خوفناک ہے، اکثر لوگ مخالف ہوں گے وہ خود امام مستقل ہوں گے تقلید حنفی و شافعی کی اس وقت نہ رہے گی اکثر علماء اسی وجہ سے مخالفت کریں گے اللہ تعالیٰ اس وقت ایمان سلامت رکھے و بحرمتہ نبیہ المصطفےٰ۔ فرمایا کہ اس زمانے کے بعض نقشبندیہ اپنے کو تمام خاندانوں سے افضل سمجھتے ہیں اور پابندی شریعت کو دلیل لاتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ کوئی بزرگ ایسا نہیں ہے کہ مخالف شریعت کا ہو اور اس کو کوئی لطف وعرفان کا حاصل ہوا ہو۔ فرمایا انوار کی چار قسمیں ہیں۔ انوار[1] ذاتی۔ انوار[2] صفاتی۔ انوار[3] آثاری۔ انوار[4] افعالی اور انوار لطائف انوار صفاتی کی قسم سے ہے۔ فرمایا کہ بعضے لوگ ہمارے قافلے میں ایسے موجود ہیں کہ اپنے دل میں (کچھ بات) خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں (دل ہی میں) کہ اگر یہ (حضرت صاحب قبلہ مدظلہ) مطلع ہو کر بتلا دیں تو البتہ شیخ ہیں۔ بزرگوں کا امتحان لینا بے ادبی ہے۔ ان کو کیا ضرورت ہے کہ تمہارے دل کا حال بیان کریں بزرگوں کے حضور میں چاہئے کہ کاسہ دل کو خالی آگے رکھ کر تمنا وآرزو اخذ فیض کی کریں شائد کچھ حاصل ہو جائے۔ فرمایا کہ بعضے کہتے ہیں کہ ہم کو اپنے سینے سے کوئی چیز (فیض) دیجئے۔ شیخ کا کام تخم ریزی ہے اور آب پاشی مرید کا ہے۔ اگر شیخ کی توجہ سے قلب ذاکر ہو گا دیرپا نہیں ہو سکتا جب چھوڑ دیا جائے گا اور ذکر نہ کیا جائے گا قلب اصلی حالت (سابق) پر رجوع کرے گا بعد اس کے اس وقت ذاکر ہو گا کہ جب نفی اثبات کی مداومت کی جائے اور محنت کے ساتھ قلب اک

کیا جاوے رفتہ رفتہ ذکر قلب حاصل ہو گا۔ فرمایا کہ اس زمانے میں جہاں ذرا سا اثر ذکر کا قلب پر پیدا ہوتا ہے قبل اس کے پختہ ہونے کے دوسرے لطیفے پر (طالب) متوجہ ہو جاتے ہیں اس سے فائدہ نہیں ہوتا فرمایا کہ توجہ و شفقت بزرگاں ہمیشہ فقیر پر (حضرت صاحب مدظلہ فیوضہ) مبذول رہی ایک دن مدینہ منورہ میں حضرت شاہ احمد سعیدؒ کی خدمت میں عیادت کے لیے گیا انہوں نے اپنے بھائی شاہ عبدالغنی صاحب سے فرمایا کہ میری بیماری تک خدمت حاجی صاحب کی تمہارے ذمہ ہے۔ فرمایا کہ غیر مقلدین انکار تقلید کرتے ہیں یؤمنون بالغیب میں (صاف اشارہ بلکہ تصریح) تقلید موجود ہے حنفی و شافعی کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور اپنی تقلید کا حکم کرتے ہیں کیونکہ انکا یہ کہنا کہ تقلید کوئی چیز نہیں ہے ہم تقلید نہیں کرتے تم بھی نہ کرو مستلزم اس کا ہے کہ ہمارے طریقے پر چلو اور ہماری پیروی اختیار کرو پس اس میں بھی حکم تقلید کا کرتے ہیں فرمایا کہ ایک دن میں دہلی کے بازار میں چلا جاتا تھا ایک عاشق مزاج کو دیکھا کہ ایک دکان پر بیٹھا ہوا بڑے ذوق و شوق کے ساتھ رسالہ درد نامہ غمناک کہ مصنفہ میرا (حضرت صاحب کا) ہے پڑھتا ہے اور اس پر کیفیت طاری ہے میں نے کہا کہ مجھ کو قال تھا اس کو حال ہے۔ دوسرے دن پانی پت کے راستہ میں بھی ایک آدمی اسی حالت سے دیکھ کر میں نے پوچھا کہ کیا پڑھتے ہو وہ غصہ ہو کر کہنے لگا کہ اپنی راہ لو تم کیا جانو کہ کیا پڑھتے ہو) میں ہنسنے لگا جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ مصنف رسالہ تھے حاضر ہو کر خطا معاف کرائی اور آمد و رفت رکھنے لگا۔ مولانا اشرف علی صاحب نے ایک حکایت بیان کی کہ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک مرید نے اپنے مرشد سے شکایت عدم روئیت حق تعالیٰ کی کی جواب دیا کہ اس وقت نماز عشاء کی نہ پڑھو مقصد حاصل ہو جائیگا اس کو تعجب ہوا فرض ترک کرنا گوارا نہ ہوا صرف سنت نہیں پڑی رات کو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (خواب میں) کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں کیا کیا کہ تو نے میری سنت ترک کر دی صبح کو اس مرید نے مرشد سے کیفیت بیان کی انہوں نے کہا کہ اگر فرض (نماز) ترک کرتے خدا کا دیدار ہوتا انتہیٰ۔ فرمایا کہ گناہ کرنے سے بعد و اعراض ہوتا ہے نہ کہ قرب و وصل لیکن چونکہ اس کو خدا کی طرف سے کشش تھی اور مرتبہ محبوبیت تھا میں نماز ترک کرنے سے اس کا مرتبہ گھٹ جاتا اور یہ اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ تھا پس واسطے تنبیہ کے لامحالہ تجلی ہوتی اور

مقصد حاصل ہوتا فرمایا کہ مولانا فخر الدین و شاہ ولی اللہ و خواجہ میر درد و مرزا مظہر جان جاناں رحمہم اللہ تعالیٰ کی کسی شخص نے ضیافت کی اور اپنے گھر بٹھا کر خود غائب ہو گیا اور بہت دیر کے بعد یہاں تک کہ وقت نماز کا آگیا آکر دو دو پیسے سب کے ہاتھ پر رکھ دئے مولانا پر چونکہ اخلاق رحمت و انکسار غالب تھا آپ نے اس کی تعظیم کی اور پیسوں کو سر و چشم سے لگا کر قبول کیا اور مرزا صاحب چونکہ بہت نازک طبیعت و لطیف مزاج تھے (یہاں تک کہ بچپن میں بدصورت دایہ کی گود میں نہ جاتے تھے) کہنے لگے کہ میاں اگر یہی ارادہ تھا تو خواہ مخواہ اتنی دیر کی اور دوسرے حضرات نے کچھ نہیں کہا۔ فرمایا کہ ایک آدمی نے حضرت مرزا صاحب سے شکایت سماع میر درد رحمۃ اللہ علیہ کی کی آپ نے فرمایا کہ کوئی آنکھوں کا مریض ہوتا ہے اور کوئی کانوں کا ان کو کانوں کا مرض ہے اور مجھ کو آنکھوں کا کہ حسن پرست ہوں۔ فرمایا کہ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آوے گا کہ نیک لوگ مکہ سے چلے جاویں گے یہ وہی زمانہ ہے اس زمانے میں پورا دین نہ مکہ میں ہے نہ مدینہ میں اس زمانے میں دیندار وہ ہے کہ پہاڑ پر جا کر مصروف ذکر الٰہی ہو ایک وہ زمانہ تھا کہ اہل مکہ بیع و شریٰ میں ایک کلام کہتے تھے اگر کوئی کچھ کمی بیشی کہتا تھا دوکاندار تعجب سے اس کو دیکھ کر کہہ دیتا تھا۔ حی رُخ (چلے جاؤ) اور اب ہندیوں کے اختلاط کی وجہ سے دروغ و فریب چل گیا ہے اور ظالم حکام اور کج خلقی عوام اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ ہر شئی میں تشدد بڑھ گیا ہے۔ ایک وقت کرایہ مدینہ طیبہ صرف پانچ چھ ریال تھا اور اب نوبت چالیس تک پہنچ گئی ہے اور اگلے وقت میں حرم مدینہ میں کوئی دھیمی آواز سے بھی بات نہیں کرتا تھا اگر کوئی بولنا چاہتا تھا شُف حیاۃ النبیؐ کہہ کر خاموش کر دیتے تھے اور سارے شہر میں نزاع و فساد و زور سے بولنا معدوم تھا اتنا ادب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور اب حالت بالکل بدل گئی ہے تاہم ان کے اخلاق باوجود تغیر اور ملکی کے اور ہیں اور اہل مکہ کے اور وہ (اہل مدینہ) نور اخلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہیں اور یہاں (مکہ مکرمہ) ظہور صفات جلالیہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ایک شخص آیا اور با آواز بلند رونے لگا اور کیفیت علالت اپنی زوجہ کی بیان کرنے لگا فرمایا بھلا یہ کونسا موقع رونے کا ہے روح قفس سے رہا ہو چکی ہے اور اور وطن اصلی کو جاتی ہے یہ امر قابل مسرت ہے نہ لائق رنج کہا اس سے مجھ کو آرام تھا فرمایا جب وہ نہ تھی تب تیرا کام کیسے ہوتا تھا کہا پہلے سے میرے پاس ہے ہنس کر فرمایا کیا اس کو ساتھ لائے ہو۔

جب شکایت شروع کی فرمایا شکایت اس مقام کی بھلی معلوم نہیں ہوتی عرض کیا کہ میرا ارادہ مدینہ طیبہ کا تھا فلاں شخص کفیل زاد و سامان کا ہوا ہے اور وعدہ کیا ہے فرمایا کہ یہ شرک کی باتیں مت کرو خاموش رہو فرمایا کہ میں نے وقت تہجد کے ایک شخص قوی ہیکل زشت رُو کو دیکھا کہ داہنی طرف سے آکر مجھ پر حملہ کرنا چاہا ناگاہ دو آدمی آئے اور اس کو پکڑ لے گئے۔ اس کے بعد دیکھا کہ دو آدمی اور مجھ کو بائیں طرف سے ایذا پہنچانا چاہتے ہیں میں نے ان کو جھڑک دیا وہ غائب ہو گئے ایک خادم نے عرض کی حضور کے دشمن ذلیل ہوں گے فرمایا نفس و شیطان یہی دشمن ہیں شاید یہی تھے ہوں اور اگر کوئی بلا وجہ مجھ پر برائی کا ارادہ کرے گا خود اس پر الٹ پڑے گا فرمایا کہ مرتبہ اولیٰ رجاء و خوف ہے بعدہٗ قبض و بسط بعدہٗ ہیبت و انس بعض کو ہیبت ہوتی ہے اور بعض کو انس اور بعض کو دونوں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جامع تھے ان دونوں کے اسی وجہ سے جب انس غالب ہوتا تھا ارشاد فرماتے تھے کلمینی یا حمیرا تاکہ اپنے منصب نبوت کی طرف رجوع فرمائیں اور شفقت بر حال مخلوق کم نہ ہو اور جب ہیبت غالب ہوتی فرماتے ارحنی یا بلال تاکہ توجہ الی اللہ میسر ہو۔ لطیفہ ایک خادم (حضرت صاحب کے) نے کسی کتاب میں کلمہ امداد اللہ پڑھا اور کہا کہ نام نامی حضور کا اور مدح ثنائے عالی پہلی کتابوں میں بھی موجود ہے ہنس کر فرمایا جہاں نظر کرو امداد اللہ ہے ظہور تمام (عالم) کا امداد اللہ سے ہے اگر مدح و ثنا امداد اللہ نہ کریں کم بختی آوے۔ ایک سائل آکر بیٹھا آپ نے کچھ پیش فرمایا وہ لے کر چلا گیا ارشاد فرمایا کہ وہی دیتا ہے اور وہی دلاتا ہے میں نے ہر چند چاہا کہ زیادہ ہاتھ میں آوے بار بار اسی قدر آتا تھا اس سے زیادہ اس کی قسمت میں نہ تھا بلکہ اسی قدر تھا فرمایا کہ جب تک اپنی جنس کے لوگ رہتے ہیں طبیعت بنسط اور خوش رہتی ہے اور جب کوئی غیر آجاتا ہے طبیعت منقبض اور سست ہو جاتی ہے اور چاہتی ہے کہ جلد اس کو رخصت کیجئے۔ گدا سخاوت کا آئینہ ہے جیسے چہرے کے حالات بدون آئینہ کے معلوم نہیں ایسے ہی صفت سخا مخفی ہے بدون گدا کے اگر غور کیا جاوے تو کوئی چیز مذموم نہیں ہے۔ کیونکہ حقیقت تمام اشیاء کی اعیان ثابتہ ہے اور وہ علم الٰہی ہے اور علم الٰہی تمام تر محمود ہے پس کوئی چیز مخلوقات سے باعتبار حق تعالیٰ مذموم نہیں ہے ذم و مدح (برائی بھلائی) جو کچھ ہے باعتبار ہمارے ہے فرمایا کہ ایک دن مجھ سے اور فلاں مولوی صاحب سے گفتگو ہونے لگی بڑا مجمع ہو گیا میں نے پوچھا تحصیل علم سے کیا مقصود ہے کہنے لگے مجہولات کا جاننا اشیائے

گفتگو ہی میں نے کہا کہ مقصود تحصیلِ علم سے اگر صرف جاننا ہے تو مسجدیں منہدم کر کے مدارس بنوانے چاہئیں مولوی صاحب ساکت ہو رہے یوں ہی دیر تک گفتگو رہی میں مختصر جواب دیتا رہا بعدہ تمام رات مولوی صاحب بے قرار رہے اور میں پشیمانی میں گرفتار رہا مجھ کو زیبا نہ تھا کہ عالم سے مقابلہ کروں صبح کو مولوی صاحب نے آدمی بھیج کر صلح کر لی افسوس کہ اب میرے دوستوں سے کوئی نہیں رہا جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم و عالمیان (روحی فداہٗ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ ایک شخص نے اجمیر شریف کہا دوسرے نے کہا اجمیر۔ اجمیر ہے شریف کیونکر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ تمہارا فراج تو شریف کہا جاوے اس پر خوش ہوتے ہو اور منع نہیں کرتے ہو اور اجمیر کی شرافت کہ مقبولان آلٰہی کی وجہ سے پیدا ہوئی (شرافت) اس کا ایسا انکار جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں کہ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس دن میں عرس کرے تو کونسا گناہ لازم ہوا مولانا محمد اسحٰق صاحب عشرہ محرم کے دن بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے بادشاہ چونکہ سونے کے کپڑے پہنے تھا آستین سے بند کر لیا اور جب تک مولانا بیٹھے رہے مودب بیٹھا رہا اس مجلس میں شہادتین پڑھی جاتی تھی ایک خادم نے کہا کہ اگلے بادشاہ درویش ہوتے تھے فرمایا کہ بادشاہ دراصل وہی ہے جو گدا ہو ؎

گدا بادشاہ است ونامش گدا

الغرض اہل ہنود مولد شریف میں اکثر ایسے اشعار پڑھتے ہیں جن میں پیغمبروں کی اہانت ہوتی ہے یہ

بڑا گناہ ہے ایک خادم نے عرض کیا ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

غلامے بود یوسف زر خریدہ

فرمایا کہ یہ مقام توحید ہے۔ خدا کے آگے بھی عزت ہے ذلت نہیں ہے حضرت یوسف علیہ السلام کیا اگر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا جاوے تو بھی درست ہے۔ فرمایا کہ جب کوئی عارف کوئی کام للہ کرتا ہے اسکو خدا کی طرف سے وسعت زمانی مرحمت ہوتی ہے حضرت امام العارفین امام غزالی رحمۃ اللہ کی عمر قریب باون سال کے تھی اور تصانیف ان کی بیشمار ہیں کہ اتنی مدت میں غیر ممکن ہیں یہ وسعت زمانی ہے یونہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک رکاب میں قدم رکھتے دوسری تک پیر جاتے جاتے قرآن ختم کر دیتے تھے عالم خلق وامر سب خدا کے دست (قدرت) میں ہیں جسے چاہے اس سے متعلق فرمائے تمہارے اوپر خدا کا فضل ہے کہ اتنی قلیل مدت میں ترجمہ کرنے ہو یہ خطاب حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے فرمایا (الحمد للہ کہ صرف چند دن کے قیام میں جو خدمت اس غلام سے دجناب حاجی محمد مرتضیٰ خاں صاحب سے ہو سکی اس باب میں حضور نے اکثر زبان فیض ترجمان سے ایسے ہی الفاظ فرمائے فالحمد للہ علیٰ ذالک (۲ ترجم) فرمایا کہ پستی عجیب چیز ہے زمین میں پستی ہے کیسے کیسے پھول اگتے ہیں اور پہاڑوں اور پتھروں میں (باوجود رفعت) کچھ نہیں (پیدا ہوتا) اور پانی پستی میں ہوتا ہے اسمیں کیسے کیسے فائدے ہیں۔ فرمایا کہ جب کوئی آدمی کسی کام میں بخوبی مصروف ہو کر کوشش کرتا ہے اور بلکل اسی کا ہو جاتا ہے تو اس کام میں صنعت الٰہی اثر کرتی ہے اور وہ کام عجیب الصنعہ نظر آتا ہے کیونکہ اس میں خدا کی صنعت ہوتی ہے لیکن اس کا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ یہ میری کاریگری ہے جیسا کہ اہل صنائع جدیدہ خیال کرتے ہیں فرمایا کہ نزول مولانا روم علیہ رحمۃ کا بہ نسبت نزول شیخ اکبر کے کامل معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ شیر خاں صاحب خلیفہ حضرت میاں جی انساء نور محمد صاحب قدس سرہ میرے برادر ارشادی جب قریب الرحلت ہوئے وقت نزع لوگوں نے تلقین کلمہ شروع کیا اور وہ منہ پھیر لیتے تھے سب کو تعجب تھا کہ ایسے بزرگوں کی یہ حالت ہے جب حضرت مرشد تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا حال ہے فرمایا الحمد للہ۔ یہ لوگ مجھ کو پریشان کرتے ہیں اور مسمیٰ سے طرف اسم کے لاتے ہیں۔ پس مراتب لوگوں کے مختلف ہیں اعراض کلمہ سے سوء خاتمہ پر استدلال کرنا چاہئے ممکن ہے اسی میں کوئی وجہ خاص ہو جیسے ذکر ہوا۔ فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی

اللہ عنہ لباس عمدہ پہنتے تھے اور کھانا لذیذ کھاتے تھے یہ سب عکس نعماء اخروی تھا اور وہ
عکس صفات حق تعالیٰ تھیں۔ حضرت شیخ ان عکوس میں معاینہ اصل کا کرتے تھے پس یہ چیزیں
ان کے واسطے بمنزلہ آئینہ کے تھیں۔ فرمایا کہ عورت مظہر مردگی ہے اور مرد مظہر حق کا ہے عورت آئینہ
مرد کی اور مرد آئینہ حق۔ پس عورت مظہر و آئینہ حق تعالیٰ ہے اور اس میں جمال اپنی ظاہر و نمایاں ہو
ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ فرمایا کہ جب میں (حضرت صاحب) پہلے مکہ آیا تو نوبت فاقوں کی پہنچ گئی
کئی کئی دن تک اتفاق کھانے کا نہیں ہوتا تھا میں نے عرض کیا کہ بار الہا مجھ میں طاقت امتحان نہیں
ہے بعدہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ لاکھوں روپیہ کا خرچ تمہارے ہاتھوں
مقرر ہوگا میں نے عرض کیا کہ اس مہم کی طاقت نہیں رکھتا ہنس کر فرمایا کہ تمہاری حاجت بند
نہیں رہنے کی اس وقت سے خرچ ماہانہ کی اقل مرتبہ سو روپیہ ہے خدا اپنے خزانہ رحمت سے
پہنچاتا ہے فرمایا کہ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى الآیہ اس آیت سے ایک راز مکنون
پہلے نفی غیر کی فرما کر اثبات وحدۃ الوجود کا فرمایا لعدہ فرمایا ہے کہ سوائے میرے جو کچھ ہے
وہ اسماء و صفات میری ہیں یعنی جو کچھ غیر ذات اس کے معلوم ہو وہ سب مظہر صفات ہیں فرمایا
منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے استفسار کیا فرمایا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جو آپ نے کہا کیسے
صحیح ہو سکتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ برکاتہ و مغفرتہ
وغیرہ عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کیا طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو آپ (امام غزالیؒ)
نے عرض کیا کہ آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسٰى تو آپ نے کیوں
جواب میں اتنا طول دیا کہ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّاُ عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا ما رب
اخری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادب یا غزالی۔ فرمایا کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب
احیاء تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہوتی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کئے گئے
طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں ایک بزرگ نے خواب
میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ایک کتاب پڑی جاتی ہے جس کو حضور
کمال توجہ سے سن رہے ہیں دریافت فرمایا کہ یہ کون کتاب ہے کہا گیا احیاء العلوم حجۃ الاسلام امام غزالی

کی ہے کہ یہ لقب عطیۂ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے فرمایا کہ نیستی و عدم ایک لذیذ چیز ہے ہر شخص اپنے عدم کا عاشق ہے دیکھو جب تعب ہوتا ہے سونا اختیار کرتا ہے اور نیند ایک قسم کا عدم ہے فرمایا کہ اگر تمامی جسم و صفات سے ایک چیز کو لو اور اس میں غور کرو مثلاً تکلم میں فکر کرو کہ کہاں سے آتا ہے اور کون کہتا ہے آخر نوبت خدا تک پہنچ جائے گی اور ماسوائے خدا العدوم و فنا معلوم ہوگا مجھ کو رگ رگ میں وہی نظر آتا ہے فرمایا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم الآیہ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ ہیں مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی اسی معنی کا ہے آگے فرماتا ہے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا من رحمتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی ارشاد فرمایا اے وا ایک دن فرمایا کہ یہ مکان جس میں میری نشست ہے نشستگاہ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی ہے فرمایا کہ یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (من المتقین) یہ خطاب ان مومنین سے ہے کہ جو ایمان کامل رکھتے ہوں نہ مطلق مومنین سے ہے پس جو کوئی اولی الامر صاحب باطن ہو اور تزکیۂ نفس و تصفیہ قلب کر چکا ہو وہ واجب الاطاعت ہے ورنہ نہیں کیونکہ منکم فرمایا یعنی اے صحابہ جیسے کہ تم کامل الایمان صافی القلب پاک طینت ہو ایسے ہی اگر اولی الامر بھی ہوں تو واجب الطاعت ہیں ورنہ نہیں دیکھو المومن مرآۃ المومن مراد اس سے مومن کامل ہے نہ مطلق مومن کیونکہ مرآۃ وہی ہوگا جو کہ صاف و شفاف ہو پس جس شخص کا قلب صاف ہو وہ قابلیت مرآۃ (آئینہ) ہونے کی رکھتا ہے ورنہ نہیں فرمایا کہ اوتاد جمع وتد کی ہے یعنی میخ چونکہ انکی بدولت .... آفات و زلزلات سے حفاظت رہتی ہے لہٰذا اوتاد کہتے ہیں اور ابدال کہ سات ہیں اور ہر اقلیم میں مقرر ہیں جب ایک ان میں سے فوت ہوتا ہے دوسرا قائم کیا جاتا ہے اسی وجہ ان کو ابدال کہتے ہیں میں نے دہلی میں ایک ابدال کو دیکھا تھا ایک آن واحد میں مختلف مقامات پر دیکھا جاتا ہے فرمایا کہ اولیائی تحت قبائی اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو مخفی فرمایا اس میں ایک مصلحت ہے کیونکہ اگر لوگ باوجود ظہور انکی مخالفت کرتے تو معاتب اور معذب ہوتے اس لیے کہ وہ (اولیاء) متصف بصفات الٰہی ہیں انکی مخالفت (گویا) مخالفت حق ہے اور جو کوئی مخالف حق ہو وہ مردود و مقہور و قابل عذاب ہے اور حالت ناواقفیت میں معذور ہیں فرمایا کہ حرمین میں بعض امور عجیب و پسندیدہ ہیں (۱) وحدۃ الوجود لوگوں میں بہت مرتکز ہے میں مدینہ

ہیں مسجد قبا کی زیارت کو گیا ایک آدمی کو دیکھا کہ اندر مسجد کے جاروب کشی میں مشغول ہے جب زیارت سے
فارغ ہو کر میں باہر آیا اور جوتے پہننے کا قصد کیا تو سنا کہ کہتا ہے۔ یا اللہ یا موجود اور دوسرا جو بیرون مسجد
تھا کہتا تھا بل فی کل الوجود اس کو سن کر مجھ پر ایک عالت طاری ہوئی بعدہٗ لڑکوں کو شغل میں دیکھا
کہ کھیل رہے ہیں اور ایک لڑکا کہہ رہا ہے یا اللہ لیس غیرک اس سے میں نہایت بے تاب ہوا اور کہا کہ
کیوں ذبح کرتے ہو اور تنازع کی عالت میں جب کوئی صلی علی النبی کہہ دیتا ہے غیظ و غضب بالکل کافور
ہو جاتا ہے اور درود پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں اتنی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتے
ہیں اور شجاعت و سخاوت عرب کی بڑی مشہور ہے رجبی میں بڑی خوشی کرتے ہیں اور جو کچھ ایک سال میں
پیدا کرتے ہیں مدینہ منورہ جا کر خرچ کر ڈالتے ہیں اور بعد واپسی کے شکریہ کی دعوت کرتے ہیں اتنی الفت
و محبت حضرت (روحی فداہ) کے ساتھ رکھتے ہیں نیک بات جس طرح کی جاوے عمدہ ہے فرمایا کہ تطویل
دعا واسطے عوام کے ہے اور عارف کیلئے اس قدر کافی ہے۔ اللھم انی اسئلک رضاک والجنۃ
واعوذبک من سخطک والنار۔ فرمایا کہ آیہ انک لاتسمع الموتی میں نفی حواس خمسہ
ظاہرہ سے مراد ہے نہ مطلقاً اسماع اور استماع ہوتی حواس باطنیہ سے پیغمبروں و اولیائے کرام کو ممکن
ہے جیسے کہ حدیث قلیب میں مصرح ہے۔ دیگر قولہ تعالیٰ لاتدرکہ الابصار الآیہ رویت حق تعالیٰ دنیا میں
ممکن ہے آیت میں نفی ادراک کی فرمائی ہے نہ نفی رویت کیونکہ جب رویت حاصل ہوتی ہے فنائیت
محیط ہو جاتی ہے اور ہوش و حواس کچھ باقی نہیں رہتے پھر ادراک کیسے ہو سکتا ہے بعضوں کا گمان ہے
کہ اس دیدہٗ ظاہر سے رویت میسر ہوئی یہ غلط ہے رویت اس کی حواس باطنیہ سے متعلق ہے نہ
حواس ظاہرہ سے جیسے حواس ظاہرہ کیلئے نور آفتاب وغیرہ شرط ہے ویسے ہی حواس باطنیہ کیلئے
نور حق تعالیٰ شرط ہے فانہ ینظر بنور اللہ و رأیت ربی بربی کے یہی معنیٰ ہیں اگر مرشد کچھ تعلیم کرے
اور وہ خلوت میں کسی تاریک جگہ میں کیا جائے تو انوار کا مشاہدہ ہوتا ہے الہم ارزقناہٗ فرمایا کہ ربنا
لاتزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا الآیہ دعائے جامع و کافی ہے ایک آدمی بہت روتا تھا پوچھا کہ
اس کی ذات رحیم و غفور ہے کیوں اتنا روتے ہو اس نے کہا کہ اپنے گناہوں سے ڈر کر میں نہیں روتا
کیونکہ اگر میرے گناہ آسمان و زمین و پہاڑوں کے برابر بھی ہوں تو بھی خدا کی رحمت اس پر غالب
ہے اس کی وسعت رحمت میں ذرا بھی (گناہوں کا) خوف نہیں کرتا لیکن چونکہ ایک ذرہ محبت و

معرفت حاصل ہوتی ہے ڈرتا ہوں کہ مبادا زائل و سلب نہ ہو جائے اسی وجہ سے روتا ہوں پس یہ دعا اس مہم کے لئے کافی ہے فرمایا کہ علمائے ظاہر کے نزدیک تفسیر آیت فمنکم کافر و منکم مومن کی وہ ہے جو مشہور ہے اور صوفیار کے نزدیک اس کی تفسیر یہ ہے کہ ذات واحد میں کافر و مومن موجود ہیں خوف کرنا چاہیئے کہ رگ کفر جہنم کی طرف نہ لے جاوے مولانا اشرف علی مدفیضہ نے مثنوی کا شعر عرض کیا اور حضرت نے مسلم رکھا ؎

علت ابلیس انا خیر بدست ایں مرض در نفس ہر مخلوق ہست

مصرع ۔ موسیٰ و فرعون در ہستی تست

فرمایا کہ جب حالت ظاہری فرش و فروش دیکھوں سے درست تھی سب تو لگ سمجھ کر قصد اعطاء نہ کرتے تھے اس وقت بکثرت زیارت انبیاء و اولیاء و ملائکہ سے مشرف ہوتا تھا بھوک عجیب چیز ہے فرمایا کہ جو کوئی مہم پیش آئے سورۂ یٰس پڑھیں اور ہر مبین پر پھونک کر سات بار سورہ فاتحہ مع تسمیہ پڑھیں اور اول و آخر سورۃ کے درود شریف پڑھیں درود مثل صندوق ہے کہ اپنے اندر لپیٹ کر (وظیفہ و دعا کو) لے جاتا ہے و یا سورہ مزمل سات بار پڑھیں کہ معمولات مشائخ سے اور مجرب ہے اور سورہ فاتحہ اکتالیس بار جو میں نے اپنے آدمیوں (مریدوں) پر لازم کیا ہے اس سے بہتر امور دینی اور دنیاوی کے لئے کچھ نہیں فقط۔

بعض ملفوظ نوشتہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

فرمایا عشق سماع عشق معائنہ سے زیادہ قوی ہے کیونکہ معائنہ صرف آنکھ سے ہے اور سماع صرف دل سے متعلق ہے اگر طلب دنیا کی ہو تو اس کو ترک کرے تاکہ درپے اسکے (ترک کرنیوالے کے) ہو ؎

پیش اہل دل نگہدارید دل تا نباشید از گمان بد خجل

شعر میں تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے، وزن، زبان، مثال۔ اخلاق جبلیہ زائل نہیں ہوتے البتہ درویشوں کی صحبت سے ان میں تہذیب آجاتی ہے مولوی اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ حب ایمانی بعد وصول و بترقی ہوتا ہے اور حب عشقی زائل ہوتا ہے مگر میری رائے برعکس ہے قال علیؓ لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا اور مولانا روم فرماتے ہیں ؎

عشق دریائیست قعرش ناپدید

البتہ مولوی صاحب کا قول باعتبار عشق مجازی صحیح ہے کہ اس میں محبوب کی حد و انتہا مقرر ہے۔ والمحبوب الحقیقی لا یتناھی۔ تمام اعمال میں دو جہت ہوتے ہیں مثلاً زکوٰۃ کہ عوام کو وہ فائدہ (اور عمل) ہے جو مشہور ہے اور خواص کو قتل النفوس اور اخص الخاص یعنی صدیقین کو تمام مال دنیا (مثال دیگر) ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ ہمارے (عوام) کے واسطے یہ ہے کہ موت کو تہلکہ سمجھتے ہیں اور عارفین زندگی کو (یعنی برعکس) ایک صاحب علم مدینہ سے آئے فرمایا ؎

خوشا سعادت آں بندہ کہ کرد نزول ۔۔۔ گہے بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسول

بعدہ امن راہ کا سوال کیا دانشمند نے عرض کیا کہ فلاں بزرگ ہمارے ساتھ تھے ہم مع الخیر پہنچے فرمایا تب کیسے امن نہ ہوگا اور یہ شعر پڑھا ؎

صاحب وہ بادشاہ جسم ہاست ۔۔۔ صاحب دل شاہ دلہائے شماست

رباعی: بحرے دو جوش آں گوہر نایاب کجاست ۔۔۔ چرخ سرگشتہ کہ خورشید جہاں تاب کجاست

دیر زیں عنصر آتش کہ چہ رنگ است صنم ۔۔۔ کعبہ زیں فرد سیاہ پوش کہ محراب کجاست

فقیر کو چاہئے کہ نہ طمع کرے نہ جمع کرے نہ منع کرے عارف اگر ہذیان بھی کہے تو وہ بھی از راہ معرفت ہوتا ہے کیونکہ علم باشیاء حجاب حقیقت ہے ؎

عشق من پیدا و معشوقم نہاں ۔۔۔ یار بیروں فتنہ او در جہاں

شیخ فریدالدینؒ کا مکاشفہ ہے کہ میرا سلسلہ مغرب تک پہنچے گا۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ یہ کشف آپ کی نسبت ہے کہ بواسطہ آپ کے فیض چشتیہ اقصائے عالم میں پہنچا۔ ایک درویش صاحب سلسلۂ خاندان مولویہ نے بلاد روم سے آکر بیعت کی اور اثنائے تذکرہ میں عرض کیا کہ میں کچھ نہیں ہوں تبسم کر کے (حضرت نے) فرمایا کہ یہ درویش اپنی تعریف کروانا چاہتے ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ میں کچھ نہیں ہوں کیونکہ کچھ نہ ہونا (مدارج) فنا سے ہے۔ ھوالذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن کی تفسیر نزدیک علماء ظاہر مشہور ہے اور علمائے باطن کہتے ہیں کہ ہر کوئی مومن و کافر ہے کیونکہ قویٰ محمودہ و مذمومہ ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے امن راہ مدینہ کے لئے دعا پوچھی فرمایا۔ الا الذی ینجی بلیات و لایلاف ستر بار اور صلوٰۃ تنجینا پڑھا کرو موت مدینہ سے مراد مقام عبدیت ہے ؎

ہر کجا دلبر بود خرم نشیں | فوق گردوں است نے قعر زمیں
ہر کجا یوسف رخ باشد چو ماہ | جنت است آں گرچہ باشد قعر چاہ

مگر جامعیت اس میں ہی کہ مدینہ میں وفات پاوے۔ فرمایا کہ میں نے چھ بار حرفاً حرفاً مثنوی مطالعہ کی ہے۔ فرمایا کہ مولوی قلندر صاحب کو ہر روز زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی تھی ایک دن کسی جمال کے لڑکے کو کہ سید تھا طمانچہ مارا اس دن سے زیارت منقطع ہو گئی مدینہ منورہ کے مشائخ سے رجوع کیا انہوں نے ایک زن ولیہ مجذوبہ کے حوالہ فرمایا جب وہ عورت مسجد نبوی میں آئی اور مولانا نے عرض کیا سنتے ہی جوش میں آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا شفع ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس (مولانا نے) بیداری میں چشم ظاہر سے زیارت کی اس سے پہلے اس لڑکے سے خطا بھی معاف کرائی تھی مگر کچھ مفید نہ ہوا دعائے مشروع ضرور مستجاب ہے اور غیر مشروع اکثر کافروں کے حق میں مستجاب ہوتی ہے لذت دیدار بہت دور ہے طالب کو لذت نام کافی ہے ابراہیم علیہ السلام و اسحاق علیہ السلام بہت ہی مشابہ تھے واسطے فرق کے دعا فرمائی بال سپید ہونا شروع ہوئے۔ فرمایا کہ تم لوگوں کو میرے ساتھ گمان نیک ہے ظنوا المومنین خیراً امید ہے کہ تمہاری گواہی سے مجھ کو اور تم کو سب کو بخش دے فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ہو الظاہر ہیں مولوی روم فرماتے ہیں ع گر دو بیداری قبیح آمد نہ خوب ؎
شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
حضرت ابوالارواح ومربی ارواح ہیں اگر جملہ انبیاء توجہ فرمائیں کیا عجب ہے۔ جوانی میں خوف اور پیری میں رجا غالب ہونا چاہیے مولوی مظفر حسین صاحب دعا میں اپنے موئے سفید کو وسیلہ کرتے تھے فرمایا کہ کل ذنب ذنب الا ذنب العاشق وکل دم دم الا دم الشہید ؎

ملت عاشق ز ملتہا جدا است | عاشقاں را ملت و مذہب خدا است

قال اللہ تعالیٰ ما علیک من حسابہم من شیٔ وما من حسابک علیہم من شیٔ بیخودی میں بعضے امور ظاہراً خلاف شرع سرزد ہو جاتے ہیں ایک درویش کے بارے میں فرمایا کہ اسکا حال مثل حال ذوالنون کے ہے کہ مثنوی شریف میں قصہ اسکا مذکور ہے فرمایا کہ ایک موحد سے لوگوں نے کہا کہ اگر حلوا و غلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گوہ کو کھا لیا۔ پھر بصورت آدمی ہو کر حلوہ کھا لیا اس کو حفظ مراتب کہتے ہیں جو واجب ہے۔ فرمایا کہ مجھ کو فخر ہے کہ تھانہ بھون میں ایسے ایسے عشاق گذرے ہیں کہ عشق میں اپنے سر دے دیئے ہیں جیسے مثنوی عاشق تھانہ بھون مشہور ہے۔ زمانہ قیام (مولانا

اشرف علی صاحب) سے فرمایا کہ مرض بھی رزق ہے اس کو نعمت شمار کرنا چاہیئے مومن خاں (دہلوی) مجھ سے بہت اعتقاد رکھتے تھے میں نے پوچھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مثنوی کی نظم سست ہے جواب دیا کہ کوئی جاہل کہتا ہوگا اساتذہ کے نزدیک مثنوی سند ہے۔ بعد انتقال خاں صاحب کے لوگ حسب وصیت ان کی قبر پر گئے انکا حال عمدہ پایا۔ فرمایا حضرت جنید بغدادی بیٹھے تھے ایک کتا سامنے سے گذرا آپ کی نگاہ اس پر پڑ گئی اس قدر صاحب کمال ہو گیا کہ شہر کے کتے اس کے پیچھے دوڑے وہ ایک جگہ بیٹھ گیا سب کتوں نے اسکے گرد حلقہ باندھ کر مراقبہ کیا۔ جب نسبت روحانی حاصل ہوتی ہے وقت میں وسعت ہوتی ہے لانہ من عالم الامر (یہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا کہ ایک خادم نے عرض کیا کہ اگر ختم خواجگان باقی ہو میں تمام کروں اور حضرت قریب بفراغ تھے) اسماء الٰہیہ غیر متناہی ہیں اور نور دو نام کلی و اجمالی میں اتفاق ہونگی یہ صورت ہے کہ ہر کوئی دوسرے کو اپنے سے افضل خیال کرے الفقر فخری عارف کیواسطے ہے کہ اس سے لذت حاصل کرتا ہے اور الفقر سواد الوجہ فی الدارین محجوب کے واسطے ہے فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ خدا انبیاء و محبوبان خود کو بلاؤں میں کیوں ڈالتا ہے۔ نہیں سمجھتے کہ اس میں مشاہدہ جمال و جلال ہے جلال بدن پر اور جمال روح پر بدن روح کیواسطے بمنزلہ اسپ بن کے ہے اگر پھاڑ ڈالا جائے تو (صلحاء و محبوبان) کچھ پرواہ نہیں کرتے الحزم سوء الظن ای بنفسہ او بغیرہ رزق چار قسم کا ہے مضمون بہ مقسوم وما من دابۃ موعود ومن یتق اللہ معلوم جائداد نوکری وغیرہ مبسوط اللہ یبسط الرزق لمن یشاء وابتغوا من فضل اللہ ای صحبت عباد اللہ معالجہ میں یہ حکمت ہے کہ اسم شافی ظاہر ہوتا ہے اور اگر صحت نہ ہو قدرت ثابت ہوتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے مقام عروج میں تھے اسباب پر نظر نہ فرمائی اور جس وقت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح پر مامور ہوئے تو مقام نزول میں تھے مامور فرمایا فانظر ماذا تری اور اس وقت اسمٰعیل علیہ السلام مقام عروج پر تھے پس مقام ابراہیم علیہ السلام اکمل ہے۔ حدیث ہے انا عند المنکسرۃ قلوبھم ای الذین انفت قلوبھم الحقیقۃ قلوبھم الصنوبریہ۔

فرمایا حافظ غلام مرتضےٰ صاحب غلبہ جذب میں لوگوں کو پتھر مارتے تھے اور جب میں حاضر ہوتا شفقت فرماتے تھے اور بشارت دیتے تھے کہ توحید تم پر منکشف ہوگی۔ مولوی قلندر صاحب کسی کو یہاں تک کہ بھنگ پینے والے کو بھی محروم نہیں رکھتے تھے بلکہ یہ فرماتے تھے کہ یہ نہ کہو کہ بھنگ پیوں گا یاں لو اور خرچ کرو فرمایا کہ یہ سخاوت الٰہی ہے اور سخاوت وجودی تھا۔ وحدۃ وجود کہتے ہیں انہ لو حجاب الاکبر ای للعبد لانہ یورث العجب او للقرب کما للسلاطین اور معنی ثالث ہے بطرز حقائق میں اعلم و شعار صحابہ حقیقت ہے ۔

پرتو حسنت نہ گنجد در زمین و آسمان — در حریم سینہ حیرانم کہ چوں جا کردۂ
حسن خویش از روئے خوباں آشکارہ کردۂ — پس بچشم عاشقاں خود تماشا کردہ ای

فرمایا کہ سید صاحب بجائے تعویذ کے خداوندا اگر منظور داری حاجتش را بر آری لکھتے تھے ایک صاحب نے عرض کیا کہ فقرہ اولیٰ مصرع ہے۔ فرمایا کہ ہمارے نزدیک کمی بیشی روا نہیں ہے ایک بزرگ نے کسی کو قل ھو اللہ احد تعلیم کیا اس نے قل ہو اللہ پڑھا کچھ اثر نہ ہوا فرمایا کہ میری زبان سے پڑھو (جیسا تعلیم کیا ہے) بوجہ ادب کے تعویذ میں بجائے حروف ہندسہ لکھنا مقرر کیا ہے۔ کسی شخص نے خط میں کوئی فرمائش عرض کی تھی فرمایا کہ میں بہت کاہل ہوں لوگ کیوں مجھ سے کسی کام کو کہتے ہیں فرمایا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نے پوچھا کہ میں نوکری چھوڑ دوں میں نے (حضرت صاحب نے) جواب دیا کہ جب ایسی حالت ہو کہ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے تب چھوڑ دو نسبت شریعت و طریقت کی مثل وضو و نماز کے ہے۔ فرمایا کہ بنائے مدارس دین فقیر نے آغاز کی ہے۔ تصوف چار علم سے ہے۔ تعبیر۔ اخلاق۔ سلوک حقائق۔ زمین مظہر چند صفات کی ہے علم صنع۔ عدل۔ امانت۔ زمین عجب چیز ہے کہ مظہر جسم محمدی ہے قضا کا علاج بھی قضا ہے ع ہم در تو گریزم ار گریزم۔ مولوی بحر العلوم مثنوی پر ایسی غالب ہوگئی تھی کہ مدارس میں بجائے قرآن کے مثنوی شروع کر دی تھی۔ یوسف ہمدانی نے خواب میں مولانا روم سے اجازت وظیفہ مثنوی شریف حاصل کی تھی، مواخذہ انا پر ہے اس کو محو کرے اور بے نطق ہو جائے مواخذہ جاتا ہے گا یہ محوی جبر محمود ہے اور دعوی محض جبر مذموم نہ بھی اگر کوئی قصور ہو اپنی طرف نسبت کرے کہ آدم علیہ السلام و ایاز الغلام۔ مثال طوطی و آئینہ کے ہے کہ وجود مطلق لباس مجانس میں فیض دیتا ہے معمول مشائخ کا ہے کہ بعد نماز کے تین بار نفی و اثبات کرتے ہیں فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ توجہ امراء بدرویش آن کی دلیل ہے کہ اس درویش میں رنگ دنیا باقی ہے الجنس یمیل الی الجنس۔ ایک عالم کا فتوی کہ قبول حج بدل میں عذر پیش کرتے تھے نقل کیا کہ شاید سلطان پر حج فرض بھی نہ ہو و اخاف ان یاکلہ الذئب ای الحسد اول مدارج وحدۃ اخوت ہے پھر کنفس واحدۃ۔ صوفیہ کے نزدیک متشابہات ظاہر المعنی ہیں۔ سبقت رحمتی علی غضبی سبقت زمانی بھی ثابت ہے کہ اولاً اسمائے جمالیہ ظاہر ہوتے ہیں عالم عدم سے باہر آتے ہیں جب ہلاک نزدیک ہوتا ہے اسماء جلالیہ قہر وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں اس میں زمان قریب ہے لہذا عارف شکوہ نہیں کرتا دعا میں درود مثل صندوق کے ہے اپنے شیخ کے حق میں ایسا اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اس سے بہتر میری کوشش سے نہ ہاتھ آئے گا۔ کشف میں خطرات کی تمیز بہت دشوار ہے قادیانی اگر راہ پر بھی ہو تاہم بوجہ اپنے علم کے انکار پر

معذور ہیں ایک شخص نے دہلی میں فقراء کو جمع کرکے دیر تک بٹھا رکھا دیر کے بعد دو دو پیسے سب کو دیئے مرزا مظہر جانجاناںؒ نے فرمایا کہ مرد آدمی اگر یہی منظور تھا تو اتنا ہرج کیوں کیا اور جو چشتی (فقراء) کہ تشریف فرما تھے بدیں وجہ کہ ان کا شعار پستی ہے ایک لفظ بھی نہ بولے بلکہ خاموش رہے کسی نے مرزا صاحب سے عرض کیا کہ میر دردؒ سماع سنتے ہیں فرمایا کہ کوئی آنکھ رس ہوتا ہے اور کوئی کان رس کیونکہ مرزا صاحب بغایت جمال پسند تھے حتیٰ کہ اگر کوئی چیز بے موقع دیکھتے تھے مکدر ہوتے تھے۔ اھدنا اور ربنا لا تزغ قلوبنا کا ورد ہمیشہ رکھنا چاہیئے۔ فقط ؂

حصہ دوم ختم ہوا

حصہ سوم
متفرقات

فقیر (مولانا احمد حسن صاحب راوی ملفوظات) خدمت میں حاضر تھا ایک شخص پانی دم کروانے کو آیا حضرت نے بعد دم کرنے کے فرمایا کہ مجھ کو تعویذ گنڈا کچھ نہیں آتا اکثر مشائخ کے تعویذ و گنڈے خوب چلتے ہیں بعض کا نام بھی لیا وہ حضرت کے متوسلین معتقدین میں ہیں بعض مشائخ نے مجھ کو عنایت کرنا چاہا میں نے انکار کر دیا ایک مرتبہ میں اپنے شہر اپنے رفقا کے ساتھ صحن مسجد میں بیٹھا تھا ایک شخص اجنبی چہرہ چھپائے ہوئے آئے اور مسجد میں سلام کرکے چلے گئے کھانے کے وقت میں نے ان کو بلا بھیجا انہوں نے اپنا کھانا مسجد میں طلب کیا وہیں بھیج دیا گیا دو تین دن یہی دستور رہا تیسرے دن میں سہ دری میں (کہ متصل مسجد کے میں نے بنوائی تھی) بعد نماز عشاء کے قبل سونے کے مثنوی شریف (مولانا روم) دیکھ رہا تھا اور سہ دری میں پردہ پڑا تھا ان صاحب نے آکر آہستہ سے پردہ اٹھایا میں نے پوچھا کون ہے کہا شاہ جیو ہیں بولے اگر اجازت ہو تو کچھ شمع کے سامنے لکھ لوں میں نے کہا آیئے اندر آکر انہوں نے قلم دوات نکالی زعفران کی روشنائی اور انار کی لکڑی کے قلم سے کوئی نقش لکھ کر فرمایا کہ یہ نقش اگر روز لکھا جاوے تو ہر روز پانچ روپیہ فتوح ہوتا ہے اور اگر کبھی کبھی لکھا جاوے تو بھی ایسا ہی روپیہ آتا ہے غرضیکہ ہر بار لکھنے میں پانچ روپیہ ملتے ہیں میں نے جواب دیا کیا شک ہے بزرگوں کے پاس ایسے ایسے عمل ہوتے ہیں ان کی یہ غرض تھی کہ فقیر (حضرت صاحب) استدعا کرے اور میں مضامین مثنوی میں غرق تھا کچھ التفات نہیں کیا انہوں نے پھر کہا کہ اس میں کچھ دقت و مشقت بھی نہیں صرف نقش کو

زعفران کی روشنائی اور انار کے قلم سے لکھ کر فلاں دعا پڑھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے جب پانچ روپیہ لینا ہو ایسا کرے میں نے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا آخر الامر انہوں نے کھل کر کہا کہ آپکے لنگر خانے میں ایسا عمل ہونا ضروری ہے اکثر مہمان آتے ہیں یہ عمل باعث اطمینان ہے فقیر نے کہا کہ جو کچھ آپ کے سینے میں ہے وہ عنایت فرمائیے تو ورنہ ایسے عملوں کی مجھے ضرورت نہیں ابھی میرا اعتماد اس رازق حقیقی پر ہے جو میرے رزق کا ذمہ دار ہے اور پھر میرا اعتماد اس عمل پر ہو جاویگا مجھ کو غیر پر اعتماد کی ضرورت نہیں کیونکہ اسی لئے میں نے اپنی جائیداد وغیرہ ترک کرکے مسجد میں قیام اختیار کیا ہے ان بزرگ نے میری ہمت کی تحسین کرکے دعا دی اور فرمایا کہ ایسا شخص محروم نہیں رہتا مولوی عبدالرحمن صاحب جلال آبادی کا قصہ بیان کیا کہ جلال شاہ مجذوب جلال آباد میں مقیم تھے مولوی عبدالرحمن صاحب باوجود فضل و کمال جنیدے ان کی صحبت میں بیٹھے کچھ حالت جذب کی سی ہو گئی پھر تو مولوی صاحب ہر وقت مجذوب جمال شاہ کی خدمت میں رہنے لگے باایں ہیئت کذائی کہ کوبلوں کا تھیلا گلے میں اور ناریل ہاتھ میں انکے پیچھے پیچھے پھرتے تھے جب مجذوب صاحب کو حقہ کی ضرورت ہوتی آپ (مولوی عبدالرحمن) ناریل تیار کرکے سامنے رکھ دیتے تھے جب مولوی صاحب کا انتقال ہو گیا (وہی) مجذوب صاحب آکر کہنے لگے کہ مولوی صاحب ہمارا بوجھ نہ اٹھا سکے دفعۃً بوجھ اٹھا لیا اگر بتدریج اٹھاتے تو سنبھال لیتے۔ فرمایا کہ یہی مولوی عبدالرحمن صاحب ایک دفعہ میرے پاس آئے مسطر دکھا اٹھا کر ایک نقش اسکی پشت پہ لکھ کر مجھ سے فرمایا کہ یہ نقش پندرہ دفعہ زمین پر لکھ کر مٹا دیا جائے پھر لکھا جاوے میں نے کچھ توجہ نہیں کی اتفاقاً ایک مرتبہ آٹھ روز کا فاقہ ہو گیا میں نے اس نقش کو جیسا کہ انہوں نے کہا تھا لکھا اگرچہ انہوں نے کچھ تاثیر نہ بیان کی تھی مگر میں نے احتمال سے اس کو استعمال کیا بہت فتوح ہوئی معلوم ہوا کہ یہ نقش فتوح کا تھا میں نے دو چار مرتبہ لکھ کر پھر ترک کر دیا اور باوجود فقر و فاقہ کبھی استعمال میں نہیں لایا چنانچہ ۱۲۹۹ھ میں جب میں (مولانا احمد حسن) حضور میں حضرت کے حاضر ہوا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں اول اول مکہ مکرمہ آیا فقر و فاقہ کی یہاں تک نوبت پہونچی کہ نو روز تک بجز زمزم شریف کے کچھ نہ ملا تین چار دن کے بعد بعض احباب سے قرض مانگا انہوں نے باوجود وسعت انکار کیا مجھے معلوم ہوا کہ امتحان ہے بس عہد کر لیا کہ قرض بھی نہ لونگا اور ضعف سے یہ حالت تھی کہ نشست و برخاست دشوار تھی آخر نویں دن حضرت خواجہ اجمیری عالم واقعہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے امداد اللہ تم کو بہت تکالیف اٹھانے پڑے اب تیرے ہاتھوں پر لاکھوں روپیہ کا خرچ مقرر کیا جاتا ہے میں نے انکار کیا

کہ یہ امانت بہت سخت ہے ارشاد ہوا کہ اچھا تمہاری مرضی مگر اب محتاج خرچ تمہیں ملا کریگا تب سے ملا منت دیگر ہے مصارف روزمرہ چلتے ہیں احقر (راوی) نے عرض کیا کہ کبھی کوئی کیمیا گر بھی آپکو ملا ہے فرمایا کہ ہاں ملا بھی اور کیمیا بھی دینا چاہی مگر میں نے منظور نہیں کیا چنانچہ جب میں مدینہ منورہ گیا اور کچھ روز قیام ہوا ایک بزرگ مغربی کونے میں حرم کے بیٹھا کرتے تھے ان سے بھی ملتا تھا ایک دن فرمانے لگے کہ ہند میں ایک بوٹی ہے اس سے کیمیا خوب بنتی ہے بلکہ اسی وجہ سے مغربی لوگ اہل ہند کو کیمیا گر جانتے ہیں تم اسکے اہل ہو چاہو تو سیکھ لو میں نے عرض کیا کہ حضرت میں مدینہ منورہ سے دنیا لے کر جانا نہیں چاہتا اگر کچھ باطن سے عنایت فرمائیے زہے قسمت یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور دعا دی۔ فرمایا ایک مرتبہ میں اور حافظ ضامن صاحب تھانہ سے رامپور یا نانوتہ جاتے تھے جب جلال آباد پہونچے خیال آیا کہ اگر شاہ جمال صاحب مجذوب سے ملاقات ہو جائے تو بہت اچھا ہو اسی وقت (مجذوب صاحب) ایک گلی سے نکل کر ہنستے ہوئے سامنے آگئے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے حوالی قلب میں لبشدت درد تھا اس حالت میں بعض اوقات مجھے قہقہہ شروع ہو جاتا تھا اگرچہ شدت قہقہہ سے درد زیادہ ہو جاتا تھا مگر میں مجبور تھا رک نہ سکتا تھا فرمایا کہ حضرت داؤد طائی کی ہمشیرہ کو ایک دفعہ چلنے میں ٹھوکر لگی جس سے ناخن الگ ہو گیا ان کو قہقہہ شروع ہوا اور فقراء نے سوال کیا کہ یہ وقت رونے کا ہے نہ ہنسنے کا جواب دیا کہ مجھے اس کی پاداش نظر آگئی اسکے روبرو یہ درد کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ جبرئیل امین نے حضرت ایوب علیہ السلام سے بعد صحت دریافت کیا کہ مرض میں آپکا کیا حال تھا اور اب کیا ہے فرمایا کہ جو مزہ بیماری میں تھا وہ تندرستی میں نہیں ہے۔ بیماری میں ہر صبح حضرت حق سے آواز آتی تھی کہ اے ایوب کیسے ہو اس کے نشہ میں شام تک مست رہتا تھا اور شام کو بھی ایک آواز ایسی آتی تھی کہ صبح تک مستی رہتی تھی بعد صحت کے یہ آواز کبھی نہیں آتی، فرمایا کہ جو مزہ میں نے فقر و فاقے میں دیکھا اور اس میں میرے مراتب کی ترقی ہوئی اور انبیاء علیہم السلام و ملائک مقربین کی زیارت ہوئی اور انوار تجلیات مجھ پر نازل ہوئے وہ امور کبھی فراغت میں میسر نہ ہوئے، فرمایا فقر و فاقہ بڑی نعمت ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفقر فخری۔ فرمایا کہ میرے حضرت باوجود اخفائے احوال کے ایسا تصرف قوی رکھتے تھے کہ جس سے عقل حیران رہ جاتی تھی حافظ محمود صاحب داماد مولانا مولوی مملوک علی صاحب ایک مرتبہ حضرت پیرومرشد کی خدمت میں بعد بیعت کے حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ مجھے تصور شیخ کی اجازت دیجئے تاکہ تصور شیخ کیا کروں حضرت نے فرمایا کہ جب

محبت و عقیدت غلبہ کرتی ہے تب تصور شیخ کون کرتا ہے غلبہ محبت سے تصور شیخ خود بخود بڑھ جاتا ہے
حضرت کے اس فرمانے سے ایسا تصور شیخ ان پر غالب ہوا کہ ہر جگہ صورت شیخ کی نظر آتی تھی چلتے چلتے حیران
ہو کر کھڑے ہو جاتے کہ صورت شیخ کی سامنے کھڑی ہے جہاں قدم رکھتے ہیں وہاں بھی صورت شیخ موجود ہے
نماز میں سجدے کی جگہ صورت شیخ دیکھ کر نماز کی نیت توڑ دیتے تھے حضرت سے عرض کیا کہ اب تو نماز
پڑھنی مشکل ہو گئی ہے کس کی نماز پڑھیں حضرت کی ادنیٰ توجہ سے جیسے یہ حالت پیدا ہوئی تھی
جاتی رہی اور دوسری حالت ہو گئی اسی ضمن میں اپنے دادا پیر کا بیان فرمایا کہ ایک ڈوم آپ سے مشرف بہ
بیعت ہوا اس نے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی وظیفہ بتلایئے حضرت نے کسی امر شنیع سے منع نہیں کیا صرف یہ
فرمایا کہ جب اذان کی آواز سنو اسی وقت نماز میں شامل ہو جاؤ چاہے جس شغل میں ہو اسے ترک کر دیا کرو
بعض معتقدین نے عرض کیا کہ اس کو گانے بجانے سے کیوں نہ منع فرمایا جواب دیا کہ میرے دل میں القا کیا
گیا کہ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر اس ڈوم نے حضرت کے حکم کو اپنے اوپر واجب کر لیا
اور بطور سننے اذان کے مسجد میں چلا جاتا تھا یہاں تک کہ جب گانے بجانے کا وقت ہوتا تھا تو کسی سے کہہ
دیتا تھا کہ جب اذان ہو تو مجھے بتا دینا ایسا نہ ہو کہ شور و غل میں اذان نہ سنوں اور حضرت کے حکم کی تعمیل
نہ ہو سکے تھوڑے دنوں میں وہ ڈوم سب باتیں ترک کر کے حضرت کی خدمت میں آ بیٹھا۔ فرمایا کہ ایک دفعہ
میرے حضرت بعد نماز جمعہ کچھ وصیت کرنے لگے جس سے تو ہاری والے بہت مغموم ہوئے اور عرض کیا کہ ہم
تو جانتے تھے کہ ہمارے گھر میں دولت رکھی ہے جب چاہیں گے مستفید ہوں گے آپ کی باتوں سے ہمارا
دل پاش پاش ہوا جاتا ہے ارشاد ہوا کہ گھبراؤ نہیں میرے بہت سے یار تمہارے پاس موجود ہیں انکو میرا
قائم مقام سمجھو خصوصاً حافظ ضامن صاحب کو حضرت پیر و مرشد نے مجمع عام میں تو بالتصریح خلیفہ بنایا اور
ضمناً ہم لوگوں کو بھی مجاز کیا البتہ خاص لوگوں سے بالتصریح بھی فرمایا کہ ہم نے فلاں فلاں کو اجازت عام
دی ہے بعد اسکے حضرت بیمار ہوئے فرمایا کہ مجھے میرے وطن جھنجھانہ لے چلو جب چلتے وقت آپ تھانہ بھون
تشریف لائے اور مسجد کے پاس میانہ رکھوا دیا میں بھی حاضر خدمت شریف ہوا حضرت نے فرمایا کہ تم مجرد
تھے اور حافظ ضامن و مولوی شیخ محمد صاحب خیال دار، میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ و ریاضت لونگا مشیت باری
سے چارہ نہیں ہے عمر نے وفا نہ کی جب حضرت نے یہ کلمہ فرمایا میں پٹی (میانہ کی) پکڑ کر رونے لگا حضرت نے
تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے فقیر کی قبر

سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا ہے فرمایا (حضرت صاحب نے)
کہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اٹھایا تھا بیان فرمایا کہ میرے
بڑے بھائی شیخ ذوالفقار علی صاحب جب ملک پنجاب سے واپس آئے تو مجھ کو اوراد کا شائق پایا فرمانے
لگے مجھ کو ایک فقیر نے ایک عمل بتلایا ہے تم سیکھ لو میں نے ان سے لے لیا ایک دفعہ میرا دہلی جانا ہوا
وہاں عبداللہ مسند نشین درگاہ حضرت صابر بخش نے تقریب عرس میں مجھ کو بلوایا اور کسی اپنے مرید کا ہاتھی
سواری کو بھیجا جب میں ان کے مکان پر پہونچا تو دیکھا کہ لوگ بڑی شان وشوکت سے جمع ہیں میں فقیرانہ
حالت سے گیا تھا مجھ کو دیکھتے ہی تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دست بوسی کر کے مسند صدر پر بٹھایا مجھ کو
بڑا تعجب تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے جب رات وظیفہ پڑھنے لگا تب خیال ہوا کہ یہ سب اسی وظیفہ کا اثر ہے خواب
میں حضرت پیر ومرشد نے فرمایا کہ اس اعزاز سے کیا حاصل مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس عمل سے ناراض ہیں اسی وقت
ترک کر دیا پھر نہیں پڑھا۔ فرمایا کہ میرے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب و شیخ محمد جان صاحب ولایت
سے خدا کی طلب میں ہندوستان تشریف لائے اور حضرت رحم علی شاہ سے خاندان قادریہ میں بیعت کی
بعد ان کے انتقال کے پھر طلب کا تقاضا ہوا پھرتے پھرتے امروہے پہونچے وہاں حضرت شاہ عبدالباری کی
شہرت تھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے چند دن بعد شاہ عبدالباری صاحب کو مطالعہ مثنوی شریف کی کیفیت
ہوئی خدام سے کہا محمد جان سے کہہ دو کہ تمہارا حصہ شاہ غلام علی صاحب دہلوی کے یہاں ہے اور شاہ
عبدالرحیم صاحب کو میرے پاس بلا لاؤ جب شاہ عبدالرحیم صاحب حاضر ہوئے حضرت نے ان پر اسی کیفیت میں نظر
ڈالی پہلے تو حضرت شاہ صاحب کو حالت گریہ طاری ہوئی بعدہ قہقہہ شروع ہوا مگر دوسری حالت
شاہ عبدالباری صاحب کی بھی ہوئی دونوں صاحب باغ میں تشریف لے گئے اسی حالت میں شاہ عبدالرحیم صاحب
کا مقصد دلی حاصل ہوا غالباً ۱۲۶۱ھ میں شیخ جان محمد صاحب سے کہ جبل ابو قبیس پر رہتے تھے اور مرجع
خلائق تھے وقت زیارت حرمین سنا ہے۔ فرمایا کہ مومن خاں صاحب دہلوی فرماتے تھے کہ ایک بار چند حضرات
شاہ عبدالعزیز صاحب سے حدیث شریف پڑھ رہے تھے شاہ صاحب نے تذکرہ اکابر دین کا کیا ہم لوگوں نے عرض
کیا کہ اب بھی کوئی ایسا ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ پرسوں ہمارے پاس فلاں حلیہ کا ایک شخص مسئلہ دریافت کرنے
آویگا وہ مرد کامل ہے اور ساعت وقت بھی معین کر دیا ہم لوگ روز موعود میں زینت المساجد میں کہ کنارے جمنا کے
واقع ہے انکے اشتیاق میں بیٹھے تھے وقت مقررہ پر دریا کے کنارے سے اسی حلیہ کے ایک بزرگ صاحب

نمودار ہوتے ہم لوگ دوڑے اور زیارت سے مشرف ہوئے وہ شاہ عبدالرحیم صاحب تھے مومن خاں صاحب اس واقعہ کی وجہ سے مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ فرمایا کہ حمزہ علی خاں رئیس لوہاری حضرت عبدالرحیم صاحب کے مرید تھے ان پر ایسا رعب غالب تھا کہ حضرت کو دیکھ نہ سکتے تھے دیکھتے ہی حالت طاری ہو جاتی تھی بلکہ اگر وہ مکان میں ہوتے اور حضرت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لاتے تو وہ گھوڑے کی ٹاپ سنکر بے ہوش ہو جاتے تھے یہ ثمرہ محبت کا ہے۔ فرمایا کہ مفتی الٰہی بخش صاحب حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے طلبان کے گرد بیٹھے تھے اور خود تخت یا پلنگ پر لیٹے تھے اسی حالت میں حدیث شریف کا سبق ہو رہا تھا حضرت دادا پیر صاحب سبق سننے کیلئے اس حلقے میں تشریف لے گئے مفتی صاحب گھبرا کر بیٹھ گئے اور ادھر ادھر دیکھنے لگے جب حضرت کو دیکھا تو فرمانے لگے کہ شاہ صاحب تشریف رکھتے ہیں یہ انوار و برکات آپ کی تشریف آوری کے باعث پیدا ہوئے ہیں فرمایا کہ مولانا مولوی محمد صادق صاحب بیان فرماتے تھے کہ چالیس برس سے مجھ سے اور میاں جیو نور محمد صاحب سے ملاقات ہے اس چالیس سال میں کبھی آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی الاستقامۃ فوق الکرامۃ آپ کی استقامت اعلیٰ درجے کی ہے فرمایا کہ میں نے ایک بار حضرت پیر و مرشد کی شان میں ایک مخمس کہا چونکہ مجھ میں تاب سنانے کی نہ تھی کسی اور کی معرفت حضرت کو سنوایا آپ نے فرمایا کہ خدا اور رسول کی صفت و ثنا بیان کرنا چاہیے میں نے عرض کیا کہ میں نے غیر خدا اور رسول کی مدح نہیں کی تیسرے روز حضرت نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم صاحب نے تم کو سرخ رنگ کا جوڑا عنایت کیا ہے گویا وہ خلعت صلہ اس مخمس کا تھا۔ فرمایا کہ کپڑے رنگیں سرخ کنایہ دو امر کا ہوتے ہیں ایک مرتبہ محبوبیت دوم شہادت محبوبیت کا مرتبہ تو بڑے لوگوں کو ملتا ہے ہم کیسے اس کے مستحق ہو سکتے ہیں البتہ مرتبہ شہادت عطا ہو تو بعید نہیں (یہ محض آپکا انکسار ہے ورنہ رتبہ محبوبیت میں کیا کلام ہے تمام مخلوق عوام و خاص کا آپکو بنظر محبت دیکھنا اس کی دلیل ہے جیسا کہ صحاح ستہ میں حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب خدا کسی کو اپنا محبوب بناتا ہے جبریل امین سے کہتا ہے کہ ہم نے فلاں شخص کو اپنا محبوب بنایا ہے تم اس کو اپنا محبوب سمجھو اور آسمان و زمین میں اسکی محبوبیت کی منادی کر دو پھر تمام مخلوق اس سے بنظر محبت پیش آتی ہے) اس مخمس کے چند اشعار یہ ہیں۔

تم ہولے نور محمد خاص محبوب خدا	ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفےٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا	عشق کی پرسنکے باتیں کانپتے ہیں دست و پا

اے شہِ نورِ محمد وقت ہے امداد کا

جام الفت سے تیرے میں ہی نہیں اک جرعہ نوش | سینکڑوں دریا زرے مدہوش ہیں اے مے فروش
دل میں ہے انکے بھرا اک بادۂ وحدت کا جوش | پر یہی کہہ کر اٹھے ہیں جب ہے آیا ان کو ہوش

اے شہِ نورِ محمد وقت ہے امداد کا

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا | تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا | آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا

اے شہِ نورِ محمد وقت ہے امداد کا

فرمایا کہ حضرت شیر خاں صاحب جب حالت نوکری میں وقت شب ذکر نفی و اثبات کرتے تھے تو ان کے منہ سے ظلمت و نور دونوں نکلتے تھے مدت تک کسی کو معلوم نہ ہوا ایک دفعہ وہ مسجد میں ذکر کر رہے تھے ایک شخص کا ادھر گذر ہوا اس نے دیکھا کہ مسجد میں کبھی اندھیرا ہو جاتا ہے اور کبھی روشنی ہو جاتی ہے متحیر ہو کر سبب دریافت کرنے مسجد کے اندر آیا آپ کو دیکھا کہ ذکر میں مصروف ہیں جب لا الٰہ کہتے ہیں منہ سے تاریکی نکلتی ہے اور جب الا اللہ کہتے ہیں روشنی نمودار ہوتی ہے بعدہٗ اور کئی آدمیوں نے دیکھا اور اسکا چرچا ہونے لگا جب شیر خاں صاحب کو اطلاع ہوئی چونکہ آپ کو توجہ پرتو پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کی حیات ہی میں انتقال فرمایا میں (راوی ملفوظات) حضرت کی خدمت میں غذائے روح کا وہ سبق جو حضرت شاہ نور محمد صاحب کی شان میں ہے سنا رہا تھا جب اثر مزار شریف کا بیان آیا آپ نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کا محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنہ یا آدھ آنہ روز ملا کریگا ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ پائیں قبر سے ملا کرتا ہے فرمایا کہ جہاں میرے حضرت پیر و مرشد کا مزار ہے وہاں ایک احاطہ امام سید محمود صاحب کا مشہور ہے اور اس احاطہ میں کسی نئی قبر کا حکم نہ تھا آپ وہاں اکثر جایا کرتے اور دیر تک مشغول رہتے تھے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ اگر ممکن ہو مجھے اسی جگہ جہاں میں اکثر جاتا ہوں دفن کرنا وہاں سے مجھے بوئے انس آتی ہے الحاصل وہاں کے مجاوروں کو کچھ دیکر آپکا مزار وہاں بنایا گیا لیکن مجاوروں میں باہم تکرار ہوتی اسی حالت تکرار میں ایک آدمی کو کچھ غنودگی سی طاری ہوئی دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد سید محمود صاحب فصیل احاطہ پر کھڑے ہیں اور

حضرت اپنا ہاتھ سید صاحب کے ہاتھ سے چھڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے بعض مجاور ناراض ہیں اب ہم یہاں نہ رہیں گے لیکن سید محمود صاحب نہیں چھوڑتے اور فرماتے ہیں کہ ہم کو ایک ہی تو یار غار ملا ہے ہم کیسے چھوڑیں گے اور اس منکر کو بہت لعن کیا جب وہ خواب سے بیدار ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا اور اپنے انکار سے باز آیا اور یہ کیفیت عام طور سے مشہور ہو گئی اور جنہوں نے بابت دفن کے روپیہ لیا تھا بمنت وسماجت واپس کیا۔ فرمایا کہ مزار مقدس آپکا خام ہے البتہ حلقہ پختہ ہے لوگوں نے چاہا کہ ایک ہاتھ سے اونچا کر دیں آپ نے کسی کو خواب میں اشارہ کیا کہ خلاف سنت نہ کرو ایک ہی ہاتھ اونچا رہنے دو۔ فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد کے کوئی قریب حج کو تشریف لائے مجھ سے دریافت کیا کہ اجازت ہو تو قبر مبارک از سر نو درست کر دی جائے میں نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے بعض فقہا جائز لکھتے ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ میں کیسے منع کر دیتا جس مزار سراپا انوار سے میں نے فیض حاصل کیا ہو میرے نزدیک اس کی درستی و اصلاح تو فرض ہے فرمایا کہ امر وہے میں ایک ہندو تھا وہ حضرت عبد الباری سے کمال اعتقاد رکھتا تھا اس نے آپ سے عرض کیا کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے تعویذ دیجئے حضرت نے تعویذ دیکر فرمایا کہ ابھی تو اپنی بیوی کے بازو پر باندھ دو اور بعد تولد فرزند اس کے باندھ دینا تعویذ کی برکت سے اس کے لڑکا پیدا ہوا جب وہ سن تمیز کو پہونچا باغوائے بعض ہنود اس تعویذ کو کھول ڈالا اس میں اوڑری بھینسری ساون آیا لکھا تھا یہ پڑھ کر اس نے تعویذ پھینک دیا تعویذ پھینک کر وہ نہانے کو گیا دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ اس امر کا تذکرہ تھا کہ عارف جنتی و دوزخی کو اسی عالم میں جان لیتا ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ہمارے پیر بھائی شیخ امام الدین تھانوی ایک مرتبہ حضرت پیر و مرشد کے ساتھ جھنجھانے گئے تھے اور وہ زمانہ حضرت کے مرض الموت کا تھا جب شیخ صاحب اپنے وطن واپس آنے لگے حضرت نے فرمایا کہ جیسے دنیا میں جنتی دیکھنا ہو انہیں دیکھ لے فرمایا کہ حضرت حافظ ضامن صاحب میرے پیر بھائی مقام منصوریہ میں چھ مہینے رہے مگر بسبب توجہ پیر و مرشد دم انا الحق کا نہیں مارا اور کبھی کلمات شطحیات زبان پر نہیں لائے بلکہ اسم و مسمیٰ میں مستغرق رہتے تھے اور ذکر قلبی و لسانی دونوں ایک وقت میں کرتے تھے اور یہ اجتماع بہت مشکل ہے مثنوی معنوی کے درس میں شیخ کامل کی صحبت کے فوائد کا بیان تھا میں نے (مولانا احمد حسن صاحب نے) عرض کیا کہ کیا مجرد صحبت بدون ذکر و شغل کے بھی مفید ہوتی ہے فرمایا مفید ہوتی ہے بلکہ شیخ کامل کی شناخت کا ایک طریقہ مقرر کیا گیا ہے کہ اگر کسی شیخ کی صحبت سے دنیا سے دل سرد ہوتا جاتا ہے اور عقبیٰ کی طرف میلان زیادہ ہو تو وہ شیخ کامل ہے اور اگر وہ شیخ مکار ہے تو اول بباعث تشابہ ظاہری کے دل میں

کچھ انوار ظاہر ہونگے مگر بعد کو تیرگی ہو جاوے گی مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کثرت سے نکاح کرتے تھے اور بہت جلد طلاق دے دیتے تھے ایک شخص کے کئی لڑکیاں تھیں اس نے حضرت سے یکے بعد دیگرے سب کا نکاح کر دیا اسکے احباب نے پوچھا کہ باوجودیکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تمہاری لڑکیوں کو طلاق دے دیتے ہیں پھر کیوں دوسری لڑکیوں کا نکاح ان سے کرتے ہو اس میں کیا اسرار ہے اس نے جواب دیا کہ حضرت امام صاحب حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ہیں میں چاہتا ہوں کہ انکا جسم شریف میری لڑکیوں سے مس ہو جاوے تاکہ وہ سب کی سب بدولت آپ کی صحبت کے پاک و جنتی ہو جائیں۔ فرمایا کہ جب ۱۲۶۱ھ میں میں حج کو آیا تھا تو بندر مخہ میں اتر کر حضرت ابوالحسن شاذلی کی زیارت باسعادت سے شرف اندوز ہوا اور حضرت زین الدین مسند نشین درگاہ حضرت ابوالحسن سے بھی ملاقات ہوئی ان سے حزب البحر کی اجازت حاصل ہوئی اگرچہ اسکی اجازت مجھے حضرت پیر و مرشد سے تھی مگر تبرکاً دوسری اجازت بھی ان سے حاصل کر لی کیونکہ جامع حزب البحر کے حضرت ابوالحسن شاذلی تھے ان کے خاندان سے اجازت لینا نور علیٰ نور ہے طریقہ زکوٰۃ جو ان سے مجھے حاصل ہوا بہت سہل ہے اور حزب البحر کے ساتھ طبع ہو گیا ہے، فرمایا کہ جب میں مکہ مکرمہ میں مہاجر ہو کر آیا یہاں کے اکثر مشائخ سلسلہ ظاہریہ و باطنیہ کے تھے وہ مجھ سے بہ الفت تمام پیش آتے تھے ایک بار میں عمرہ کے لئے تنعیم کو جا رہا تھا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ میں تازہ ہند سے آیا تھا ایک مرد صالح مجھ کو دیکھ کر اپنی سواری پر سے اتر پڑے اور جب میں آگے نکل گیا تب وہ سوار ہوئے لوٹتے وقت پھر وہ ملے اور ایسا ہی کیا میں حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اس کے بعد ایک شخص نے میری دعوت کی جب میں انکے مکان پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جو مسجد تنعیم کے راہ میں تھے پھر معلوم ہوا کہ وہ بڑے نامی گرامی صاحب سلسلہ بزرگ مکہ معظمہ میں نام مبارک انکا ابراہیم رشیدی ہے مولانا نواب صاحب حبیب محمد اسمٰعیل صاحب کے پیر و مرشد ہیں، فرمایا کہ ابراہیم رشیدی صاحب آغا الماس کی باط میں کئی بار میری خلوت میں تشریف لائے اور بہت عنایت فرماتے تھے اور جب ملتے تھے تو فرماتے تھے محبتک نی فوادی- اور اپنے قلب کی طرف اشارہ کرتے تھے- فرمایا کہ ایک بار مجھے ایک مشکل پیش آئی اور حل نہ ہوتی تھی میں نے حطیم میں کھڑے ہو کر کہا کہ تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیاء اللہ کے یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو یہ کہہ کر میں نے نماز نفل شروع کر دی میرے نماز شروع کرتے ہی ایک آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی پاس ہی نماز میں مصروف ہو گیا اس کے آنے سے میری

حل ہو گئی جب میں نے نماز ختم کی وہ بھی سلام پھیر کر چلا گیا۔ فرمایا کہ مطاف میں بعض وقت ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ انکے انوار میں طواف کرنا مشکل ہو جاتا ہے یہی دل چاہتا ہے کہ انکے انوار و تجلیات کو دیکھا کیجے اور بعض وقت ایسی ظلمت ادخال شنیعہ طائفین کی ہوتی ہے کہ قلب مکدر ہو جاتا ہے اور طواف میں لذت و حظ نہیں آتا۔ فرمایا کہ جب تیسری مرتبہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا مجھے مثنوی معنوی کا بڑا اشوق تھا اور حرم شریف میں چند مواضع میں درس مثنوی شریف ہوتا تھا۔ فرمایا کہ حافظ غلام مرتضےٰ مجذوب مقیم پانی پت سالک مجذوب تھے حالت سلوک میں ان کو جذب ہو گیا تھا ہماری بستی میں اکثر آیا کرتے تھے ایک بار غل ہوا کہ غلام مرتضیٰ پتھر مار رہے ہیں میں ان کے پاس گیا مجھ کو دیکھ کر انہوں نے پتھر مارنا چھوڑ دیئے اور مجھے قریب بلایا میرے ہاتھ میں کوئی کتاب عشق کی تھی اس کے اوراق کھلوائے گئے جب یہ شعر نظر پڑا

عشق اول عشق آخر عشق کُل عشق شاخ و عشق نخل و عشق گُل

مجھ کو اشارہ کیا اور بشارت غلبۂ توحید کی دی۔ فرمایا کہ جو اسرار توحید میری زبان سے بے ساختہ نکل جاتے ہیں یہ اسی بشارت کا ثمرہ ہے فرمایا ایک دفعہ میری حافظ غلام مرتضیٰ سے ملاقات ہوئی۔ مجھے بشارت دی میں نے عرض کیا کہ میرے حوصلے کے موافق یا آپکے فرمایا میرے موافق میں بہت خوش ہوا فرمایا کہ ایک دفعہ میں صحرا میں پھر رہا تھا ایک جھاڑی میں کچھ آثار آدمی کے معلوم ہوئے غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وہی مجذوب صاحب ہیں مجھ کو دیکھ کر بیٹھ گئے میں بھی بیٹھ گیا مجھ کو توجہ جذب کی دینا شروع کی جب مجھے آثار جذب معلوم ہونے لگے میں نے حضرت پیر و مرشد کا تصور کیا اسی وقت حضرت میرے ان کے درمیان حائل ہو گئے، مجذوب صاحب تبسم کرنے لگے میں نے عرض کیا کہ تمہاری طرح مجھ کو دیوانگی پسند نہیں ہے فرمایا ایک بار میں ان مجذوب صاحب کے پاس گیا میرے پاس ایک لنگی تھی فرمانے لگے کہ اسکو بچھا دو مولوی قلندر صاحب مع اپنے معشوق کے آتے ہیں میں نے پوچھا مولوی صاحب کہاں ہیں فرمایا ابھی آتے ہیں تھوڑی دیر میں مولوی قلندر صاحب مع محمد حسین صاحب کے کہ ان سے محبت کرتے تھے آئے مجذوب صاحب نے ان کو میری لنگی پر بٹھانا چاہا مولوی صاحب نے انکار کر کے کہا کہ مجھ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرانا چاہتے ہو مجذوب صاحب مولوی قلندر صاحب کی بڑی تعظیم کرتے تھے حتی کہ اگر ننگے ہوتے تو اسی وقت کمل اپنی شرمگاہ پر ڈال لیتے اسکا یہ سبب تھا کہ مولانا قلندر صاحب کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت حضوری تھی، فرمایا کہ میں دہلی میں آیا طالب علمی میں ایک سال

تک رہا بعدہ کبھی کبھی جاتا تھا اور دس پندرہ روز قیام کرتا ایک دفعہ میں دہلی گیا مولوی شاہ عبدالغنی صاحب سے مجھے بے تکلفی تھی اور آمدورفت رہتی تھی میں شاہ احمد سعید صاحب سے ملنے گیا جب انکے مکان پر پہنچا تو وہ حلقہ مریدین میں بیٹھے تھے مجھے دیکھ کر وہاں سے اٹھ کر ایک علیحدہ مقام پر چھپٹی بچھا کر بیٹھے جب وہ اور میں اکٹھا ہوئے تو میں نے کہا کہ آج نسبت چشتیہ نسبت نقشبندیہ پر غالب ہے آج آپ میں نسبت نقشبندیہ کا پتہ بھی نہیں ہے ان دنوں میں مجھ میں گرمی غالب تھی شاہ صاحب نے فرمایا سچ ہے آجکل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی مجھ پر عنایت ہے۔ فرمایا کہ شاہ احمد سعید مجھ سے پہلے مدینہ منورہ تشریف لیگئے تھے جب میں وہاں پہنچا تو آپ بہت مریض تھے ترک لوگ قلعہ میں معالجے کیلئے اٹھالے گئے تھے ترک انکی بہت تعظیم و توقیر کرتے تھے کیونکہ ترک اکثر خالدیہ ہیں اور خالد صاحب نے شاہ غلام علی صاحب دہلوی سے طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا تھا اور شاہ احمد سعید صاحب شاہ غلام علی صاحب کے باتوسط مرید و خلیفہ بلاواسطہ تھے جب میں ان کو دیکھنے گیا باوجود نقاہت مجھ کو دیکھ کر کہا کہ مجھے بٹھا دو حاجی صاحب آتے ہیں بعد سلام ممنون کے شاہ عبدالغنی صاحب سے کہا کہ جب تک میں مریض ہوں حاجی صاحب کی خدمت تمہارے ذمے ہے بعد صحت کے میں خود دیکھ لونگا (حضرت صاحب نے اس کیفیت کو مجھ سے بھی بیان فرمایا اور شاہ احمد سعید صاحب کو یاد کر کے بہت رنجیدہ اور اشکبار ہوئے) فرمایا کہ ابوالحسن مرید خاص شاہ احمد سعید صاحب نے چاہا کہ میں شاہ صاحب سے کچھ ان کی سفارش کروں میں نے کہا یا نہیں کہا لیکن وہ جب میرے پاس آئے تو بہت بشاش تھے اور کہا کہ آپ کی عنایت سے شاہ صاحب نے مجھے طریقہ بھی بتلادیا اور مجاز بھی کر دیا۔ فرمایا کہ اسی سال ایک شخص محمود رافع نام باشندہ طرابلس نے بہمراہی مولوی عبدالوہاب صاحب میرے پاس آکر استدعائے بیعت کی اور بیان کیا کہ میرے والد مفتی عبدالغنی صاحب نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ تم مکہ مکرمہ میں بیٹھے کیا کرتے ہو حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا کہ میں حرم میں بیٹھا تھا ایک شخص مسمی عبدالرحمٰن باشندہ آسام میرے قدموں پر آکر گرا اور کہنے لگا کہ میرے والد اولیاء کرام سے تھے مجھ کو آپ کی صورت مقدس دکھا کر حکم دیا ہے کہ آپ سے بیعت کروں اسی حلیہ خواب کو آپ سے موافق پا کر حاضر ہوا ہوں فرمایا کہ خدا جانے لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں کیا ہوں۔ محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ سے ملتجی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکالدیا۔ مولوی

غلام حسین صاحب نے مکہ مکرمہ میں خواب دیکھا کہ ایک مجمع میں حضرت صاحب کا ایک مرید کہہ رہا ہے کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حاجی صاحب دیگر اولیاء سے سبقت لے گئے ہیں (مولوی ملفوظات نے کہا کہ مرید کو اپنے پیر سے ایسا ہی اعتقاد رکھنا چاہیے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں اپنا اعتقاد تو بیان نہیں کرتا بلکہ حضرت رسول مقبول کا فرمان بیان کرتا ہوں جب حضرت صاحب سے یہ خواب عرض کیا گیا فرمایا کہ عجب معاملہ ہے کہ تم لوگ کیا کیا دیکھتے ہو اور مجھے کیا کیا اعتقاد کرتے ہو حالانکہ مجھ میں کچھ بھی کمال نہیں ہے صرف اللہ کی ستاری ہے میرے عیوب چھپا رکھے ہیں امید ہے کہ اسی طرح عاقبت میں بھی اپنے فضل وکرم سے میرے جرائم کسی پر ظاہر نہ کرے اس خواب کا تذکرہ کئی بار حضرت نے فرمایا۔ فرمایا کہ دہلی میں چند مشائخ کامل ہمعصر تھے چشتیہ نظامیہ میں حضرت فخر الدین صاحب اور قادریہ میں حضرت میر درد صاحب نقشبندیہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور صابریہ میں حضرت غلام سادات صاحب فرمایا کہ حضرت غلام سادات کے تھانہ بھون میں اکثر لوگ مرید تھے اس وجہ سے وہ اکثر یہاں تشریف لاتے تھے ایک مرتبہ آپ آئے تو تمام لوگ ملاقات کو گئے مگر حافظ ضامن صاحب کے دادا امیر عبد الغنی حاضر نہ ہوئے آپ نے دریافت کیا کہ میر عبد الغنی کیوں نہیں آئے لوگوں نے عرض کیا کہ انکا ایک حسین وجمیل جوان لڑکا انتقال کر گیا ہے اس وجہ سے وہ مخبوط الحواس ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک بار انہیں میرے پاس لاؤ مگر وہ نہ گئے اتفاقیہ راستے میں حضرت غلام سادات کو مل گئے آپ نے انکا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ؎ عشق بر مردہ نباشد پائیدار؛

اسی وقت انکا خبط جاتا رہا اور عشق حق غالب ہو گیا مسجد میں بیٹھ رہے اور خدا کی یاد میں راہی ملک بقا ہوئے۔ فرمایا کہ رامپور میں ایک شخص یوسف نام میرے مرید تھے ان کو کسی سے عشق تھا اتفاقاً میرا وہاں جانا ہوا میری طبیعت میں گرمی غالب تھی میں نے ان سے کہا کہ جس صورت پر تم عاشق ہو وہ یہاں بھی تو موجود ہے یہ سنتے ہی انکا حال بدل گیا اور پہلی محبت محو ہو کر جدید محبت پیدا ہو گئی جب تک میرا قیام رامپور میں رہا مجھے ہر وقت دیکھتے رہتے تھے جب میں مکان چلا آیا تو وہ اکثر یہاں آتے اور تھوڑے دن رہ کر چلے جاتے تھے۔ فرمایا کہ اکثر لوگ ناشکری کی وجہ سے محروم رہتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم ذکر وشغل کرتے ہیں اور کچھ حاصل نہیں ہوتا حالانکہ خدا کی تو میں لگ جانا اس کی یاد میں مشغول ہونا بڑی نعمت ہے اگر خداوند کریم خود جذب نہ فرماتا تو کوئی کیسے اسکی یاد کرتا بندہ کو بندگی کرنی چاہیے خداوندی خدا کے اختیار میں ہے

اس سے پہلے رات کو حرم شریف میں بعض لوگوں نے شکایتاً آپس میں فرکہ کیا تھا کہ حضرت ہمارے حال پر کچھ توجہ نہیں فرماتے صبح کو حضرت نے انہیں مخاطب ہوکر یہ راز فرما دیا۔ فرمایا کہ بدوں مجاہدہ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اللہ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا پھر اسی کے موافق فرمایا کہ تمہاری تعلیم کیواسطے کہتا ہوں کہ یہ فقیر عالم شباب میں اکثر راتوں کو نہیں سویا خصوصاً رمضان شریف میں بعد مغرب دو لڑکے نابالغ حافظ یوسف ولد حافظ ضامن صاحبؒ حافظ احمد حسین میرا بھتیجا سوا سوا پارہ عشا تک سناتے تھے بعد عشا دو حافظ اور سناتے تھے ان کے بعد ایک حافظ نصف شب تک اس کے بعد تہجد کی نماز میں دو حافظ اور غرضیکہ تمام رات اسی میں گزر جاتی تھی۔ فرمایا کہ اکثر لوگ توحید وجودی میں غلطی کرکے گمراہ ہو جاتے ہیں تمثیل بیان فرمائی کہ کسی گرو کا چیلہ توحید وجودی میں مستغرق تھا راستے میں ایک فیل مست ملا اس پر فیل بان پکارتا آتا تھا کہ یہ ہاتھی مست ہے میرے قابو میں نہیں ہے اس (چیلہ کو) لوگوں نے بہت منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ وہی تو ہے اور میں بھی وہی ہوں خدا کو خدا سے کیا ڈر آخر ہاتھی نے اسے مار ڈالا جب گرو نے یہ حال سنا گالی دے کر کہا کہ ہاتھی جو مظہر مضل تھا اس کو تو دیکھا اور فیل بان کو کہ مظہر ہادی تھا نہ دیکھا ہادی و مضل اور پیچے جمع تھے ے گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

مثنوی معنوی کے درس میں جذب کا ذکر تھا حضرت نے جذب کی تعریف کرکے فرمایا کہ خاندان چشتیہ میں آخر کو اکثر جذب غالب ہو جاتا ہے مناسب حال حکایت علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہ کی بیان فرمائی کہ ایک خادم قوال نے حضرت گنج شکر سے اجازت مانگی کہ آپ کے خلفا کی زیارت کو جی چاہتا ہے بعد اجازت کے وہ حضرت مخدوم صابر کی خدمت میں آیا آپ بباعث غلبہ استغراق وکمال جذب کے کسی کے آنے جانے سے واقف و آگاہ نہ ہوتے تھے حضرت شمس الدین ترک نے (جو خدمت میں رہتے تھے) بہ آواز بلند ہوشیار کیا اور عرض کیا کہ حضرت پیرومرشد کا خادم آیا ہے اور حضرت کا سلام مسنون لایا ہے آپ نے بعد جواب سلام کے اتنا دریافت کیا کہ میرے شیخ کیسے ہیں اور حضرت شمس الدین کو تاکید فرمائی کہ اس کی توقیر کرو اور گولروں میں (کہ آپ تناول فرماتے تھے) آج نمک بھی ڈالنا یہ کہہ کر پھر حالت استغراق میں ہو گئے اس کے بعد وہ قوال حضرت سلطان الاولیاء کے یہاں حاضر ہوا یہاں تو شاہی کارخانے تھے، بہت تعظیم و توقیر اس کی ہوئی اور حضرت نے عمدہ عمدہ کھانے کھلوائے اور بہت کچھ تحفہ و ہدیہ عنایت کیا جب قوال حضرت فریدالدین گنج شکر کے

حضور میں حاضر ہوا آپ نے دونوں صاحبوں کا حال دریافت کیا اس نے حضرت سلطان لادلیا کی بڑی تعریف کی اور مخدوم صاحب کی شان میں عرض کیا کہ وہ تو کسی سے بولتے بھی نہیں وہاں کچھ ہے حضرت نے پوچھا کہ ہمارے حق میں کچھ بولے تھے کہا کچھ بھی نہیں آپ نے مکرر فرمایا کہ آخر کچھ کہا، عرض کیا کہ صرف یہ پوچھا تھا کہ میرے شیخ کیسے ہیں آپ چشم پُر آب ہو کر فرمانے لگے کہ آج وہ ایسے درجے میں ہیں کہ وہاں کسی کی گنجائش نہیں یہ انہی کا استقلال اور میرے ساتھ کمال محبت ہے کہ ایسی حالت میں بھی مجھے پوچھا اور یاد کیا۔ منشی عبداللہ خادم حضرت صاحب نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت کو بیماری شدید لاحق تھی اس وجہ سے بالاخانے پر تشریف نہ لے جاتے تھے اسی دیوان خانے میں رہتے تھے تین مہینے کامل یہی حالت رہی اکثر ذکر جہر باواز بلند کرتے تھے مولوی اسمٰعیل صاحب کو جب معلوم ہوا انہوں نے عرض کیا کہ ذکر جہر بشدت اس مرض میں مضر ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں ہے کہ میں نے کیا ذکر کیا اور کس کیفیت سے اسی حالت میں اکثر آپ کو شدت سے ہنسی بھی آتی تھی مگر ہم لوگ بوجہ ادب کے نہ دریافت کر سکتے تھے ایک بار خود حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے اپنے اعمال کی پاداش نظر آجاتی ہے۔ وہ ہنساتی ہے اور نیز عاشق کے رنج و راحت مرض و صحت دونوں یکساں ہیں جو لطف و مزہ یار کے انعام واکرام میں ہے وہی لطف و چین اس کے قہر و ایذا میں ہے، فرمایا کہ ایک سال یاد دس سال ہوئے مصر سے ایک پاشا آیا اس کو مجھ سے ملنے کا بہت شوق تھا وارد مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تھا صبح کو کئی بار شیخ الحارہ کے ذریعے سے میرے مکان پر دریافت کرایا کہ شیخ بالاخانے سے اترے یا نہیں میرے نیچے آتے ہی وہ بھی ہمراہی شیخ الحارہ آئے لباس شاہی میں فقیر کامل تھے مجھ سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا روم کے خاندان میں بیعت رکھتے تھے، چند اشعار مثنوی معنوی کا مطلب مجھ سے دریافت کیا اور بعد دریافت مطلب بہت مسرور ہوئے اور ان کو زیادہ عقیدت ہو گئی۔ فرمایا کہ نماز کا کشف بہت صحیح ہوتا ہے اس لئے کہ نماز معراج المومنین ہے اس میں حضوری حق ہوتی ہے عین دربار خداوندی سے جو کشف ہو گا وہ ضرور موافق نفس الامر کے ہو گا اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تدابیر جوش جہاد کی حالت نماز میں کرتے تھے، لوگ کہتے ہیں کہ خیالات نماز میں کچھ نقصان نہیں دیتے ہیں اور حضرت عمر کے واقع کی سند لاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ حضوری تھی خیالات غیریت نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ فیضان باری تھا کہ عین حالت مناجات و حضوری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشف ہوتا تھا۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
آن یکے شیرے کہ مردم مے خورد! واں یکے شیرے کہ مردم مے خورد

فرمایا کہ راؤ عبداللہ خاں مغرب کی نماز پڑھتے تھے اپنے بیٹے امیر خاں کو پکارنے لگے امیر علی میرے خداوند نے آج مجھ کو دکھایا ہے کہ حاجی میاں کو مسجد میں بند کر کے قفل لگا دیا ہے اور مولوی رشید احمد کے ہاتھ میں کتاب دیکر درس کو کہہ دیا ہے یہ بات حاجی میاں کو کہہ دو کہ وہ اسکا مطلب سمجھ لیں گے میں (بزبان پنجابی یعنی مجھے) کچھ خبر نہیں ہے اسکا کشف پورا نکلا کہ مجھے تو مکہ مکرمہ میں کہ اشرف المساجد ہے مقید کر دیا ہند کا خواب و خیال بھی نہیں آتا اور مولوی رشید احمد صاحب کو کتاب دیکر مدرس بنا دیا ہمیشہ احادیث نبویہ کا درس دیتے ہیں. فرمایا کہ راؤ عبداللہ خاں اپنے پیر حاجی عبدالرحیم صاحب کو خاوند سے تعبیر کرتے تھے اور درزبان پنجابی بولتے تھے. فرمایا کہ جب میں مکہ مکرمہ میں ہجرت کر کے آیا تھوڑے دن بعد میرے نکاح کے پیغام آنے شروع ہوئے گو کہ میری جوانی جو نکاح کے واسطے مناسب حالت تھی تجرد میں گذر گئی تھی لیکن بخیال سنت نبوی میں نے قبول کر لیا. جہاں میرا پہلا نکاح ہوا تھا انہیں دنوں انہوں نے خواب دیکھا کہ میری گود میں چاند آ گیا ہے ان کی والدہ نے مولوی سید حسین صاحب مجذوب سے اس خواب کی تعبیر پوچھی سید صاحب نے فرمایا کہ انکا نکاح ایسے شخص سے ہوگا جو چاند کی طرح شرق و غرب میں مشہور ہوگا جب ان کا نکاح مجھ سے ہو گیا سید صاحب نے کہا کہ جو تعبیر میں نے دی تھی وہی ٹھیک نکلی حاجی صاحب بیشک چاند ہیں کہ انکے نور سے ہزارہا آدمی مستنیر ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہوں گے اور انکی شہرت بھی ہر جگہ ہے تمام علمائے کرام و مشائخ عظام انکو بنظر اکرام دیکھتے ہیں، فرمایا کہ فقر و فاقہ بڑی نعمت ہے مجھ پر یہ حالت اس طرح گذری ہے کہ میرے احباب مجھ کو قرض نہیں دیتے تھے اور ظاہری حالت میری بھی امیرانہ تھی یعنی لباس بھی عمدہ ہوتا تھا اور مسند تکیہ بھی درست اور بھوک کے مارے یہ حالت ہوتی تھی کہ زینے پر چڑھنا دشوار ہوتا تھا. بلکہ بارہا گر بھی پڑتا تھا اس حالت میں عجائب و غرائب واقع پیش آتے تھے کہ جن کا مزہ بھی نہیں بھولتا مگر یہ لطف حالت تجرد میں ہے اہل و عیال والے کو مشکل ہے پھر میری (مولوی احمد حسن صاحب) طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس نے باوجود عیالدار ہونے کے ولولہ عشق میں آ کر سب کچھ چھوڑ دیا اور چلا آیا مجھ کو اسکا خیال ہے ع

کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا!

آدمی کو چاہیئے کہ ہر وقت خدا سے دعا مانگتا رہے کہ وہ ہم غرباء کو اپنے ابتلا و امتحان سے محفوظ رکھے میں نے

(راوی ملفوظات) عرض کیا کہ اس فقیر حقیر نے تو آپ کا دامن پکڑا ہے اس کی نگرانی و حفاظت آپ کے ذمہ ہے مجھ کو کچھ اختیار نہیں ہے ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

فرمایا کہ تمہاری محبت و عقیدت ہے اللہ کے ساتھ جیسا آدمی ظن رکھتا ہے، اس کے ساتھ خدا ویسا ہی معاملہ کرتا ہے رزق کا کفیل و ذمہ دار خدا ہے ہم پر تمام مصائب ہمارے اعتقاد سے ہیں اسماء اللہ میں ہم کو ایک اسم کی بھی معرفت کامل نہیں ہے، جیسے رزاق اگر ہم اس کو رزاق یقیناً جانیں تو پھر روزی کے لئے کیوں حیران و پریشان پھریں. دریافت فرمایا کہ چلہ میں کچھ پرہیز بھی کرتے تھے کہا گیا بجز حاجت انسانی کے خلوت سے باہر نہیں نکلتے تھے، فرمایا کہ خورد و نوش کی کیا صورت تھی کہا گیا کہ محض توکل تھا کبھی کھانا میسر ہوتا تھا کبھی نہیں فرمایا کہ صاحب چلہ کو چاہئے کہ اول انتظام اکل و شرب کا کر لے تب چلہ اختیار کرے توکل تو عمدہ چیز ہے مگر اس میں امتحانات بہت ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ اہل توکل کو ثابت قدم ہونا ضروری ہے اگر ثابت قدم رہا تو سارے صعوبات آسان ہو جاتے ہیں، فرمایا کہ جب یہ فقیر مکہ مکرمہ میں اور وہ کوہ صفا کی رباط میں مقیم ہوا اس زمانے میں ایک فقیر تھا اس کے پاس بہت سی اشرفیاں تھیں ان ہی سے اس کا کھانا پینا چلتا تھا مگر رات کو بباعث ان کی نگرانی کے اس کو نیند پڑنا دشوار تھی مجبور ہو کر بیچارے نے سب اشرفیاں تقسیم کر دیں اور اپنے حوائج کا خدا پر بھروسہ کیا امتحان باری شروع ہوا پندرہ روز متواتر کھانا نہیں ملا مگر زمزم شریف کہ الزمزم لما شُرب لہٗ وارد ہے پی کر بسر کرتے رہے پندرہ دن بعد ان کو کھانا ملا پھر آٹھ روز بعد ملنے لگا پھر چار روز بعد پھر دو روز بعد وہ فقیر ان مصائب میں راضی برضا ہے اور باب صفا کے قریب نشست و برخاست رکھتے تھے تب انکا امتحان پورا ہوا خدا نے ان کی روزی کا سبب پیدا کر دیا اور ایک تیس کی لڑکا ان کے پاس آکر لکھنے لگا انہوں نے اس کو قلم بنانا سکھایا اور کسی حرف میں اصلاح دی اس لڑکے کا باپ یہ سب دیکھ رہا تھا فقیر سے عرض کیا کہ آپ اس لڑکے کو کچھ بتلا دیا کیجئے اور جب اسکو معلوم ہوا کہ انکا کوئی سامان خورد و نوش کا نہیں ہے اپنے گھر سے دونوں وقت کا کھانا مقرر کر دیا ایک مدت بعد وہ ترک کا تعلق بھی جاتا رہا مگر غیب سے انکا دو وقت کھانا جاری رہا. فرمایا کہ لوہاری میں ایک فقیر وارد ہوا مولوی محمد صادق صاحب نے حسب دستور اہل محلہ سے کہا کہ ایک مہمان آیا ہے اس کے کھانے کا انتظام کرنا چاہئے فقیر بولا کہ میرے کھانے کی آپ فکر نہ کریں میں تو بغیر مرغ پلاؤ کے کھاتا نہیں ہوں مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہاں گاؤں میں مرغ پلاؤ کہاں ہو سکتا ہے اس نے جواب دیا کہ آپ کو فکر کی کیا ضرورت ہے بعد نماز عشاء جب سب

لوگ سونے کو نیار ہوئے ایک شخص نے مسجد کے کنواڑ کھلوائے اور مولوی صاحب کی خدمت میں مرغ پلاؤ لا کر عرض کیا کہ میرے یہاں ایک مرغ کا بچہ تھا اور میں نے نذر مانی تھی خدا نے پوری کر دی لہذا یہ کھانا لایا ہوں مولوی صاحب نے فرمایا کہ فقیر کو دے دو اسی کا حصہ ہے بہتیرا اس شخص نے کہا کہ میں آپ کے واسطے لایا ہوں مگر آپ نے فقیر کو دلا دیا اس کے بعد فقیر سے اسکا واقعہ پوچھا اس نے جواب دیا کہ میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر مجھ کو کھانا کھلانا منظور ہے تو مرغ پلاؤ کھلاؤ اور کچھ نہ کھاؤں گا بھوک سے مر جاؤں گا پہلے تو بہت کچھ امتحان ہوا آٹھ آٹھ روز فاقے ہوئے بعدہٗ غیب سے سامان ہو گیا ہمیشہ مرغ پلاؤ ملتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ کا معاملہ ہر کسی سے جدا جدا ہے کسی کو مرغ پلاؤ کھلاتا ہے کسی کو روکھی روٹی دیتا ہے اور کسی کو فاقہ ہوتا ہے۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون فرمایا کہ میں نے ایک بار چلّہ کا ارادہ کیا اور اسکے واسطے آٹھ آنے کے جَو خریدے تھے۔ میری بھاوج نے کہا کہ جَو کی روٹی کھانی مشکل ہو گی میں نے کہا جس طرح بنے گا کھاؤنگا انہوں نے جَو کوٹ چھان کر گیہوں کی طرح بنائے ہر روز مجھے ایک روٹی ملتی تھی وہی کافی ہوتی تھی اس بیان سے یہ غرض ہے کہ چلّہ کش کو لابد ہے کہ اول اکل و شرب کا انتظام کرے لیے ایسا نہ ہو کہ مابین چلّہ کے اس فکر میں پڑ کر اطمینان جاتا ہے کیونکہ بدون اطمینان کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ایک شخص نے توکل اختیار کر کے ایک جنگل میں سکونت اختیار کی تین روز تک اسکو کھانا نہ ملا حضرت موسیٰ سے اس نے شکایت کی آپ نے خدا سے عرض کیا جواب ملا کہ یہ شخص چاہتا ہے کہ عالم اسباب کہ میرے اسما و صفات کا مظہر ہے اور سراسر حکمت ہے مٹ جائے اس سے کہدو کہ بستی میں جا کر قیام کرے یہ بھی ایک سبب ہے سبب کا مرتکب ہونا توکل کے منافی نہیں ہے حدیث شریف میں یہ مضمون وارد ہے۔ ع

برتوکل زانوے اشتر بہ بند

فوائد صحبت میں فرمایا کہ حضرت جنید پر ایک بار حالت طاری تھی ایک کتا سامنے آگیا اس پر ایسا اثر پڑا کہ چیختا ہوا نکلا اور باہر جا کر مراقب ہو کر بیٹھ گیا اور شہر کے کتے اس کے گرد مانند طالب صادق کے بغرض استفادہ جمع ہوئے۔ تعبیر رویا کا بیان فرمایا کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی مر گیا اسکا جنازہ حرم شریف میں آیا اور لوگوں کا اسکے گرد مجمع ہے میں نے اسکی تعبیر دی کہ دنیا میں اس جنازے کا بہت کچھ عروج ہو گا چند سال بعد اسکا ایسا عروج ہوا کہ کسی ہندی کا مکہ معظمہ میں ایسا عروج نہ تھا حتی کہ شیخ الہنود ہوا اور شرفائے عرب میں اسکی بہت تعظیم و توقیر ہوئی۔ فرمایا کہ یہی مرنا سالک کے حق میں تعبیر اس کے نفس کا مرنا ہے اور

کامل کے لئے تعبیر اسکی غفلت یاد الٰہی سے ہے اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص کسی کامل کی زیارت کو چلا راستہ میں ایک درخت کے نیچے آرام کیا اس درخت پر جانوروں نے آپس میں کہا کہ افسوس فلاں فقیر جس کی زیارت کو یہ آدمی جارہا ہے فلاں روز مرگیا یہ سنکر اس کو تفکر ہوا مگر عزم فسخ نہیں کیا جب ان بزرگ کے یہاں پہنچا ان کو صحیح وسالم پاکر راستہ کا حال بیان کیکے کہا کہ جانور تک جھوٹ بولنے لگے انہوں نے کہا کہ جانور سچے ہیں اس دن میں ذکر الٰہی سے غافل تھا جو میرے واسطے مرگ سے بدتر ہے۔

فرمایا کہ کسی شخص نے خواب دیکھا کہ وہ تلوں میں تیل ڈال رہا ہے شاہ عبدالعزیز صاحب سے تعبیر پوچھی گئی آپنے فرمایا کہ اس کے گھر اس کی ماں ہے بعد تحقیق معلوم ہوا کہ فی الواقع اسکی زوجہ اس کی ماں ہے کیفیت یہ تھی کہ وہ عورت اپنا لڑکا و خاوند چھوڑکر چکلے میں کسب کرنے لگی تھی جب یہ لڑکا جوان ہوا اس عورت سے آشنائی ہوئی پھر وہ عورت اس کے گھر چلی گئی پھر فرمایا کہ یہ تعبیر بدوں کشف و کرامت کے نہیں ہو سکتی شاہ صاحب بہت بڑے عارف تھے اور طریق توسط پر چلتے تھے میرا مسلک بھی انہیں کی انداز پر ہے

اثنائے سبق مثنوی معنوی میں فرمایا کہ منیٰ میں ایک فقیر حجاج کا منہ تکتا پھرتا تھا کسی نے پوچھا کہ شاہ صاحب کیا دیکھتے ہو جواب یا خدا کو دیکھتا ہوں (حضرت صاحب نے) فرمایا کہ حضرت حق صورت و شکل سے پاک ہے اسکی صورت اگر ہے تو یہی انسان کامل ہے پس انسان کامل حق نہیں صورت حق ہے اگر حق کی مجالست و مکالمت منظور ہو اولیائے کرام و عرفائے عظام کی صحبت اختیار کرے ؎

ہر کہ خواہد کہ نشیند با خدا — او نشیند در حضور اولیا۔

(راوی ملفوظات) نے ایک خط اپنے دوست کا حضرت کو سنایا مضمون یہ تھا کہ میری لئے حضرت کی خدمت میں استدعائے دعا کرنا کہ مجھے وسواس کہ اظہار انکا موجب کفر ہے کثرت سے آتے ہیں اور روزگار کے واسطے مدت سے پریشان ہوں اس کے لئے بھی دعا فرمائیں اگر کوئی وظیفہ ارشاد ہو تو مجھے اطلاع دینا آپنے فرمایا کہ وسوسہ انشاء اللہ جاتا رہیگا ان کو کہہ دو کہ پاس انفاس کا خیال رکھیں یاھو الظاھر ھو الباطن کا مراقبہ کریں اور روزگار کے لئے سورہ واقعہ بعد نماز مغرب ایک بار و سورہ فاتحہ مابین سنت و فرض صبح اکتالیس بار اور یا اللہ یا مغنی گیارہ سو مرتبہ کہ اصل ہے ورنہ ایک سو ایک بار معہ دل نہ کھیں فرمایا علمائے ظاہر و ما من دابۃ الا علی اللہ رزقہا ہمیشہ پڑھتے پڑھاتے ہیں مگر اس پر اطمینان کامل نہیں ہے ورنہ روزی کے لئے کیوں ایسے پریشان پھرتے اور اہل دل کی خوشامد

کرنے، مناسب حال حکایت بیان فرمائی کہ مولانا عبدالقیوم صاحب مقیم بھوپال داماد شاہ محمد اسحٰق صاحب جب مکہ مکرمہ آئے میرے پاس رباط آغا الماس میں جہاں میں مقیم تھا اکثر آتے تھے کبھی ظہر سے عصر تک اور کبھی عصر سے مغرب تک ایک مرتبہ وہ اور میں عمرہ کو جاتے تھے راستے میں انہوں نے حکایت بیان فرمائی کہ ایک شہر میں ایک امیر اور مفلس عالم رہتے تھے، امیر کانا، لنگڑا اور زانی، شراب خور تھا اور مولوی صاحب حسین صالح و متقی تھے ایک فقیر وہاں آئے تمام اہل شہر انکے پاس جاتے تھے مولوی صاحب بھی گئے اور کہا کہ مجھے ایک شبہ ہے اس کے حل کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ ہمارے شہر میں فلاں شخص میں تمام عیوب ہیں اور وہ امیر ہے اور مجھے سب طرح کے کمالات حاصل ہیں میں نان شبینہ کو محتاج ہوں یہ کیا انصاف ہے مجھے اس میں بڑا خلجان ہے فقیر نے بعد تامل جواب دیا کہ کہو تو تمام عیوب بدل کر تم کو اس امیر کے موافق کردوں اور اس کو تمام محاسن دیکر تم سا فقیر کردوں، مولوی صاحب نے کہا مجھے یہ منظور نہیں ہے کہ عیوب لے کر مالدار بنوں فقیر بولا کہ آپ خود انصاف کیجئے کہ آپ کو اتنے کمالات عنایت ہوئے ہیں اگر ایک فاقہ ملا تو کیا حرج ہے اور اس امیر میں تمام عیوب کے ساتھ ایک امیری ہوئی تو کیا ہوا انصاف یہی ہے جو وقوع میں آیا اور اگر آپ کی خواہش کے مطابق ہوتا تو اس میں گمان نا انصافی کا بھی ہوتا۔ فرمایا کہ ایک بار ہمارے وطن میں کوئی تقریب تھی حافظ وزیر علی صاحب وغیرہ احباب موجود تھے اتفاقاً قوال حافظ ضامن علی صاحب (جن کا دیوان مشہور ہے) کے آئے اور درخواست کی کہ کچھ قصائد نعتیہ و عشقیہ سن لیجئے میری عادت تھی کہ قوالوں کو کچھ دے کر ٹال دیتا تھا سماع نہیں سنتا تھا اس دن وزیر علی صاحب مصر ہوئے کہ مجرد سماع میں کیا حرج ہے اس کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے اور یہ قوال بھی صوفی مشرب ذاکر و شاغل تھے قوالوں نے ایسی غزل شروع کی کہ سب لوگ تڑپ گئے حافظ عبدالرحیم صاحب کو کہ بہت ہی ذاکر و شاغل تھے ایسا قہقہہ شروع ہوا کہ ختم ہی نہ ہوتا تھا محلے کی عورتوں نے جو سنا تو کوٹھے پر آکر سننے لگیں ان میں ایک عورت بیہوش ہوگئی لوگوں کو گمان آسیب کا ہوا میں نے جاکر دیکھا تو ذکر پاس انفاس جاری تھا اسی جوش و خروش میں اسکا انتقال ہوگیا ہر شخص ایک جداگانہ کیفیت میں تھا۔ فرمایا کہ جب میں قصبہ پنجلاسہ میں تھا میرے قلب میں گرمی کا جوش تھا اکثر میں تنہا رہتا تھا ایک بار باہر آکر بیٹھ گیا وہاں ایک آدمی گاؤں کا رہنے والا ذکر و شغل کرتا تھا اس پر جو اثر پڑا تو تڑپنے لگا حتیٰ کہ اس جگہ ایک کمہار کا آوا تھا وہ اس میں جا گرا لوگوں نے شور و غل مچایا لیکن تڑپتے تڑپتے وہ باہر نکل آیا اور کچھ ضرر نہ پہنچا اس واقعہ کا اس

نواح میں بڑا شہرہ ہوگیا فرمایا کہ جب یہ فقیر پنجلاسہ میں مقیم تھا میرے چچا پیر عبداللہ خاں کے رشتہ دار امام دین خان کی بچی کو پیر اللہ بخش گنگوہی کا خلل تھا جب جھاڑ پھونک سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو اور کہیں لے جانیکا ارادہ ہوا چچا مانع ہوئے اور فرمایا کہ ان کو حاجی میاں کی مرید کرادو۔ امام دین وغیرہ اکثر میرے حلقے میں بیٹھتے تھے ایک دفعہ وہ بعد حلقے کے گھر میں گئے تو اللہ بخش بولا کہ آج ہم سے بڑا قصور ہوا حاجی میاں پہ ہم سے ان کی لاٹھی گر پڑی میں بھی حلقہ توجہ میں شامل تھا آنے لگا تو لاٹھی میرے دھکے سے گر پڑی اس کی مجھے بڑی ندامت ہے امام الدین خاں نے جواب دیا کہ جب تم کو ان کی اتنی رعائت ہے تو ہماری بچی کو جو ان کی خادمہ ہے کیوں ستاتے ہو بولا ہم سے حاجی میاں سے عہد ہے کہ ان کے مریدوں کو نہ ستائیں گے مگر یہ عورت ان کی مرید نہیں ہے اس کے بعد امام الدین خاں مجھے اپنے گھر لے گئے ان کی بچی ہوش میں تھی جھٹ پٹ غسل کر کے مرید ہوگئی جب میں باہر نکلا اسی وقت اس پر غلبہ آسیب کا ہوا اور کہنے لگا کہ ہم نے کیا قصور کیا تھا جو اس کو حاجی میاں کا مرید کرادیا خیر کچھ خوشبو وغیرہ لادو ہم جاتے ہیں اسی وقت چلا گیا پھر کبھی نہیں آیا۔ فرمایا کہ اللہ بخش بڑا عالم تھا جو بہت گنوار جاہل اور الف بے سے واقف نہیں بوقت غلبہ اللہ بخش کے مثنوی معنوی و قرآن مجید خوب اچھی طرح پڑھنے لگتے تھے یہ محض کمال اللہ بخش کا تھا۔ اسی موقعہ کو مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ جب جنات کو یہ دخل ہے کہ اپنے صفات کو دوسرے میں ساری وطاری کردیتے ہیں پھر اولیائے کرام کا صفات باری سے متصف ہونا کیا بعید ہے۔ فرمایا کہ فضل حق جو اولاد شیخ عبدالحق صاحب سے تھے یہاں مکہ مکرمہ آئے تھے ان کے والد منشی برکت اللہ نے میرٹھ سے ان کو خط لکھا کہ تمہارے بھائی پر اللہ بخش گنگوہی کا اثر ہے حاجی صاحب سے کوئی تعویذ وغیرہ لے کر بھیجدو انہوں نے مجھ سے ذکر کیا میں نے ان کو ایک خط بنام اللہ بخش لکھ دیا اور کہا کہ مریض کو مولوی محمد قاسم صاحب سے جو میرٹھ میں موجود ہیں مرید کروادو تاکہ وہ ہمارے مریدوں میں داخل ہو جائیں کیونکہ اللہ بخش کا مجھ سے وعدہ ہے کہ میں تمہارے مریدوں کو نہ ستاؤں گا ہمارا خط دیکھتے ہی چلا گیا۔ فرمایا کہ یہ مکان بھی جس میں اب مقیم ہوں جنوں کا مشہور تھا اہل مکہ اس کو ان کا مسکونہ کہتے تھے لہذا کوئی خریدار نہ تھا اس وجہ سے ہم کو ارزاں مل گیا خدا کے فضل و کرم سے ہم کو کبھی نہیں ستایا البتہ بعض حجاج کو جو یہاں اتارے گئے کبھی کبھی کچھ آثار معلوم ہوئے ہیں اور مجھ کو بھی کبھی وقت تہجد کے ایسا معلوم ہوا ہے کہ میرے پیچھے بہت سے فانوس و شمع رکھے ہیں اور میرے ساتھ وہ اہل شمع شریک نماز ہیں مگر ایذا کبھی نہیں دی۔ فرمایا کہ مجھ کو عمل وغیرہ نہیں آتے محض خوشامد و سلام سے کام نکال لیتا ہوں۔ مولوی محب الدین اور کئی بار مختصرا حضرت صاحب نے

بیان فرمایا کہ چند سال ہوئے حضرت پیر و مرشد مرحوم حرم شریف میں تشریف رکھتے تھے اور منور علی صاحب اور پیر جی عبداللہ انصاری خدمت میں حاضر تھے مفتی قطبی صاحب آئے اور بغیر کچھ کہے آپکا شانہ مبارک پکڑ کر کہیں لے چلے حضرت بھی اسی طرح ہمراہ ہو گئے اور ہم لوگ بھی ساتھ چلے مفتی صاحب آپ کو دادویہ میں جہاں ترکوں کا مجمع تھا اور بڑے بڑے باعزت جمع تھے لیگئے اس وقت مجمع میں ایک شیخ بہت ہی ضعیف تھے انہوں نے حضرت کو باکرام تمام اپنے پاس بٹھایا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوئے آپ بھی توجہ کی اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ بھی فارسی جانتے ہیں ان سے آپ فارسی میں کلام کیجئے انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو بات چیت کی حاجت نہیں ہے کہ دس گیارہ منٹ کے بعد وہ شیخ حضرت کے قدموں پر گر پڑے اور اگلے روز حضرت کے آستانے پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے انکا مصطفےٰ آفندی نام تھا اور خدیو مصر کے متعلقین کے پیر و شیخ تھے، عرصے سے حضرت کی ملاقات کے مشتاق تھے اور بعد ملاقات کیفیت عشق کی ہو گئی۔ فرمایا کہ ہمارے ایک یار نے شکایت کی کہ اب تو روتے روتے میری پسلیاں پھٹنے لگی ہیں اسکا علاج کیجئے جب ان کی وہ حالت بدل گئی پھر شاکی ہوئے کہ میری حالت عنایت کیجئے ہم نے کہا کہ پھر ہڈیاں پسلیاں ٹوٹنے لگیں گی کہا بلا سے جو مزہ اس گریہ وزاری میں تھا دوسری چیز میں نہیں ہے میں نے (راوی) کہا کہ حضرت انکا نام نہ لینے میں کیا اسرار ہے فرمایا کیا ضرورت ہے مجھے (راوی) بعض احباب نے بتلایا کہ یہ واقعہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا ہے۔ فرمایا کہ عجب معاملہ ہے لوگ مجھے کچھ کا کچھ خیال کرتے ہیں یہی خیال انکا رہبر ہو جاتا ہے ہادی و مقبل حق تعالےٰ ہے، ہمارا ایک بہانہ کر رکھا ہے، رامپور کے ایک رئیس محمد رضا خاں و مفتی عبدالقادر یہاں حج کو آئے اور بیان کیا کہ ہم نے قصد حج زیارت روضۂ مطہرہ کا کیا بہت سے لوگ رامپور کے تیار ہوئے مگر زمانی حجاج کے معلوم ہوا کہ حجاز میں قحط سخت لوٹ بہت ہوتی ہے یہ سنکر سب نے قصد ملتوی کر دیا محمد رضا خاں نے کہا کہ جب ارادہ فسخ ہو گیا تو میں نے رات کو خواب دیکھا کہ ایک مجمع میں حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ حاجی امداد اللہ و باقی بااللہ سے کہدو کہ رامپور کا قافلہ روانہ کر دیں اور آپ دہاں اسی ہیئت میں جیسا کہ میں اس وقت دیکھتا ہوں موجود ہیں اور ہاتھ میں ایک باریک عصا جو آپکے عصا سے مشابہ ہے لئے ہوئے لوگوں کو گھروں سے نکال رہے ہیں دوسری رات کو پھر بھی خواب دیکھا تب ہم ادھر کو روانہ ہوئے اور بخیر و عافیت حاضر خدمت ہوئے مفتی صاحب نے بھی ایسا ہی بیان کیا پھر دونوں صاحب داخل سلسلہ ہوئے فرمایا کہ وہاں لوگ کیا کیا دیکھ رہے ہیں اور یہاں خبر بھی نہیں ہے میرا نام امداد اللہ ہے شاید امداد الٰہی نے میرے لباس میں اظہار کر کے ان کی اعانت کی ہو

اثنائے درس مثنوی شریف میں فرمایا کہ مولوی امانت علی صاحب امروہی بہت ہی مرد صالح تھے باوجود کمال کبرسنی کے میری زائد از حد خاطر فرماتے تھے تین مرتبہ میری ملاقات کو تشریف لائے کسی نے کہا کہ مولوی صاحب نے آخر عمر میں سماع ترک کردیا تھا فرمایا اسکا باعث یہ فقیر ہی تھا۔ فرمایا ایک دفعہ میں حضرت عبدالقدوس کے عرس میں انبیٹھہ آیا تھا ختم عرس کے دن میں اور مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہ شریف میں ایک دوست کے مکان میں مقیم ہوئے اس کی صبح کو بعد نماز اشراق مولوی امانت علی صاحب تشریف لائے کسی نے کہا کہ مولوی امانت علی صاحب کہیں جارہے ہیں میں نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ آج ان کی و دیگر مشائخ کی زیارت سے مشرف ہوں گا۔ خیر پھر دیکھا جاویگا اتنے میں مولوی صاحب نے آواز دی کہ کیا فلاں شخص کا یہی مکان ہے لوگوں نے کہا ہاں یہی ہے میں مکان کے بالاخانے پر تھا مولوی صاحب نے مجھ کو دریافت کیا کہ کہاں ہیں میں آواز سن کر نیچے اتر آیا اور ان سے ملاتے میں حضرت صاحبزادہ صاحب مسند نشین درگاہ حضرت عبدالقدوس صاحب مجھ سے ملنے آئے اور فرمایا کہ آج تمام مشائخ کی رخصت کا دن ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی آج شریک دعوت ہوں میں نے کہ ہماری تو چار پانچ روز کی دعوت ہو گئی ہے صاحب مکان سے آپ دریافت کرلیں آخر انہوں نے اجازت لے لی کھانے کے وقت سب مشائخ صاحبزادہ صاحب کے یہاں حاضر ہوئے کھانے میں کچھ دیر تھی صاحبزادہ صاحب نے دست بستہ کھڑے ہو کر حاضرین سے کہا کہ میری ایک عرض ہے اگر آپ حضرات اجازت دیں سب نے کہا فرمایئے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب باوجود چشتی ہونے کے محفل عرس میں کیوں شریک نہیں ہوتے میں صرف یہ کہہ کے کہ وہ محفل شیروں کی ہے، مجھ سا ضعیف و ناتوان وہاں حاضری کی مجال نہیں رکھتا خاموش ہو رہا۔ مولوی ضامن علی صاحب جلال آبادی بولے کہ حاجی صاحب آپ کو اس بات کا جواب دینا ہوگا مولوی محمد یعقوب صاحب نے چاہا کہ جواب عالمانہ دیں میں نے ان کو منع کیا کہ یہ محفل بحث و جدال کی نہیں مولوی ظہیر الدین کرانوی کہ مرد صالح تھے کہنے لگے حاجی صاحب یہ محفل تو سنت پیروں کی ہے اس سے کیوں احتراز کرتے ہو مولوی امانت علی صاحب مراقب بیٹھے تھے سر اٹھا کر کہنے لگے کہ مولوی ظہیر الدین صاحب آپ بھی اس بارے میں گفتگو کرتے ہیں حق بجانب حاجی صاحب ہیں سنت پیروں کے موافق یہ محفل کہاں ہے جن شرائط سے مشائخ نے جائز رکھا وہ شرائط کہاں ہیں اب میں بھی آج سے ایسی محفل میں شریک نہ ہونگا مدت سے میرا ارادہ تھا کہ محفل سماع ترک کردوں فرمایا کہ ایک بار میں حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کی قبر پر تین روز تک مقیم رہا حضرت قطب صاحب کے مزار مقدس سے ایک نور کا ستون نکل کر بلند ہوا اور حضرت پیر مرشد کے

جائے اقامت (دوہاری) پر جاکر چھپ گیا۔ اور ایک دفعہ باین عنوان فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد کے مزار مقدس پر جاکر غروب ہو گیا پھر فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد تو زندہ تھے اور اول عنوان فرمایا۔ پھر حضرت قطب صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارا مقصود دلی تم کو تمہارے پیر و مرشد سے ملے گا اور چند باتیں کہیں فرمایا کہ اس ستون کے نکل کر جانے اور حضرت قطب صاحب کے ان کلمات کے کہنے سے چند مسائل حل ہوئے اور فرمایا کہ پیر پرستی یہاں سے بخوبی واضح ہوئی۔ فرمایا کہ ایک بار مشائخ رامپور جن میں شاہ رکن عالم بھی تھے میرے وطن تھانہ بھون میری ملاقات کو تشریف لائے اور میرے احباب کی کیفیت دیکھ کر بہت خوش ہوئے شاہ رکن عالم فرمانے لگے کہ آپکے بعض احباب تو آپکو مشائخ قدماء پر ترجیح دیتے اور کہتے ہیں کہ اگر اس وقت حضرت شبلی و جنید بھی موجود ہوں تو ہم اپنے شیخ کو چھوڑ کر ان کی طرف ہرگز رجوع نہ کریں میں نے کہا کہ یہ ثمرہ عقیدت و محبت ہے ورنہ یہاں تو کچھ کمال و ہنر نہیں ہے۔ نفاع بدوی کا قصہ بیان فرمایا کہ اس کو مجھ سے عقیدت و محبت تھی جب مدینہ منورہ کو قافلہ جاتا تھا اول وہ میرے احباب کو لیتا تھا بعدہ دوسرے مسافروں کا متلاشی ہوتا تھا اور صاحب شوق نیک تھا ایک مرتبہ مجھ کو مدینہ منورہ لئے جاتا تھا اس نے ایک حدی شروع کی کہ جس سے مجھ کو حقیقت حدی کی معلوم ہوئی اور مجھ کو خوب مست کر دیا اور خود بھی مست ہو گیا۔ نفاع کے باہم بدویوں میں ایک بار لڑائی ہوئی اسی کے پاؤں میں گولی لگ کر اندر رہ گئی باوجود دوا علاج کے کئی مہینے تک اچھا نہ ہوا میرے پاس دعا کو کہلا بھیجا۔ تھوڑے دن بعد وہ آیا اور میرا بہت اعزاز و اکرام کرنے لگا۔ کبھی دست بوسی کرتا اور کبھی پابوسی میں نے اس سے اس کی بیماری کا حال پوچھا جواب دیا کہ جب مجھ کو حالت یاس کی ہوئی تو آپ کی طرف ملتجی ہوا دیکھا کہ آپ نے میرا پیر پکڑ کر دبایا اور گولی کو باہر پھینک دیا صبح کو گولی خود بخود نکل گئی۔ میں نے (راوی) عرض کیا کہ آپ کی خادمہ پیرانی صاحبہ سے نقل کرتی ہیں کہ ایک بار میرے بھتیجے حج کو آئے تھے آگبوٹ تباہی میں آگیا حالت مایوسی میں انھوں نے خواب دیکھا کہ ایک طرف حاجی صاحب اور دوسری طرف حافظ جیو صاحب آگبوٹ کو شانہ دیئے ہوئے تباہی سے نکال لئے ہیں۔ صبح کو معلوم ہوا کہ آگبوٹ دو دن کا راستہ طے کر کے صحیح و سالم کنارے پر لگ گیا۔ فرمایا کہ مجھ کو کیا معلوم فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو دوسروں کے لباس میں آکر حق تعالیٰ مشکل آسان کر دیتا ہے اور نام ہمارا تمہارا ہوتا ہے (ہنگام واپسی از عرب یہ معلوم ہوتا کہ بحر ہند میں بہت جوش ہے مجھ کو آگبوٹ میں اکثر انتشار ہوتا تھا مگر اسی حالت میں یہ معلوم

ہوتا تھا کہ ہم آگبوٹ کے داہنے بائیں حضرت صاحب قبلہ اور حضرت شیخ مولانا محمد ادریس صاحب انگرامی مدظلہ چلے آ
رہے ہیں اور آگبوٹ کو سنبھالے ہوئے ہیں الحمد للہ کہ ۱۵ صفر ۱۳۱۴ھ کو بخیر و عافیت کراچی بندر پہنچ گئے
اور کسی دن غثیان تک نہیں ہوا۔ ایسے ہی اور اکثر واقعات و حالات حضرت صاحب کے ہیں جو خود زبان
مبارک سے بھی ارشاد فرمائے اور یوں بھی ظاہر ہوئے لیکن ان کو لکھ کر اس کتاب کو طول دینا ہے لہذا اپنی
طرف سے اس معاملے میں خاموشی اختیار کی جاتی ہے ۱۲ (منہ) فرمایا کہ آج ہمارے گھر میں ذکر تھا کہ ہمارے
وطن میں ایک گھر میں افلاس تھا انہوں نے آپ سے تعویذ مانگا آپ نے انکو تعویذ عنایت کیا اسکی برکت سے
چند روز میں ان کی حالت مبدل بہ غنا ہو گئی ان سے کسی دوسرے گھر والوں نے شکایت کی ان لوگوں
نے اپنا تعویذ دے کر کہا کہ اس کو چند روز اپنے یہاں رکھو انکو بھی خدا نے فراغت دی اسی طرح وہ تعویذ کئی جگہ
گیا فرمایا کہ مجھ کو اس کی خبر بھی نہیں ہے یہ انکا اعتقاد یہ کام کر رہا ہے ورنہ مجھ میں تو کچھ کمال نہیں ہے مولوی
منظور احمد صاحب کا خط مدینہ طیبہ سے آیا تھا اس میں انہوں نے اپنی علالت کا حال لکھا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ
مجھے موت سے بالکل گھبراہٹ نہیں ہے بلکہ موت کی ہر وقت تمنا و آرزو ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب
بیشک ولی ہیں ولی کی نشانیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ موت کو دوست رکھے اور اسکا مشتاق رہے جیسا کہ
قرآن مجید میں ہے ان زعمتم انکم اولیاء اللہ فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین اسکا خلاصہ
یہ ہے کہ دعویٰ ولایت باری عز اسمہ بدون تمنائے موت صحیح نہیں۔ ایک بار مولوی منظور احمد صاحب
حضرت کی خدمت میں قدم بوسی کو حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ جس نے زندہ ولی روئے زمین پر نہ دیکھا ہو
اور دیکھنا منظور ہو تو مولوی منظور کو دیکھ لے یہ بیشک ولی اللہ ہیں۔ فرمایا کہ نماز اشراق کے اول دوگانہ
آیۃ الکرسی و آمن الرسول الی آخر السورۃ اور دوسرے دوگانہ میں اللہ نور السمٰوٰت والارض
آخر رکوع تک و ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب آخر سورۃ تک اور تیسرے میں
قل یا ایہا الکافرون و قل ھو اللہ احد پڑھتا ہوں و صلوٰۃ الاوابین کے اول دوگانہ میں سورۃ
واقعہ اور دوسرے میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور تیسرے میں قل اعوذ
برب الفلق و قل اعوذ برب الناس کا ورد کرتا ہوں اور نماز تہجد کی آٹھ رکعتیں ہیں آٹھ رکعت
بعد مغرب کا بلی کے سورۂ یٰس اور دو رکعت میں الم نشرح اور الم ترکیف اور دو میں سورۃ
اخلاص تین تین بار اور اصل نماز تہجد میں یہ ہے کہ کثرت سے قرآن شریف کی تلاوت کرے فرمایا

کہ واسطے غنائے قلب کے سورہ واقعہ و سورہ مزمل و سورہ فاتحہ کا ورد رکھا کرو فرمایا کہ ہم دوسروں کو وہی ورد وغیرہ بتلاتے ہیں جو خود کرتے ہیں لہٰذا اکثر لوگوں کا شکریہ آتا ہے جس کام کو آدمی خود نہیں کرتا اسکے بتلانے میں چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔ حافظ محمد یوسف ولد حافظ محمد ضامن صاحب نے ایک عریضہ ارسال کیا اس میں اپنی پریشانی و فقر و فاقہ کا حال لکھا تھا آپ نے فرمایا کہ (راوی) اسکا جواب لکھ دو اور لکھو کہ سورہ واقعہ بعد نماز عشا و سورہ مزمل گیارہ بار ہر روز خواہ بعد نماز فرض کے دو دفعہ اور بعد عشا کے تین دفعہ ورد رکھا جائے اور ہر روز یا اللہ یا مغنی گیارہ سو مرتبہ چار ضرب سے یعنی اول داہنے پھر بائیں طرف اس کے بعد سامنے پھر دل میں اس کے ضرب لگائی جائے یہ تینوں ورد واسطے دفع فقر و فاقہ کے کافی و شافی ہیں اگر تمام کئے جاویں تو بہتر و افضل ہے ورنہ ایک ایک بھی کفایت کرتا ہے مگر دوام شرط ہے اور تیسرا ورد بالخصوص مفید ہے۔ فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک شیخ الائمہ سید ابجل نام تھے انکا خرچ بہت تھا اور آمدنی کم مجھ سے شکایت کی میں نے کچھ ورد بتا دیا میرے بہت شکرگزار ہوئے اور چند قصائد میری شان میں بزبان عربی کہے ہیں (راوی نے عرض کیا کہ یہی وظائف تھے یا اور فرمایا کہ یہ بھی تھے اور دوسرے بھی فرمایا کہ اکثر عرب لوگ میری طرف رجوع ہوئے عبدالرحمن سراج وغیرہ مرید بھی ہوئے مگر میں نے خود اس میں اپنا نقصان دیکھ کر خود منع کر دیا۔ امام مہدی آخرالزمان کا ذکر تھا فرمایا کہ اکثر لوگ مہدویت کا دعویٰ کرتے ہیں اور پہلے زمانے میں بھی کیا ہے بعض لوگ تو بالکل جھوٹے ہوتے ہیں اور بعض مجبور و معذور ہوتے ہیں سیر اسماء میں یہ غلطی واقع ہوتی ہے۔ خاندان چشتیہ میں سیر اسماء سے ممانعت کی جاتی ہے بلکہ شیخ کامل اپنے مرید کو سیر اسماء سے نکال دیتا ہے اس خاندان میں صرف تین سیریں ہیں۔ سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر من اللہ اور دوسرے خاندانوں میں سیر اسماء کے مراقبے تعلیم کیے جاتے ہیں سیر اسم ہادی میں اکثر یہ غلطی واقع ہوتی ہے چونکہ سالک پر سیر اسم ہادی میں تجلیات اسم ہادی کی واقع ہوتی ہیں سالک اپنے آپ کو گمان کرتا ہے کہ مہدی آخرالزماں میں ہی ہوں فرمایا کہ ظہور امام مہدی آخرالزماں کے ہم سب لوگ مشائق ہیں۔ مگر وہ زمانہ امتحان کا ہے اول اول ان کی بیعت اہل باطن اور ابدال شام بقدر تین سو تیرہ اشخاص کے کریں گے اور اکثر لوگ منکر ہو جائیں گے اللہ سے ہر وقت یہ دعا مانگنا چاہیے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ فرمایا کہ ایک شامی جن کا نام غالبؒ

سید احمد تھا یہاں مکہ مکرمہ میں بہ انتظار امام مہدی آخر الزمان کہ ان کے مرشد نے ان کو قرب زمانہ امام مہدی کی خبر دی تھی مقیم تھے اور اب ان کے پیر بھائی سید محمد اسی غرض سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں اور مجھ سے اکثر اوقات ملتے تھے اور امام مہدی کے ظہور کے آثار و اخبار سناتے ہیں سید احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں انصرنی انصرک اور مجھ سے ارشاد کرتے ہیں کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر ہندی کے پاس ایک تلوار ہندی ہے تم ان سے تلوار ہندی لے کر امام مہدی علیہ السلام کے معین و ناصر ہو۔ جب انہوں نے یہ خواب بیان کیا میرے پاس دو عمدہ تلواریں تھیں حاجی عبدالحق کہ ہمارے عزیزوں سے تھے اور انگریزی سرکار میں ان کا بڑا اعزاز و اکرام تھا ان کے پاس عمدہ عمدہ تلواریں تھیں انہوں نے دو یا ایک تلوار عمدہ ہم کو ہدیۃً دی تھی میں نے بموجب خواب سید احمد کے بذریعہ مولوی منور علی صاحب تلوار دینا چاہا بلکہ مولوی صاحب میرے پاس سے وہ تلوار اپنے حجرے میں سید احمد کو دینے کے لئے لے گئے مگر چونکہ اس زمانے میں کچھ شور و شر ہو گیا تھا اور وہی باعث سید احمد صاحب شامی کے خروج کا ہوا لہٰذا وہ تلوار ان کو نہیں دی گئی۔ فرمایا کہ مکہ میں بہت سے بزرگ ہیں کہ انکو دعویٰ ہے کہ ہم مہدی آخر الزمان ہوں گے اور بعض ظہور امام کے منتظر ہیں منجملہ منتظرین کے سید علی بغدادی ہیں وہ اکثر ہمارے پاس آمد و رفت رکھتے تھے ان کی کشف و کرامت اہل مکہ میں مشہور ہے ان کے حساب سے امام مہدی کے ظہور میں ایک یا دو سال باقی ہیں انہوں نے امام مہدی کو رکن یمانی کے پاس نماز پڑھتے بھی دیکھا ہے اور ان سے مصافحہ بھی کیا ہے اس وقت امام صاحب کی عمر قریب چالیس سال کے معلوم ہوتی تھی سید علی صاحب کہتے ہیں کہ میں بموجب ارشاد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ انتظار امام مہدی مقیم ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اثنائے درس مثنوی معنوی میں فرمایا کہ علمائے ظاہر وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم کی شرح میں یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ذی روح انسان جب کسی شئی عجیب کا ملاحظہ کرتا ہے تو بے ساختہ اسکی زبان سے سبحان اللہ جاری ہوتا ہے تو گویا اس شئے نے سبحان اللہ کہا جیسے سبب بنائے بیت کو بانی اور آلہ قطع کو قاطع کہتے ہیں یہ ان کی بے سمجھی کی دلیل ہے تمام اشیاء تسبیح حقیقی کہتے ہیں نہ تسبیح مجازی البتہ اس تسبیح حقیقی کے سننے کو ان کانوں ظاہری کے سوا باطنی کان

درکار ہیں اور وہ کان اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کو عنایت فرمائے ہیں۔ احادیث صحیحہ میں حجر و شجر کی تسبیح کے مسموع ہونیکا اکثر بیان وارد ہے۔ ایک مرتبہ جنگل کی سیر میں ایک ہمارے یار نے فرمایا کہ مجھے ان حرکات سبزہ زار سے آواز لا الہ الا اللہ مسموع ہوتی ہے فرمایا کہ عذاب اخروی اس عالم میں بعض اشخاص کو معلوم ہوجاتا ہے جلال آباد میں (جو ہمارے قصبے کے قریب ایک بستی ہے) ایک شخص رئیس نے بطمع دنیوی ہنود کو اپنی زمین بت خانہ بنانے کو دے دی۔ جب انکا وقت اخیر آیا حکیم غلام حسن انکے معالج نبض دیکھ رہے تھے مریض نے پکار کر کہا کہ حکیم جیو مجھے اس پنجرہ آہنی آتشین سے بچاؤ مجھے اس پنجرہ میں ڈالے دیتے ہیں لوگ متعجب تھے اور کچھ تدارک نہیں کر سکتے تھے آخر اسی فریاد و زاری میں روح انکی پرواز کر گئی۔ فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ صفت ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت حق کو آپکی شکل و ہیئت میں دیکھا ہے۔ اثنائے درس مثنوی معنوی میں فوائد خدمت شیخ کا بیان فرمایا کہ حضرت شاہ بھیکھ صاحب نے بہت ہی اپنے پیر کی خدمت کی ہے تمام گھر کا کاروبار ان کے ذمہ تھا حضرت شاہ ابوالمعالی انکے پیر کے یہاں بوجہ کثرت اولاد فقر و فاقہ بہت رہتا تھا اکثر لوگ شہر سہارنپور کے شاہ ابوالمعالی کے مرید تھے جب وہ لوگ حضرت کی دعوت کرکے انکو سہارنپور لیجاتے تو شاہ بھیکھ اپنے پیر سے چھپا کر میزبان سے کہتے کہ دعوت میں تم کو دس آدمیوں کا کھانا تیار کرانا ہوگا یہ مناسب نہیں ہے کہ حضرت کی دعوت کی جائے اور لڑکے آپکے بھوکے پڑے رہیں بعد نماز عشاء فراغ طعام حضرت کے لڑکوں کیواسطے کھانا لیکر حضرت شاہ بھیکھ گھر پر یعنی قصبہ انبیٹھ میں جو سہارنپور سے دس کوس ہے پہنچاتے اور پھر سہارنپور واپس آجاتے تھے تب پیر کو تہجد کے واسطے جگاتے تھے جبتک حضرت ابوالمعالی سہارنپور میں رہتے روزانہ یہی واقعہ ہوتا حضرت جب مکان پر آتے تو عذر کرتے کہ ہم نے تو کئی دن تک خوب پیٹ بھر کر کھایا مگر افسوس تم لوگ بدستور بھوکے پیاسے رہے بچے عرض کرتے نہیں اباجی ہمارے بھائی بھیکھ میاں ہم کو روز کھانا دے جاتے تھے حضرت یہ سنکر بہت خوش ہوتے شاہ بھیکھ نے پندرہ بیس برس تک ایسی خدمت پیر کی کی تھی مگر بظاہر ان کو کچھ فائدہ حاصل تھا البتہ خدمت پیر و رضامندی باطن میں انکا مطلب پورا کر رہی تھی میں نے عرض کیا کہ مولانا روم نے اولیائے کرام کی بہت صفت بیان کی ہے میرے خیال ناقص میں اسکی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مولانا تمام عمر علوم رسمی میں مشغول رہے آخر عمر میں بدولت مولانا شمس تبریز کے دفعۃً علوم باطنیہ سے لبریز ہوگئے اور چونکہ اپنے محسن کا ذکر کرنا مناسب ہے اس وجہ سے بار بار اولیا کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا کہ مولانا روم مادرزاد ولی تھے ایک بار عالم طفلی میں لڑکوں کیساتھ کھیلتے تھے لڑکوں نے کہا کہ آؤ آج اس مکان سے دوسرے مکان پر جست لگائیں آپنے فرمایا یہ کھیل تو بندروں کتوں بلیوں کا ہے انسان کو چاہئے کہ زمین سے آسمان پر جست لگائے یہ کہکر غائب ہوئے لڑکوں میں

شور وغل پیدا ہوا اور انکے والدین کو بھی اضطراب ہوا تھوڑی دیر بعد آپ ظاہر ہوئے اور بیان کیا کہ جیسے ہی میں نے وہ کلمہ کہا مجھے دو فرشتے چہارم آسمان پر لے گئے، مجھے وہاں کے عجائب غرائب دیکھنے سے گریہ طاری ہوا میری حالت دیکھ کر پھر زمین پر چھوڑ گئے۔ فرمایا کہ مولانا رومؒ کے والد اپنے وطن بلخ سے بقصد حج و زیارت مدینہ طیبہ مع مولانا کے روانہ ہوئے نیشاپور میں مولانا فریدالدین عطار کی زیارت سے مشرف ہوئے مولانا عطار نے ان سے پوچھا کہ کہاں کا عزم ہے انہوں نے جواب دیا کہ حرمین شریفین کا عطار نے فرمایا کہ تمہارے لڑکے کے سینہ بے کینہ میں دریائے معرفت جوش زن ہے اس کی بہت حفاظت رکھو اور اس سفر میں اسکو ہمراہ نہ لیجاؤ اور اپنی تصنیف الٰہی نامہ مولانا رومؒ کو دے کر فرمایا کہ اسکو دیکھا کرو تمہارے دیکھنے سے اسکو شرف ہوگا۔ مولانا کے والد نے عزم حج فسخ کر کے ملک روم میں شہر قونیہ میں اقامت اختیار کی بخیال تبرک مولانا الٰہی نامہ کو ورد میں رکھتے تھے اسی طرز پر مثنوی تصنیف فرمائی اور مولانا عطار کی تعریف میں ؎

ہفت شہر عشق را عطار الخ کہا

فرمایا کہ جو نعمت مولانا روم کو حاصل تھی اگر تمام عمر کی جانفشانی سے بھی حاصل ہو اسکا شکریہ قیامت تک ادا ہونا دشوار ہے پھر اگر مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی میں بار بار مشائخ عظام کا تذکرہ کیا تو کیا عجب ہے۔ فرمایا کہ مولانا رومؒ کہیں تشریف لئے جاتے تھے اور جماعت طلبہ ہمرکاب تھی۔ مولانا شمس تبریز نے آپکی سواری کی باگ پکڑ کر پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی تو ما اعظم شانی کا دم بھرتے ہیں اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ما عرفناک حق معرفتک کا ورد فرماتے ہیں پس افضل کون ہے مولانا نے جواب دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حوصلہ عالی رکھتے تھے لہٰذا باوجود کمال معرفت کے ما عرفناک حق معرفتک فرماتے تھے اور حضرت بایزید بسطامی بباعث پست حوصلگی و نقصان ہمت کے نعرہ ما اعظم شانی کا مارتے ہیں پس افضل وہی ہے کہ ہمت عالی و حوصلہ بلند رکھتا ہے یہ سن کر حضرت شمس تبریز نے شادان و فرحاں ہو کر ایک چیخ ماری اس چیخ نے مولانا روم کا مطلب پورا کر دیا اور مولانا شمس تبریز کا عاشق بنا دیا اس کے بعد حضرت شمس تبریز غائب ہو گئے مولانا کو آپکے عشق کا غلبہ ہو چکا تھا لہٰذا بہت پریشان ہو کر آپکے متلاشی ہوئے چونکہ حضرت شمس تبریز طریقہ ملامتیہ رکھتے تھے اسوجہ سے گانیوالوں کے ساتھ رہا کرتے تھے مولانا روم کو ایک جگہ پتہ ملا کہ مولانا شمس تبریز ایک جگہ نے بجا رہے ہیں یہ سن کر وہاں پہونچے اور حضرت سے لپٹ گئے حضرت شمس صاحب اس وقت اپنے گانے بجانے میں مست تھے جب ہوش آیا تو دیکھا کہ مولانا روم حاضر ہیں اسی وقت ان کے کان میں نے رکھ کر بجا دیا اور خود پھر غائب ہو گئے مولانا رومؒ نے اول مثنوی میں اسی نے کا حال بیان کیا ؎

بشنو از نے چوں حکایت میکند ۔۔۔ واز جدائی ہا شکایت میکند

شارحین نے کئی طرح اسکا مطلب بیان فرمایا ہے۔ فرمایا کہ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری جب حافظ عبدالکریم تاجر میرٹھ کے ملازم تھے یہاں مع حافظ عبدالکریم کے زیارت حرمین شریفین کو آئے میں نے کہا کہ مولانا مملوک علی صاحب نے میرا سبق گلستاں آپکے سپرد کیا ہے اس وجہ سے آپ میرے استاد ہیں مگر میں ایک بات عرض کرونگا اگر ناگوار نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہوں جو فرمایئے بسرو چشم منظور ہے میں نے کہا کہ آپکا یہ منصب نہیں ہے کہ حافظ عبدالکریم وغیرہ آپکو کام کا حکم دیں بلکہ ان کو آپکا محکوم ہونا چاہئے لیکن نوکری میں بجز محکومی کے چارہ نہیں اب آپ اپنے مکان پر درس احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا کریں تاکہ خلق کو فیض ہو مولانا نے قبول کرکے فرمایا کہ آپ حرم محترم میں میرے لئے دعا کریں چنانچہ یہاں سے جاکر ترک تعلق کرکے درس حدیث کا شغل اختیار کیا اور صدہا طلبا کو محدث بنادیا اور حافظ عبدالکریم نے میرے سامنے بہت کچھ معذرت کی کہ مولانا کو ہم لوگ اپنا مخدوم جانتے ہیں میں نے کہا کہ سچ ہے مگر نوکر در حقیقت خادم ہی ہوتا ہے چاہے اسکا آقا اپنا مخدوم بھی تصور فرمائے اور لفظ خادمی کا زبان پر نہ لائے فرمایا کہ مولانا احمد علی صاحب نے دربارہ مولوی محمد قاسم صاحب فرمایا کہ انہوں نے علم کی بالکل بے قدری کردی آپنے ان کو ایسا پست بنادیا کہ گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں ہیں میں نے جواب دیا کہ میرے نزدیک اس پستی نے علم کو خوب بڑھایا مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہر کجا پستی است آب آنجا رود!

مولوی بہاؤالدین صاحب طائف سے چلہ کرکے حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے اور بذریعہ فقیر حقیر (راوی) عرض کیا کہ میں ہر روز قریب دو لاکھ کے اسم ذات کا ورد رکھتا تھا مگر چنداں ثمرہ مرتب نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی کچھ رنجش ہے ورنہ ضرور معتدبہ فائدہ ہوتا فرمایا کہ میں اللہ اللہ کہنے والوں سے کیسے ناراض ہوتا اگر ہماری عنایت نہ ہوتی قریب دو لاکھ کے اسم ذات کا ورد کیسے کرتے گھبرا کر چھوڑ دیتے مثنوی کا قصہ تم کو یاد نہیں ہے کہ ایک شخص کو شیطان نے بہکایا کہ تم جو یا اللہ کہتے ہو کبھی اللہ کی طرف سے لبیک کی آواز بھی سنی معلوم ہوتا ہے کہ ذکر تمہارا مقبول نہیں ہے اس نے ذکر الٰہی چھوڑ دیا حضرت حق نے بواسطہ حضرت خضر کے اس سے دریافت فرمایا کہ تم نے ہمارا ذکر کیوں ترک کردیا اس نے وہی جواب دیا کہ اس طرف لبیک کی آواز نہیں آتی حضرت حق نے فرمایا کہ تمہارا ذکر کرنا بھی ہماری لبیک ہے اگر ہم تم کو توفیق ذکر نہ دیتے تم کیونکر ہمارا ذکر کرتے بالاخانہ سے لفافہ لاکر مجھے (راوی کو حضرت نے) دیا اور فرمایا کہ پڑھو میں نے عرض کیا کہ عبدالفتاح بن سید مصطفیٰ نے شہر لاذقیہ سے دو شجرے ایک نقشبندیہ آفاقیہ نصیریہ امدادیہ کا اور دوسرا چشتیہ صابریہ امدادیہ کا عربی میں نظم کرکے بھیجے ہیں اور لکھا ہے کہ مجھے ہاتف

غیب نے ندا دی ہے کہ لبیک لبیک بااجابۃ الماحول اور اس قدر مجھے فتوح فیوض ان ناموں کی برکت سے حاصل ہوئے ہیں کہ اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ عبد الفتاح کی مجھ سے بیعت عثمانی ہے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے بذریعہ خطوط اجازت جمیع سلاسل کی حاصل ہے خصوصاً چشتیہ صابریہ و نقشبندیہ نصیریہ کی خدا کی شان ان کو اس قدر فیض و برکت حاصل ہے کہ حاضرین کو غبطہ ہوتا ہے انکے والد بھی مجھ سے بیعت کر کے اجازت جمیع سلاسل کی اور ضیاء القلوب وغیرہ کی لے گئے ہیں پھر میں نے (راوی) نے عرض کیا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ان شجروں کی آپ طباعت کرادیں اور خدام کو اجازت ورد کی دیجئے اور کچھ شجرے مطبوعہ مجھے بھیج دیجئے تاکہ میں اس طرف شائع کردوں فرمایا کہ اگر کوئی ہمارا احوال لکھے تو وہ اس کو بھی چھپوا سکتا ہے اور بایں عنوان شائع کر سکتا ہے کہ خدا نے حضرت مخدوم علی احمد صابر کو یہ عروج عنایت فرمایا ہے کہ انکا سلسلہ اکثر بلاد میں بالخصوص بلاد عرب و حرمین شریفین و شام و روم و مغرب میں شائع ہوا ہے اور اس کی تائید میں ان شجروں کو پیش کرے فرمایا کہ جب میں ہجرت کر کے مکہ مکرمہ آیا تو یہاں منجملہ علمائے کرام کے شیخ جمال بہت بڑے محدث و شیخ تھے۔
بعد ملاقات و تعارف کے میری بہت ہی توقیر و تعظیم کرتے تھے میں ان دنوں حنفی مصلے کے پیچھے بیٹھتا تھا شیخ جمال صاحب بعد نماز صبح اکثر طواف کرتے تھے اور چونکہ حنفی تھے دوگانہ طواف ہر طواف کے بعد نہیں پڑھتے تھے بلکہ جمع کر کے بعد طلوع آفتاب کے پڑھتے تھے اور جب اپنے مکان کو جانے لگتے میری طرف آکر مسکرا کے ملتے اور اپنے مکان کو لوٹ جاتے ہیں ان کے راستہ میں نہیں ہوتا تھا بلکہ قصداً میرے پاس آتے تھے ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ آپ اس قدر میرے حال پر عنایت فرماتے ہیں اور عرب لوگ ہندیوں کو بہت کراہت سے یاد کرتے ہیں فرمایا کہ یہ قول سفہا کا ہے ہمارے نزدیک جس قدر قدر و منزلت اہل ہند کی ہے دوسرے ملک والوں کی نہیں ہے ہند کے علماء بھی جید اور فقراء بھی بے مثل اور اہل حرفہ بھی لاثانی اور طبیب بھی بے نظیر مشائخ مکہ میں شیخ فاسی اور احمد دہان و ابراہیم رشیدی وغیرہ تھے جمیع مشائخ و علماء اس فقیر کی خاطر و تعظیم کرتے تھے اور شیخ احمد دہان کو تو ہندیوں سے بہت ہی عقیدت تھی یہاں تک کہ اپنی اولاد کو تاکید کرتے تھے کہ علوم و فنون اہل ہند سے حاصل کرو چنانچہ ان لوگوں نے مولوی رحمت اللہ صاحب کے مدرسے میں فراغ حاصل کیا ہے، فرمایا کہ عبد اللہ سراج (جنکی جگہ پر شیخ جمال درس دیتے تھے اور شیخ جمال انکے شاگرد تھے) حنبلی مصلے کی جگہ پر کہ خالی تھی اور حنبلی مصلے کے قریب چاہ زمزم کے تھا درس دیتے تھے اور شاہ محمد اسحق صاحب ان کے درس میں ایک ستون سے لگ کر کھڑے رہتے تھے بعد فراغ درس کے عبد اللہ سراج صاحب شاہ صاحب کی طرف تشریف لاتے تھے شاہ صاحب آگے

بڑھ کر ملتے تھے عبداللہ سراج آپکا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے مخاطب ہوتے اور کہتے تھے کہ یہ ہند کے بڑے عالم ہیں اور بڑی تعریفیں کرتے تھے فرمایا کہ ایک بار شاہ محمد اسحٰق صاحب سے میں نے یا مولوی رحمت اللہ صاحب نے پوچھا کہ عبداللہ سراج صاحب بڑے عالم ہیں یا شاہ عبدالعزیز صاحب آپ نے جواب دیا کہ دینیات میں تو عبداللہ سراج صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب سے بڑھے ہوئے ہیں ہاں دوسرے علوم میں بیشک شاہ صاحب بڑھے ہیں دوسرے فنون کا اس ملک میں رواج و چرچا کم ہے ان لوگوں کو دیگر فنوں کی طرف میلان نہیں پھر یہ لوگ اس میں کیسے کمال حاصل کر سکتے ہیں میں (راوی) نے عرض کیا کہ اگر شیخ کسی کو وظیفہ بتلادے تو دوسرے سامعین کو بھی اجازت ہے، فرمایا کہ اگر شائق ہیں تو کیا مضائقہ ہے میں نے (راوی) حضرت سے دریافت کیا کہ حضرت پیر و مرشد کا اول ہاتھ کس نے پکڑا ہے اس سے یہ مطلب تھا کہ پہلے کون مرید ہوا نہ یہ کہ آپ پہلے کس کے مرید تھے آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں اول بیعت میری طریقہ نقشبندیہ میں حضرت نصیر الدین صاحب دہلوی خلیفہ شاہ محمد آفاق صاحب سے ہوئی اور باطن بلا واسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ حضور ایک بلند جگہ پر رونق افروز ہیں اور حضرت سید احمد شہید کا ہاتھ آپکے دست مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں بہ لحاظ ادب کے دور کھڑا ہوں حضرت سید صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کے ہاتھ میں دیدیا خدا نے مجھ کو کچھ اور بھی دکھایا ہے اگر ظاہر کروں تم لوگ کچھ کا کچھ کہو گے (پھر وہ کیفیت مجھ سے خفیہ بیان فرمائی) فرمایا کہ بیعت باطنی پہلے ہے اور ظاہری اسی روز ہے یا ایک دو روز بعد فرمایا کہ پیر و مرشد حضرت نصیر الدین اکثر اوقات تلاوت کلام مجید فرماتے تھے اور بہت روتے تھے چہرہ مبارک پر کثرت گریہ سے سیاہ نشان پڑ گئے تھے فرمایا کہ میں حضرت نصیر الدین صاحب کی خدمت میں بہت کم رہا ہے میرے والد بیمار ہو گئے تھے دہلی سے مجھ کو اپنی تیمار داری کیلئے طلب کیا میں حضرت سے رخصت لینے گیا حضرت مجھے رخصت کرنے مدرسہ حضرت شاہ مولانا محمد اسحاق صاحب سے میرے مکان قیام سے کچھ دور تھا میرے ہمراہ تشریف لائے ہر چند میں نے عذر کیا مسموع نہ فرمایا جب حضرت واپس جانے لگے میں پاس ادب حضرت کے ہمراہ مدرسہ تک گیا پھر جب میں واپس آنے لگا حضرت میرے مکان تک رخصت کرنے تشریف لائے پھر جب مراجعت فرمائی میں بدستور مدرسہ تک گیا جب تیسری دفعہ میں مدرسے سے چلنے لگا اور حضرت نے پھر قصد تشریف آوری کیا مجبور ہو کر میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا حضرت مجھے سینہ مبارک سے لگا کر بہت دعا دی اور طریقہ نقشبندیہ کی اجازت عطا فرمائی میرے والد ماجد کئی مہینے مریض رہے بہت علاج ہوئے کچھ مفید نہ ہوا اور دنیا سے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون اسی وجہ سے میں

اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہوسکا اور اسی درمیان میں حضرت بغرض جہاد افغانستان کو چلے گئے میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر حضور ہونگا مگر اس اثنا میں شہر غزنی سے حضرت کی رحلت فرمانے کی خبر آئی انا للہ وانا الیہ راجعون میں ان کی خدمت شریف میں بہت قلیل مدت حاضر رہا کچھ لطائف جاری ہوگئے تھے فرمایا کہ میں چوبیس ہزار مرتبہ کہ درجہ اوسط ہے ہر روز اسم ذات پڑھتا تھا اور نفی اثبات جبس دم میں ڈھائی سو تک کیا ہے۔

حضرات ناظرین: حضرت صاحب کے مناقب و اوصاف و حالات جیسے کچھ ہیں محتاج بیان نہیں بلکہ کالشمس اظہر ہیں ہر خادم کو کچھ نہ کچھ فیض زبانی، باطنی، وظاہری ضرور حاصل ہوا ہے اگر تھوڑا تھوڑا بیان کیا جاوے دفتر عظیم ہوجاوے۔ مختصراً اسی قدر واسطے بہرہ اندوزی سعادت کے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ واقع ہوا ہے کافی ووافی ہے اور زیادہ حوصلہ کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے لہذا عنان قلم کو روک کر یہ مضمون عالی ختم کرتا ہوں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؕ

تمت

خاتمۃ الکتاب

از افاضات حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی حنفی چشتی قدس اسرارہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ نحمدہ اللہ العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد اس احقر الخلائق اشرف عفی عنہ ادنیٰ ترین خدام درگاہ فیض پائیگاہ سیدی وسندی ومولائی ومرشدی الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب ضو عفت برکاتہم نے اس رسالے کو حسب اجازت حضور محتشم الیہم جو بواسطہ مکرمی جناب مترجم صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ کے مجھ تک پہونچا اول سے آخر تک حرفاً حرفاً دیکھا باوجود اپنی نااہلیت کے محض بجرات اجازت کہیں کہیں بطور حاشیہ کے کچھ لکھ بھی دیا میں نے کسی زمانے میں اس ترجمہ کی اصل بھی اجمالاً دیکھی ہے اور کسی قدر خیال میں بھی ہے اور رسالہ وحدۃ الوجود تو اس وقت میرے پیش نظر ہے بلا شک اصل اور ترجمے کے انطباق سے جناب

مترجم صاحب کی خوش فہمی اور قوت تحریر و مراعات شرط ترجمہ کی داد دی جاسکتی ہے یہ سب برکت اخلاص محبت حضرت شیخ کی ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ برکت فرمائے اور اس رسالہ کو غافلین کیلئے موجب تذکیر و ذاکرین کے لئے سبب تکثیر شوق کیجئے تبرکا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں شجرہ طیبہ چشتیہ امدادیہ مختصرہ منظومہ بنظر حفظ خادمین اور ایک قصیدہ مدحیہ امدادیہ بغرض تہیج شوق مہجورین لکھا جاوے۔ والسلام خیر ختام لکل کلام غرہ ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ مقام کانپور

شجرہ!

رحم کن یارب بقطب وقت امداد الٰہ	برکت نور محمد شیخ انوار جلی!
حاجی عبدالرحیم و عبد باری مرد حق	عبد ہادی عضد دیں شاہ محمد متقی
شہ محمدی و محب اللہ و شاہ بوسعید	شہ نظام الدین جلال الدین کہ شد تھانیسری
قطب عالم عبد قدوس و محمد دیں پناہ	حضرت عارف جناب عبد حق کامل ولی
شہ جلال الدین و شمس الدین و صابر کلیری	شہ فرید الدین و قطب الدین اوشی مہندی
شہ معین الدین و عثمان خواجہ حاجی شریف	خواجہ مودود یوسف امامی سیدی
بو محمد شاہ بو احمد ابو اسحاق شام	خواجہ علو و ہبیرہ شہ حذیفہ مرعشی
شاہ ابراہیم ادہم شہ فضیل و ابن زید	آں حسن بصری و حیدر رواں نبی ہاشمی
رحم کن بر ما و بر بیدل کہ ایں منظوم از دست	کن بفضل خویش فائز بو مرادات دلی

قصیدہ!

قال مولانا ذو الفقار علی صاحب من رؤساء دار العلوم دیوبند و فضلائها دام مجدهم مادحاً لسیدنا و سندنا و مرشدنا و وسیلۃ یومنا و غدانا الحاج الشاہ امداد اللہ قدس اللہ اسرارهم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مهلاً و داعك فوادى	رفقاً بصب منالك يا حادى

لاتعجلن وقف قليلا واتئد ... فكاننى منكم على ميعاد

فلعلنى من كسرانوز بنظرة ... فتكون فى هذى الحشاشة زادى

من لم يذبه العشق لاجدى وله ... فى نسكه ذا غير خرط قتاد

من لم يذق فى الحب ذائقة الفنا ... هو عند ارباب الهوى كجماد

فى القلب نار والدموع سواكب ... كيف الحيوة منيت بالاضداد

يا قاتل الله الصبابة انها ... جارت على شغفت الاكباد

اوما تفطنت الصبابة اننى ... عبد من هو مفخر الاوتاد

مولائى امداد الله القطب الولى ... الاريحى الكامل الارشاد

شيخى ومستندى واقصى مطلبى ... قدما وغاية مقصدى ومرادى

رب المعارف والمحامد والعلى ... وفضائل جلت عن التعداد

يامرشدى يامولى يامفزعى ... ياملجائى فى مبدئى ومعادى

ارحم على ياغياث فليس لى ... كهفى سوى حبيكم من زاد

اصبر عليكم اذ بنوح مطوق ... واميل وجدا اذ ترنم شادى

وابكى اشتياقا اذ ادارحد يثكم ... من جائنى من حاضرا وبادى

وهواكم دينى وحبل طريقتى ... شغفى بكم ولذكركم اورادى

وحللتم خير البلاد وطبتم ... واهيم فى واد عقيب الواد

ونيو منكم فى عمرنا عم الورى ... وبفضله تبنى على الآباد

فارالانام بكم وانى هائم ... فانظر الى برحمة ياهادى

ياسيدى لله شيئا انه ... انتم لى السجدى وانى جادى

ثم السلام على النبى المصطفى ... خير الانام واله الامجاد

کتاب ہذا احقر محمد حسین الرشید عفی عنہ نے "نامی" پریس الہ آباد سے طبع کروا کر نیچے کتب خانہ
شرف الرشید شاہ کوٹ سے شائع کی ؟؟؟!

31

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

شمائم امدادیہ

اردو ترجمہ

نفحات مکیہ من مآثر امدادیہ

یعنی

حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حنفی چشتی قادری نقشبندی سہروردی

کے حالات مبارکہ، ملفوظات اور تصوف سے سرشار مضامین کا مجموعہ

ناشران

کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ "مغربی پاکستان"

قیمت :- ۲ روپے

...ایند... تاجران کتب